www.pklibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد — شاہ محمد عثمان رضا — 7

نعت — شاہ محمد عثمان رضا — 7

پیارے نبیؐ کی پیاری باتیں — ادارہ — 8

آپ کی عمر کیا ہے؟ — ابن انشاء — 11

اُمید صبح جمال — اُم مریم — 14

اسیر عشق — صدرۃ المنتہیٰ — 156

فسونِ حُب — ریحانہ آفتاب — 34

ولی — مریم ماہ منیر — 126

محبت کا ستارہ — ثنا کنول — 151

تربیت کا فرق — عنبرین ابدال — 177

ایک ملن کی شام — غزالہ جلیل راؤ — 187

نظر انداز — اُم اقصیٰ — 222

عشق قضا نہ کرنا — شفق افتخار — 70

سنو جیت ہو تم — نورین چوہان — 104

سارے موسم دھیان — ثوبیہ نور احمد — 196

UUNOVELS.COM

امید صبح جمال

اُم مریم

پانچویں قسط کا خلاصہ

والدہ سلمان کے مطالبے پہ ڈسٹرب ہیں، مگر اس کی ضد کے آگے بے بس بھی اس کی خواہش ہے عمامہ کے ہاں پھر سے رشتہ لے کر جائیں، انکار کی صورت میں وہ اپنے تعارف کا کہتا ہے، اسے یقین ہے اس تعارف کے بعد انکار نہیں ہوسکتا۔

صندلین کو حسین کے سوا کچھ نہیں سوجھتا اسے پانے کی خاطر وہ پیروں فقیروں کے چکروں میں پڑ رہی ہے، مگر دادی کو اس کی حرکتوں کا ابھی علم نہیں۔

آیت کی مام کو آیت پہ انوکھا شک ہو چکا ہے، ان کا خیال ہے آیت پہ اس ہینڈسم معیز کی اچھی شکل کا جادو چل گیا ہے۔

حمرہ کی آزمائش نئی کروٹ بدلتی ہے، اس کی ماں کو کینسر تشخیص ہوتا ہے تو سر راہ ملنے والے حسین شاہ سے مدد کی اپیل کر دیتی ہے۔

معیز آیت سے نارمل انداز میں تعلق نبھانا چاہتا ہے مگر آیت اس سے طلاق کا مطالبہ کر کے اسے ڈسٹرب کر دیتی ہے۔

UUNOVELS.COM

چھٹی قسط

اب آپ آگے پڑھیے

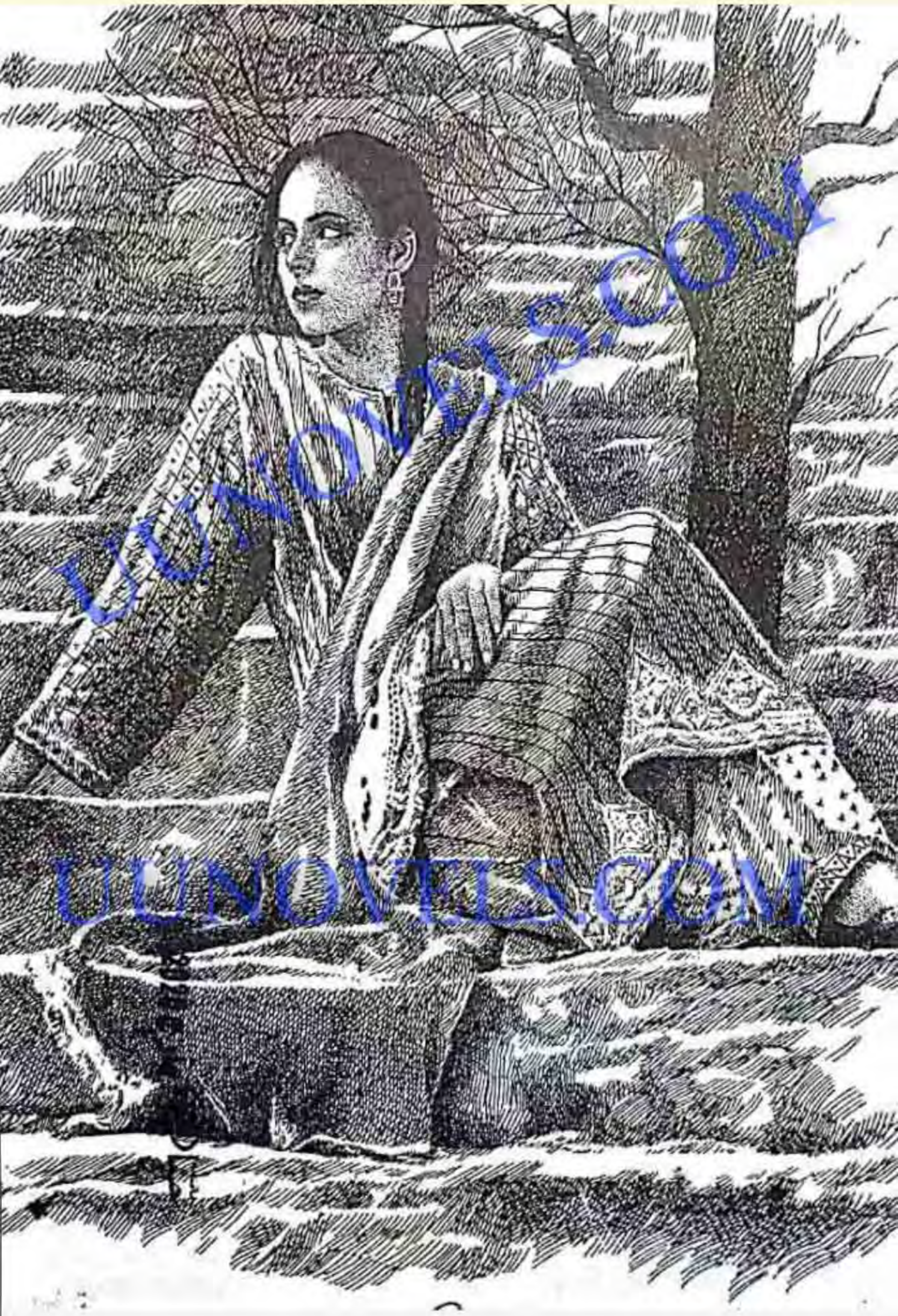
UUNOVELS.COM

''آپ.....؟''
امی کو ایک لمحہ درکار تھا اس خاتون کی پہچان کو، ماتھے پہ بل، چہرے پہ ناگواری آنکھوں میں تنفر ہی تنفر بھرے وہ انہیں بہت ناراضگی سے دیکھ رہی تھیں۔
''السلام علیکم..... میں!''
''پہچانتی ہوں آپ کو میں اچھی طرح، زحمت کی وجہ بیان کیجئے۔''
خشمگیں نگاہیں، سرد لہجہ، والدہ کے رہے سہے حوصلے بھی جواب دے گئے، عمامہ کو ماں کا رویہ مناسب نہیں لگا مگر بہرحال وہ خاموش رہی، زخم پھر سے جیسے تازہ ہو گئے تھے۔
''دراصل..... میں..... معذرت کرنے حاضر ہوئی تھی اور.....'' وہ اٹکیں، رک رک کر ابھی بات مکمل نہ پائی تھیں کہ امی نے پھر اسی روکھے لہجے میں بات قطع کر ڈالی۔
''معذرت.....؟'' انہوں نے تلخ انداز میں سر جھٹکا۔
''اس کی ضرورت کیوں پیش آئی آپ کو، بہرحال تشریف لے جائیے اور دوبارہ ادھر کا رخ بھی نہیں کیجئے گا۔'' انہوں نے بغیر کسی رعایت کے پھر انہیں جھڑکا، حالانکہ خاتون عمر میں ان سے اچھی خاص بڑی معلوم ہوتی تھیں، عمامہ کو پھر سے امی کا رویہ غیر مناسب لگا مگر مداخلت پھر بھی نہیں کر سکی۔
''بہن..... آپ..... مجھے معاف کر دیں، آپ چاہیں تو میں پاؤں پڑ کے بھی معافی مانگنے کو تیار ہوں، غلطی ہو گئی، میں بہت شرمندہ ہوں۔'' آنکھوں میں آنسو آواز میں کپکپاہٹ چہرے پہ کیسی دلگیر کیفیت تھی، عمامہ کو ان پہ جانے کیوں ترس آیا تھا، کیسی تکلیف دہ صورتحال تھی کہ وہ گھر آئی بزرگ مہمان کی کسی خاطر داری تو کیا کسی معمولی عزت افزائی کی بھی پوزیشن میں نہیں رہی تھی۔
''آپ کیسی انسان ہیں، آپ کو ایک بار کی بات سمجھ نہیں آئی، کہ اس زحمت کی ضرورت نہیں باقی، آپ جائیں یہاں سے۔'' امی نے ایک بار پھر انہیں اسی رہانت آمیز انداز میں جھڑکا تو اب کی بار والدہ کی آنکھوں میں لرزتے آنسو گالوں پہ پھسل آئے تھے۔
''بیٹے..... اصل مجرم آپ کی ہوں میں، بدنصیبی ہماری تھی کہ ہم تمہارے پیارے وجود سے اپنے گھر میں رونق نہیں بکھیر پائے، ہو سکے تو اس بڑھیا کو معاف کر دینا، اللہ تمہارا نصیب اچھا کرے۔'' ان کے جڑے ہوئے ہاتھوں کا رخ امی سے پھر کر عمامہ کی جانب ہو گیا تو عمامہ نے گھبرا کر جلدی سے ان کے ہاتھ اپنے نرم ہاتھوں کی نرم گرفت میں لے لئے۔
''پلیز آنٹی..... مجھے شرمندہ مت کریں۔'' اس نے آہستگی سے کہتے ان کے ہاتھوں کو تسلی آمیز انداز میں تھپکا، ان کے بہتے آنسوؤں میں روانی آ گئی تھی۔
''جیتی رہو۔'' شدت جذب کے عالم میں وہ یہی کہہ سکی تھیں۔
''بند کریں یہ ڈرامے، اور یہاں سے نکلیں، نہیں تو میں دھکے مار کر یہاں سے باہر کروں گی آپ کو، اونہہ پتا نہیں کیوں دکھلاوا کر رہی ہیں۔'' امی کا ضبط جواب دے گیا تھا، اس بری طرح سے انہیں دھتکارا کہ عمامہ کو بے حد آکورڈ لگا، والدہ اب کے کچھ کہے بغیر سرخ چہرا لئے پلٹ گئی

UUNOVELS.COM

تھیں، امی کی نظروں میں نفرت تو عمامہ کی آنکھوں میں تاسف پھیلا ہوا تھا۔
''امی پلیز، آپ ان کی اپنج کا ہی خیال کر لیتیں۔'' وہ احتجاجی انداز میں کہے بغیر نہیں رہ سکی تو جواباً انہوں نے اسے بھی اسی غصے میں ڈانٹ کے رکھ دیا جو انہیں والدہ پہ آیا ہوا تھا۔
''تم چپ کرو، تمہاری انسلٹ کا بدلہ ہی لے رہی تھی۔'' عمامہ نے سرد آہ بھری، سر زور سے جھٹکا۔
''بدلہ ضروری نہیں تھا امی، پھر وہ ہمارے گھر آئی تھیں۔''
''مجھے جو مناسب لگا میں نے کہا، تم اپنی ہمدردیاں پاس رکھو اپنے۔'' ان کا غصہ ختم نہیں ہو رہا تھا، نخوت سے کہہ کر باہر نکل گئیں، عمامہ ہونٹ بھینچے وہیں کھڑی تھی۔

☆☆☆

اے دل خوف زدہ
آؤ! آؤ کہ یہاں کوئی نہیں
جو بیابانوں کو کچھ اور بیاباں کر دے
خوف ہر چیز کو دیوار بنا دیتا ہے
بھاگتی دوڑتی ڈوبتی لہراتی لرزتی دیوار
برف کا خوف
جما دیتا ہے شریانوں میں
خون کے ساتھ تمناؤں کے جسم و جاں بھی
خون مغموم تو ہو سکتا ہے
خون مظلوم بھی ہو سکتا ہے
خون معدوم نہیں ہو سکتا
آؤ آؤ کہ تمہیں آگ کے در تک لے کر جائیں
اے دل وہم زدہ
جس کو ہونا ہے اسے ہونا ہے
وقت سے پہلے تو پتہ بھی نہیں ہل سکتا
وقت کے اپنے مسائل میں ہمیں کیا معلوم
کون سا وقت کسے کھینچ لے کے آئے گا میناروں پر
اور لٹکا بھی وہیں دے گا انہیں
اور کسے خاروں میں پھینک آئے گا
کالی گھنگھور سی شب تاری آندھی غاریں
اے دل موت زدہ
آؤ آؤ کہ یہاں کوئی نہیں
کون ہوتا ہے بھلا قبروں میں

UUNOVELS.COM

ہم نے جو کتبے لکھا رکھے ہیں
اس سے پہلے کہ کہیں کھو جائیں
اس سے پہلے کہ کہیں گم ہو جائیں
اپنی تاریخ، مقامات کوئی شعر یا آیات
اجاگر کر لیں
موت بوکھلا دیتی ہے
بعد میں کوئی بلاتا بھی نہیں
موت آتی ہے تو پھر مرتا ہے
دور جاتا ہے تو پھر جاتا ہے
آؤ آؤ کہ یہاں کوئی نہیں
اے دل خوف زدہ
اے دل موت زدہ

انہیں جانے کیا سوجھی تھی کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر واپس گھر آ گئیں، حمدہ چیختی رہ گئی تھی۔

''علاج ضروری ہے۔'' مگر انہوں نے ذرا سی جو پرواہ کی ہو۔

''کیا ضروری ہے یہ میں تم سے بہتر جانتی ہوں اور خدا کے لئے اب جو کچھ بھی میں کہوں، اسے ٹالنا نہیں۔'' انہوں نے اس کے آگے ہاتھ نہیں باندھے تھے، بلکہ اس کے پیر پکڑ لئے تھے، وہ لرز گئی تھی، غم کی شدت سے ادھ موئی ہو گئی۔

''کیا کہیں گی آپ، سوائے اس کے کہ آپ علاج نہیں کروائیں گی، مگر یہ بات نہیں مانوں گی میں کسی صورت، میں اب مانگ کر لاؤں یا جو مرضی بیچ کر، مگر آپ کے علاج میں کمی نہیں کروں گی امی، خدارا سوچیں، آپ میرا سب سے قیمتی سرمایہ ہیں، آپ کے بغیر میں کچھ نہیں ہوں، کیسے زندہ رہوں گی میں بس اس ایک پوائنٹ پہ سوچ لیں اور ضد نہ کریں خدارا۔'' وہ رو پڑی تھی، ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر وارفتگی سے چومتے زار و قطار رو پڑی تھی، جواباً انہوں نے اسے نم آنکھوں سے دیکھا تھا اور کتنی دیر یونہی دیکھتی رہیں گویا آنکھوں کی پیاس نہ بجھی ہو۔

''ساری زندگی اس ایک خواہش کے ساتھ جیتی چلی گئی کہ خدا مجھے جلد اٹھا لے، دراصل میں اپنی پہچان اپنا سایہ تم پہ نہیں پڑنے دینا چاہتی تھی کہ یہ پہچان یہ سایہ تمہاری قسمت بھی خراب نہ کر دے، لیکن..... جب یہ خواہش پوری ہوئی تو، تمہارے اوپر میری نحوست کی چھاپ لگ گئی تھی۔''

یوں پہلی بار وہ اس پہ اپنا کوئی بھی دکھ عیاں کرتے ہوئے ایسے ٹوٹ کر روئیں کہ حمدہ گنگ انہیں دیکھی چلی گئی۔

''میں خود گنہ گار کبھی بھی نہیں تھی، رب شاید ہے کہ میں نے کبھی اس گنہ کو نہیں اپنایا، کبھی اپنے وجود پر اس گناہ کے چھینٹے نہیں پڑنے دیئے، ہاں میرا جرم اس گھر سے میرا تعلق تھا جہاں جسموں کی فروخت کی جاتی تھی، حمدہ..... میری بیٹی تمہارا باپ، ایک بہت امیر شخص تھا، کالج جاتے ہوئے میرے راستے میں وہ ہر روز کھڑا ہوتا، مجھے نہیں معلوم تھا وہ میرے معاملے میں کتنا سنجیدہ تھا مگر میں

UUNOVELS.COM

سنجیدہ ہو گئی تھی، ایک روز میں خود اس کے پاس گئی، اپنی حقیقت اس سے چھپا کر ایک فرضی کہانی اسے سنا دی کہ میرے والدین میری شادی اک بڈھے سے کروا رہے ہیں، اگر وہ مجھے پسند کرتا ہے تو میں اس کی خاطر گھر چھوڑ سکتی ہوں، اندھا کیا چاہے دو آنکھیں، وہ فوراً مان گیا، وہ کسی حد تک شریف لڑکا تھا، مجھ سے اسی روز نکاح کیا کہ یہ میری سب سے پہلی شرط تھی، اس نے یہ مانی تو مجھے اور کچھ نہیں چاہیے تھا، میں خوش تھی کہ، میں خود کو بچانے میں کامیاب ہو گئی مگر میری قسمت نے مجھے کامیاب نہیں ہونے دیا، وہ مجھے اپنے گھر لایا تو اس کی ماں نے مجھے قبول کرنے سے انکار کر دیا، وجہ وہی کہ گھر سے بھاگی لڑکی کو عزت دینے کو تیار نہ تھیں، احمد بزدل تھا، ماں کے سامنے میرا دفاع نہ کر سکا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مجھے گھر میں ملازمہ کا درجہ دے دیا گیا، میں اس میں بھی راضی تھی، مگر میری زندگی میں ایک اور طوفان اس وقت برپا ہوا جب احمد کا بڑا بھائی احسان اچانک کسی بیرونی دورے سے واپس گھر آیا، رب جانے اس نے مجھے کیسے پہچان لیا مگر میرا بھانڈا پھوڑ دیا، اس نے سب کے سامنے مجھ سے میرا حوالہ پوچھا اور منوا کر دم لیا۔"

"بس پھر کیا تھا، کوئی یہ ماننے کو تیار نہ تھا کہ اگر میرا تعلق کسی کوٹھے سے تھا تو نہ ممکن تھا میں پاکباز ہوئی، میری غلطی یہ تھی کہ احمد سے بھی میں نے اپنی اصلیت چھپائی تھی، احمد مجھ سے ایسے بدگمان ہوئے کہ اسی وقت مجھے طلاق دے ڈالی، مجھ پہ صحیح معنوں میں قیامت ٹوٹ پڑی تھی مجھے آدھی رات کو گھر سے نکال دیا گیا، وہ رات بہت بھاری تھی، اسی رات مجھ پہ انکشاف ہوا تھا کہ تم اس دنیا میں آنے والی ہو، میرا جی چاہا تھا میں خودکشی کر لوں، شروع میں، میں نے دارالامان میں پناہ لی، تمہاری پیدائش کے بعد میں نے کئی بار احمد سے رابطہ کرنا چاہا مگر وہ اب میری شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتا تھا، تنگ آ کر میں نے ایک گھر کرائے پہ لیا اور لوگوں کے گھر کام کر کے تمہارا پیٹ پالنے لگی، میرا خیال تھا اس طرح میں اپنی پہچان اپنے حوالے کی نحوست سے تمہیں بچا پائی ہوں مگر میری قسمت کی آزمائش ختم نہیں ہو رہی تھی۔"

"تم تین سال کی تھیں جب تمہاری خالہ صائمہ مجھے سرراہ ٹکرا گئی، میں نے اس سے بہتیرا بچنا چاہا مگر اس نے میری جان نہیں چھوڑی، مجھے معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ وہ میرا پیچھا کرتی میرا گھر دیکھ چکی ہے، پھر تیسرے دن وہ مجھے منانے کے بہانے گھر آ کر ایسا تماشا لگا گئی کہ ساری دنیا کو پھر میری پہچان کا سرا مل گیا۔"

"میں نے وہ مکان چھوڑ دیا، مگر صائمہ تو کوئی عفریت بن گئی تھی، ہر جگہ پہنچ جاتی، دراصل اسے میں نہیں تم چاہیے تھیں، تمہاری صورت پہ وہ ایسی فدا ہوئی تھی کہ تمہارے ذریعے اپنا بڑھاپا سنوارنا چاہتی تھی، میں نے اس سے تو تمہیں بچا لیا حمدہ مگر اس حوالے کی آلودگی سے نہیں بچا سکی، اس کے لئے مجھے معاف کر دینا میری بیٹی۔" وہ پھر سے زار و قطار رونے لگیں، حمدہ نے انہیں گلے لگا کر خود سے بھینچ لیا۔

"ایسا مت سوچیں پلیز، مجھے آج کہنے دیں امی، کہ غلط میں تھی، مجھے آپ کی بیٹی ہونے پر شرمندگی نہیں فخر ہے، اب میں خود سوچا ہے، آپ سے اپنا حوالہ چھپاؤں گی نہیں، کسی سے نظر چراؤں گی نہیں، بلکہ سب کو بتاؤں گی کہ ہاں ہوں میں اس عورت کی بیٹی جو اس گندگی کی دلدل

UUNOVELS.COM

سے نہ صرف خود پاک باز نکل کر آئی بلکہ، اس نے مجھے بھی اس گندگی میں لتھڑنے نہیں دیا۔'' وہ جذب کے عالم میں بول رہی تھی کہ انہوں نے مضطربانہ اس کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھ دیا۔

''ایسی غلطی کبھی مت کر بیٹھنا بیٹے، ہمیشہ یاد رکھنا، یہ معاشرہ تائب ہو جانے والے ڈاکو اور گناہ کو چھوڑ دینے والی طوائف دونوں کو کبھی معاف کرتا ہے نہ کبھی قبول.....''

''لیکن امی آپ تو.....''

''ہاں نہیں ہوں میں طوائف نہ تھی کبھی، مگر بیٹی ضرور ایک طوائف کی تھی اور وہ حوالہ مرتے دم تک نہیں اتار سکی، وہ داغ آج تک نہیں دھل سکا۔'' ان کی آنکھوں میں پھر سے آنسو آ گئے۔

''چھوڑیں اس بات کو، اس تکلیف دہ موضوع کو، آپ کو میری خاطر زندہ رہنا ہے، آپ وعدہ کریں آپ اپنا علاج ضرور کروائیں گی۔'' حمدہ نے یکدم موضوع بدل دیا، جواب میں ان کے لبوں پہ زخمی مسکان بکھر گئی۔

''تم چاہو گی حمدہ کہ اپنی مرتی ہوئی ماں کو کوئی خوشی دے دو؟'' بات ایسی تھی کہ حمدہ کے دل میں کسی نے گویا خنجر گاڑھ دیا، ہونٹ بھینچے دل گیر انداز میں انہیں دیکھتی رہ گئی، بولنے کی طاقت سلب ہو گئی تھی جیسے۔

''اپنی ضد چھوڑ دو، اور خدا کے لئے شادی کر لو۔'' حمدہ کی آنکھوں میں تیرتے آنسو بہت خاموشی سے گالوں پہ بہتے چلے گئے تھے۔

''کاش میں اس قابل ہوتی کہ..... آپ کو یہ خوشی دے سکتی۔'' اس کا گلا بھرا گیا، انہوں نے چونک کر اس کی شکل دیکھی۔

''تم..... ابھی بھی شادی نہیں کرو گی؟ میری گزارش کے باوجود۔'' ان کے انداز میں خوف تھا، سہم تھا، حمدہ نے بے بسی سے نگاہ چرائی۔

''اس کی دو اہم وجہیں ہیں امی، ایک تو یہ کہ آپ کو یوں نہیں چھوڑ سکتی اور دوسری..... شادی اگر کروں تو کس سے؟ کون کرے گا، مجھ سے بتائیں؟ اور بالفرض اگر کوئی مان بھی جائے تو کیا گارنٹی ہے کہ میرا نصیب آپ کی بیٹی ہونے کے ناطے آپ جیسا نہیں ہو گا؟'' اس کے انداز میں دکھ کی گہری آمیزش تھی، کچھ دیر امی بھی کچھ نہیں بول سکی تھیں۔

''میں نے ہمیشہ یہی دعا مانگی ہے کہ تمہارا نصیب میرے جیسا نہ ہو۔'' انہوں نے جس طرح حوصلہ دیا حمدہ دکھ بھرے انداز میں مسکرا دی۔

''یہ دعا آپ کی اپنے حق میں مقبول نہیں ہوئی تو۔''

''یہ ماں کی دعا ہے بیٹے، میرے پیچھے ماں کی دعائیں نہیں تھیں، تمہارا گھر ضرور بسے گا یہ میرا گمان اور یقین غلط نہیں، بس وعدہ کرو تم انکار نہیں کرتا اور بات سنو، جو پیسہ یعنی یہ مکان بیچ کے تم میرا علاج کروانا چاہتی ہو، اس رقم سے میں عمرہ کی نیت کر چکی ہوں۔'' انہوں نے دل میں چھپائی ایک اور خواہش اس کے سامنے رکھی، وہ بس انہیں دیکھتی رہ گئی تھی، اسے لگ رہا تھا، انہوں نے اس کے بولنے کو کچھ نہیں چھوڑا تھا۔

☆☆☆

UUNOVELS.COM

لڑکھڑاتی ہوئی سانسوں میں ذرا پل دو پل
کوئی ڈوری سی اگر بندھ جاتی
اور دو چار پہر تم نے بچھڑتے ہم سے
کوئی سچ مچ بستی آتش ایماں کا جواز
کوئی یکطرفہ حوارث کا بھرم
لاش بن بیٹھ کے محسوس کیا ہے ہم نے
ایک سے ایک بھرم موت زدہ
دل کی طاقت تو ہے اس سہمے ہوئے دل کی طرح
ناگہاں جس پہ جھپٹ پڑتی ہے تنہائی کوئی
راستے ٹوٹے ہوئے دور تلک
بھٹکا ہوا کرب قدم موت زدہ
آج ہم موت زدہ
آج فضا موت زدہ
روح میں چھید سے پڑ جاتے رہے ہیں ڈر سے
جانے کب کون سا غم ٹوٹ پڑے
جانے کب کون کنارے لگ جائے
دل اشاروں کی زباں جان لیا کرتے ہیں
پچھلے کچھ روز سے آتا تھا نظر
ڈوبتی شام کا غم موت زدہ
ہم چھپے بیٹھے ہیں خاموشی کے دیوار نما سینے میں
چھو کے جاتی ہے ہمیں سرد ہوا موت زدہ
ہاں یہی سرد ہوا موت زدہ
ہر طرف بکھری ہوئی پھرتی ہے
ہم تجھے کس کے حوالے کرتے
ہم تجھے کس کی پناہوں میں چھپا کر آتے
شہر کا شہر اسی داد کی دہلیز پہ تھا
سر جھکائے ہوئے چپ چاپ اداس
جانتے ہو عبادت میں اگر خوف نہ ہو
موت ڈر جاتی ہے
آخری وقت بھی گھبرا کے پلٹ سکتا ہے
دکھ ہمیں چھوتے ہوئے ڈرتا ہے
سٹپٹا جاتی ہے تکلیف ہمیں آتے ہوئے

UUNOVELS.COM

اب نہ تم ہو نہ عبادت نہ کوئی خوب نہ ڈر
اب تو بس شرم کے کاندھے سے لگا بیٹھا ہے
وقت کے پار ستم موت زدہ
اب نہ تم ہو نہ عبادت نہ کوئی خوف نہ ڈر
اب نہ خدشہ ہے کہ تم ہم سے بچھڑ جاؤ گے
خوش گمانی بھی نہیں کوئی کہ لوٹ آئیں گے
تیرے بیتے ہوئے دن تیرے گزارے ہوئے سال

وہ پتھرائی ہوئی بیٹھی رہی تھی، اس کے سامنے پاپا کی آخری سب رسومات ادا ہوئیں اور پھر وہ ہمیشہ کو اس سے رخصت ہو کر چلے گئے، اسے یقین نہیں آتا تھا، اسے یقین نہیں آ سکتا تھا، پپا تو بالکل ٹھیک تھے، انہیں کچھ کیسے ہو گیا، اس بار تو انہوں نے اسے کسی خدمت کا موقع بھی نہیں دیا، اس بار تو وہ اس سے ناراض بھی نہیں ہوئے تھے، پھر کیا ہوا۔

''وہ کیوں چلے گئے؟''

سوال تھے یا اژدھے، جو اسے ڈستے تھے چیرتے پھاڑتے تھے، وہ اذیت میں تھی شدید تکلیف کے عالم میں تھی مگر اپنی اذیت بیان کرنے عیاں کرنے سے قاصر ہو گئی تھی۔

ابھی کل رات، پپا بالکل ٹھیک تھے، خود اس کے پاس کمرے میں آئے تھے، انہیں روبرو پا کے وہ کتنی حیران ہوئی تھی، خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوتی اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔

''پپا... آپ؟''

''جی پپا کی جان، کیا آپ کے روم میں نہیں آ سکتا؟'' وہ ایک دم سے کھلکھلا کر ہنس دی، اسی سرشاری میں وضاحتی انداز میں گویا ہوئی تھی۔

''مجھے تو بہت اچھا لگا پپا، دراصل آپ آتے نہیں ہیں نا اس لئے۔''

''ہاں بیٹے، یہ میری کوتاہی تھی، بس اب دل کیا اپنی بیٹی سے کچھ باتیں کروں تو چلا آیا۔''

انہوں نے اس کا سر تھپکا تو وہ ان کا ہاتھ تھام کر صوفے پہ بٹھاتی ہوئی بولی تھی۔

''آپ بیٹھیں، میں آپ کے لئے کافی بنا کر لاتی ہوں اپنے ہاتھوں سے، پھر ڈھیر ساری باتیں کریں گے۔''

''نہیں۔'' انہوں نے اسے اٹھنے نہیں دیا، ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا تھا۔

''میں کافی نہیں پیوں گا آیت، بس آپ میرے پاس بیٹھو کچھ دیر۔'' وہ تھم سی گئی، ان کا چہرا دھیان سے دیکھنے لگی، جیسے ڈر سی گئی ہو۔

''آپ کی طبیعت ٹھیک ہے پپا؟''

''جی میری جان، بالکل فٹ ہوں۔'' اس کی تسلی کی غرض سے وہ باقاعدہ مسکرانے لگے، آیت کی تسلی مگر نہیں ہوئی۔

''پھر اتنے اداس کیوں لگ رہے ہیں؟ مام کی ناراضگی کی وجہ سے؟'' جواباً انہوں نے سرد آہ بھر لی تھی۔

UUNOVELS.COM

''مجھے اس بات کا قلق تو ہمیشہ رہا کہ جس عورت کی خاطر میں نے اپنوں سے ساری عمر کنارا کیا اسے بھی خوش نہیں رکھ پایا، شاید غلط میں ہی تھا، مجھے رشتوں میں توازن قائم کرنا نہیں آسکا۔'' وہ بہت مضطرب اور تھکے ہوئے نظر آنے لگے، آیت نے ان کی یاسیت کو محسوس کیا تھا تو اپنا دل بھی بھاری سا ہو گیا۔

''آپ کو مام کو اتنی اہمیت نہیں دینی چاہیے تھی پپا، ہماری دودھیال میں سب لوگ ویسے تو نہیں جیسے مام ہمیں بتاتی آئی ہیں، خاص کر دادو تو اتنی سوفٹ نیچر تھیں، پتا نہیں مام نے آپ کو ان سے ملنے سے کیوں روکا۔''

''تمہیں سب لوگ اچھے لگے آیت؟'' ان کے سوال میں کتنی آس امید تھی آیت اس وقت غور نہ کر سکی۔

''جی پپا، میں نے کہا نا جیسا مما انہیں سمجھتی آئی یا ہمیں ان کے متعلق بتاتی آئیں بہر حال وہ لوگ ایسے نہیں لگے مجھے۔'' اس نے بہت سوچ کر گول مول جواب دیا۔

''اور..... معیز..... وہ تمہیں کیسا لگا بیٹے؟'' آیت ایک دم سے چونک گئی، انہیں دھیان سے دیکھا اور ایک دم جیسے فیصلہ کر لیا ان کا دل رکھنے کا۔

''پپا معیز سے مجھے پرابلم نہیں ہے کوئی، مگر میں نے سنا ہے آپ کی فیملی کے سب مرد ایک سے زائد شادیاں کرتے ہیں، آئی ڈونٹ نو کیوں مگر.....''

''ایسا کچھ نہیں ہے بیٹے، وہ وقت اور حالات کی مجبوری تھی، ہمارے خاندان میں تب مرد بہت کم اور خواتین زیادہ ہو گئی تھیں، ہمارے دادا نے اس وقت محض خواتین کے استحصال کو روکنے کی خاطر ایک مرد کے حق میں دو یا تین عورتیں دے دی تھیں، جس کا فائدہ یہ ہوا کہ نہ صرف کئی خواتین نفسیاتی امراض میں مبتلا ہونے سے بچ گئیں بلکہ خاندان میں جو مردوں کی کمی تھی وہ بھی پوری ہو گئی۔'' وضاحت ہو گئی تھی مگر وہ مطمئن نظر نہیں آسکی۔

''پتا نہیں پپا کیوں، مگر مجھے لگتا ہے معیز میں خاندانی فطرت موجود ہے، حاکمانہ انداز و اطوار اور ناگوار حد تک دبدبہ محسوس ہوتا ہے۔''

''ایسا کچھ نہیں ہے بیٹے، وہ بے حد پیاری فطرت کا نیک بچہ ہے۔'' وہ جلدی سے جس وضاحتی انداز میں بولے اس نے ہی آیت کو بدگمان کیا تھا۔

''آپ یہ اس لئے کہہ رہے ہیں کہ آپ یہ چاہتے ہیں میں اس سے ہی شادی کر دوں؟'' وہ بے حد خفا نظر آنے لگی، پپا اس بدگمانی پہ مسکرا دیئے تھے۔

''آپ کا نکاح اس سے ہو چکا ہے، مگر بیٹے آپ پہ کوئی دباؤ بھی نہیں ڈال رہا۔'' اس نے انہیں دھیان سے دیکھا۔

''آپ کیا چاہتے ہیں پپا؟''

''آف کورس میں معیز سے آپ کو ہمیشہ وابستہ اور خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔'' بے ساختہ جواب تھا، آیت گہرا سانس بھر کے رہ گئی۔

''تو پھر ٹھیک ہے، آپ خود اسے سمجھا دیجئے گا کہ مجھ پہ زیادہ رعب ڈالنے کی ضرورت نہیں،

UUNOVELS.COM

میں زندگی اپنی مرضی سے جیوں گی۔"

"یہ تو آپ نے اپنی مام جیسی بات کر دی، اس طرح تو مرد کی شخصیت اس کی ذات سرے سے ختم ہو جاتی ہے آیت بیٹے، جو غلطی میں نے دہرائی وہ....."

"سوری پپا، مجھے میرا یہ مطلب نہیں تھا۔" وہ ایک دم شرمندہ ہو گئی، مام نے پپا کی ذات کی اہمیت گھر کے ہر معاملے میں کسی طرح سے نفی کر رکھی تھی اس سے آگاہ تھی وہ بھی۔

"آپ کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں بیٹے کہ معیز کبھی آپ کے جائز حقوق کو غصب نہیں کرے گا، ہر مشکل میں آپ کا ساتھ دے گا کبھی آپ کو اکیلا نہیں چھوڑے گا، ایک عورت کو اس کے علاوہ اور کیا چاہیے ہوتا ہے، لیکن اگر وہ یہ چاہے کہ مرد اس کی رضا کی خاطر اپنے سب رشتوں کو پیچھے چھوڑ دے تو یہ اس کی نااہلی ہوتی ہے، اپنے ساتھ وہ اس آدمی کو بھی گناہ گار کر دیتی ہے جو اس کی خاطر ہر تکلیف خود اٹھاتا ہے اور میری بیٹی ایسا کبھی نہیں چاہے گی کہ نا تو دور کی بات۔" انہوں نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کے جس مان اور بھروسے سے کہا تھا وہ اس بھروسے کو کیسے توڑ ڈالتی، اس نے سر جھکا دیا تھا، اسے نہیں بھولا تھا ایک بار پہلے بھی اس کی وجہ سے اس کا باپ کس حال کو جا پہنچا تھا، گو کہ اسے ان کی کچھ باتوں سے اختلاف ہوا تھا مگر اختلاف ایک دم ظاہر کرنا نہیں چاہتی تھی، وقت اور حالات کے حساب سے وہ اپنی جنگ ساتھ ساتھ لڑ سکتی تھی اور یہی درست حکمت عملی تھی۔

"مجھے نہیں لگتا کہ آپ کی مام آپ کی شادی آسانی سے ہونے دے، بہت رکاوٹیں ڈالیں گی، عین ممکن ہے آپ کو جذباتی طور پہ بھی بلیک میل کرنے کی کوشش کریں تو....."

"ڈونٹ وری پپا، آپ سب سنبھال لینا۔" اس نے ان کی بات کاٹ کر شریر انداز میں مداخلت کی، انہوں نے جواباً سرد آہ بھری تھی۔

"کاش میں ایسا کر بھی سکتا۔" ان کے انداز میں کتنی حسرت تھی، مگر تب وہ قطعی نہیں سمجھ سکی تھی ان کی اداسی کو۔

"کم آن پپا، اب آپ خود کو کمزور سمجھنا چھوڑ دیں، یو نو واٹ اب آپ کمزور نہیں رہے ہیں، آپ کی اولاد ہے نا آپ کی طاقت، یو نو پپا، اسد ہے نا وہ تو دیوانہ ہے اپنی فیاکی کا، کہتا ہے پپا نے پتا نہیں کیوں مجھے منگنی پہ ٹرخا دیا، اگر تمہاری طرح نکاح ہوا ہوتا تو میں اسے ڈنکے کی چوٹ پہ ملنے جایا کرتا۔" ان کی یاسیت دور کرنے کو وہ خاصی شوخی سے بولی تھی، وہ آہستگی سے ہنس دیئے۔

"نہیں خیر، اب ایسا بھی نہیں ہے، معیز سے تو نکاح ہوا ہے نا تمہارا، آتا ہے وہ کبھی تم سے ملنے؟" انہوں نے بڑے مان سے سوال کیا تو جواباً آیت نے منہ بگاڑ لیا تھا۔

"اونہہ، وہ تو سٹریل ہے۔" پپا ایک دم ہنس دیئے، موڈ یکلخت خوشگوار ہو گیا تھا۔

"ایک راز کی بات بتاؤں آپ کو میری شہزادی، اس قسم کے جو لڑکے ہوتے ہیں نا، شادی کے بعد اپنی بیویوں کو بہت ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں، سو ڈونٹ یو وری۔" انہوں نے اس کا سر تھپک کر جس طرح تسلی دی، وہ خفیف سی ہو گئی، رنگت میں بے تحاشا سرخی دوڑ گئی تھی، پلکیں عارضوں پہ جھک گئی تھیں، پپا سے اسے ایک دم بہت حیاء محسوس ہونے لگی تھی۔

UUNOVELS.COM

''ان لوگوں کا ماحول بہت عجیب سا ہے پپا، میں کنفرٹیبل فیل نہیں کروں گی، آپ معیز سے کہیے گا الگ سے شہر میں گھر خرید لے۔''

اپنی کیفیت سے باہر نکلنے کو اس نے بات بدلنا ضروری سمجھا، پپا چونک گئے تھے۔

''آپ عادی نہیں ہو مگر بیٹے عادی ہو جاؤ گی، سب سے اہم چیز ہوتی ہے رشتوں کا اعتماد اور محبت، وہ ہاں بات ڈاؤٹ وافر مقدار میں ملے گی، معیز سے ایسا کوئی بھی مطالبہ اسے آپ سے بدگمان کر سکتا ہے، یہی میں نہیں چاہتا، وعدہ کرو بیٹے آپ اپنے شوہر کا دل جیتنے کو اگر کوئی قربانی دینا پڑی تو دو گی۔'' اور وہ چپ سی ہو گئی تھی، اسے پتا نہیں کیوں یہ لگا تھا کہ پپا اس پل بھتیجے کی سائیڈ لیتے خود غرض ہوتے جا رہے ہیں۔

''ٹھیک ہے پپا، آپ بالکل ریلیکس رہیں، میں آپ کو مایوس نہیں کروں گی۔'' اس نے ان کی ہاں میں ہاں ملائی حالانکہ اس آخری بات پہ اس کو شدید اختلاف تھا مگر ہاں میں ہاں ملانے میں حرج ہی کیا تھا بھلا، اور پپا مطمئن ہو کر وہاں سے گئے تھے، پھر ایسا کیا ہوا تھا، پھر کیسے بھلا پپا حوصلہ اور ہمت ہار گئے تھے۔

''پلیز تھوڑا سا کھا لیں، چچی جان آپ اسے کہیں، اس طرح تو بیمار پڑ جائے گی یہ۔'' ایشل کھانا سامنے رکھے اس کی کب سے منت سماجت میں مصروف تھی، مام کو کھانا پیش کیا گیا تو انہوں نے بغیر کسی ردوکد کے کھا لیا تھا اور پیٹ بھر کے کھایا تھا، ان کے انداز نارمل تھے، شوہر کی بائیس سالہ رفاقت کے یوں اچانک ختم ہو جانے کا ہلکا سا قلق بھی ان کے چہرے پہ نظر نہیں آ رہا تھا، بہت خوب صورت سا بلیک سوٹ پہنے وہ ایسے بیٹھی ہوئی تھیں گویا کسی کے گھر تعزیت کے لئے آئی ہوں، لوگ ان سے تعزیت کر رہے تھے، انہیں حوصلہ دے رہے تھے وہ کیسے عام سے انداز میں آنکھوں میں نمی لائے بغیر یہ رسم نبھائے جا رہی تھیں، کیسا پتھر دل تھا ان کا، ساری زندگی جس شخص کو اپنوں سے توڑے رکھا اس کی دائمی جدائی کا ذرا بھر بھی ملال ان کے پاس نہیں تھا، اس کا کیا مطلب تھا، انہیں محبت ہی نہ ہو سکی تھی کبھی پپا سے؟

وہ سوال کرتی تھی خود سے اور اندر سسکیوں کا اک کرب آمیز طوفان برپا ہوتا جاتا تھا، دل اتنا گھبرایا کہ وہ یکدم اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

''کیا ہوا آیت؟ طبیعت ٹھیک ہے؟'' اس کی آنکھیں سوجی ہوئیں اور جسم اب باقاعدہ کانپ رہا تھا، رشتوں کی بے حسی نے اسے اس کے وجود کو مفلوج کرنا شروع کر دیا تھا گویا۔

''مجھے..... اپنے کمرے میں..... جانا ہے۔'' وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی تھی اور ایشل سے اپنا ہاتھ چھڑاتی لڑکھڑاتے قدموں سے اپنے کمرے کی جانب آ گئی، خاندانی خواتین میں گھرے معیز نے اسے وہاں سے جاتے بہت تنفر کی نگاہ سے دیکھا تھا، ان کی آخری ملاقات وہی تھی جب وہ اسے گھر ڈراپ کرنے کا کہہ رہا تھا۔

اسے نہیں معلوم تھا اس پل کس کی شرارت تھی کہ تب کسی نے ویڈیو بنا کر آیت کو بھیج دی تھی، اسے ایسا کیا کہا تھا کہ وہ اس کے پاس کل آئی تو بے حد ہائپر ہو رہی تھی۔

''اس کرسی پہ بیٹھ کر اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم باقی سب کے ساتھ مجھے بھی دھوکہ دے لو گے تو غلط

سوچ ہے تمہاری، میں تمہاری اسسٹنٹ جانتی ہوں، جو انتہائی گھٹیا اور "

"جسٹ شٹ اپ، اپنی بکواس بند کرو، بھی تم۔" اس کے آفس میں آ کر اس طرح سے شور کرتی یہ لڑکی بغیر وجہ کے اسے آپے میں کیسے رہنے دے سکتی تھی، بہت کوشش کے باوجود وہ اپنا ہاتھ اس کے [illegible] سے روک نہیں سکا، آیت گال پہ ہاتھ رکھے کچھ دیر بھونچکی سی اسے دیکھتی رہ گئی تھی، جیسے یقین [illegible] ہو وہ اس پہ ہاتھ بھی اٹھا سکتا ہے۔

"[illegible] پسند نہیں ہوں یہ بات میں جانتا ہوں مگر اس کا چرچا کرنے کو اس طرح چلاتا، اس کی اجازت تمہیں [illegible] آیت بیگم میں بھی بھی۔" انگلی تنبیہ کے انداز میں اٹھا کر اسے آگاہ کرتا ہوا وہ اس پل کتنا خوفناک ہو رہا تھا، آیت اب کے کچھ نہیں بولی، اپنا سیل فون اس کے سامنے میز پہ پھینک دیا۔

"اپنی ذات کا جو مجرم تم سب کے سامنے رکھے [illegible] ہو اس کی قلعی اس ویڈیو میں کھل رہی ہے، بتانا پسند کرو گے کیا مقصد ہے تمہارا اس سے؟" ایک عام سی بات کو ایسا معنی خیز رنگ تم نے نہیں دیا تو کس نے دیا، خود آئے تھے میرے پاس یا کہہ دو کہ نہیں اس کے الٹ تھا سب، مجھے یعنی میں گئی تھی تم سے مدد مانگنے۔" جب بولی تو اس کی آواز بھیگی ہوئی تھی، معیز ابھی بھی [illegible] تھا، بھینچے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ پہلے اسے پھر میز کی سطح پہ پڑے چمکتے سیل فون کو دیکھا۔

"تمہارا جو بھی مسئلہ تھا تم مجھ سے یونیورسٹی کے باہر کہیں بھی ڈسکس کر سکتی تھیں۔" اس کا انداز بھی پر پیچ سا تھا۔

"تم اپنی غلطی کیوں مانو گے، میں ابھی بھی اپنی بات پہ قائم ہوں، شکریہ تمہارا کہ مجھے فیصلہ کرنے میں سہولت بخشی، جتنی جلد ممکن ہو مجھے ڈائی ورس کر دو ورنہ اس مطالبے کے ساتھ کورٹ جا پہنچوں گی، تم جیسے شخص کے ساتھ ایک لمحہ بتانا گوارا نہیں ساری زندگی کا تو کوئی تصور بھی میرے پاس نہیں ہے۔" متنفر انداز میں کہتی وہ ایک جھٹکے سے پلٹ کر وہاں سے چلی گئی تھی، ایک دن بھی بیچ میں نہیں گزرا اور چاچو کا انتقال ہو گیا، اس تباہی کے پیچھے سوائے آیت کے کون ہو سکتا تھا، اس کا [illegible] تھا، وجود شعلوں میں گھرا جا رہا تھا۔

"یہ [illegible] ہوں نے رحم [illegible] چھوڑا جا سکتا معیز، [illegible] ہے، تم ایسا کرو محسن کو بھیج دو وہ اسے، میں کیا کہہ رہی ہوں؟" اماں کا دھیان اس میں اور اس کا آیت میں تھا، جو وہاں سے اٹھ کر جا چکی تھی، یقیناً اپنے کمرے میں۔

"ٹھیک ہے میں محسن کو کہہ دیتا ہوں، آپ چچی سے کہیے پردہ میں بیٹھ جائیں، گھر کا نظام اگر ان کی بیٹی سنبھال سکتی ہے تو ٹھیک نہیں تو آپ دیکھیں، چچی کو ہر صورت عدت میں بٹھائیں، انہیں بتا دیں یہ آخری حق بھی مارنے نہیں دوں گا میں۔" وہ غضبناک ہو کر بات کر رہا تھا، اماں نے اسے نرمی سے ٹوکا۔

"آرام سے معیز، ہمارا کہنا ہمارا فرض ہے، وہ زبردستی کروانے والی عورت نہیں ہے، بہتر ہے تم بھی اس معاملے میں سختی مت کرو، ویسے بھی دین کے معاملات میں زبردستی نہیں کی جا سکتی اور تم کچھ بھی تنگ نہیں ہو گے سن لیا؟" انہوں نے تنبیہ کی تو معیز جواب دیے بنا ہونٹ بھینچے آگے بڑھ

UUNOVELS.COM
UUNOVELS.COM

گیا، اس کا رخ آیت کے کمرے کی جانب تھا۔

"تم کہاں جا رہی ہو؟" اسے راستے میں ہی ایشال مل گئی، ٹرے سجائے کچن سے نکلی تھی۔

"آیت نے صبح سے کچھ نہیں کھایا بھائی، اس کی طبیعت بھی بالکل ٹھیک نہیں لگ رہی، سوچا چائے کے ساتھ کچھ ہلکا پھلکا کھلا کر دوا دے دوں، مجھے ڈر ہے۔"

"کیا ڈر ہے؟" وہ بھڑکا اور اسے گھورتے ٹرے واپس لے جانے کا اشارہ کیا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے بد دماغوں کی خدمتیں کر کے اور سر چڑھانے کی، ایک آدھ دن کچھ نہیں کھائے گی تو مر نہیں جائے گی، خود کو ہلکان نہ کرو، خبردار میں تمہیں دیکھوں نہ دوبارہ اس کی منتیں کرتے۔" اسے ڈانٹ پھٹکار کر وہ خود آگے بڑھ گیا، ایشال حیران سی کھڑی تھی، اتنے غصے کی وجہ سمجھ نہیں آ سکی تھی۔

☆☆☆

بہت اندھیرا تھا
ہر طرف ہر سمت
اندر بھی باہر بھی
ہم نے سوچا آنکھیں کھولیں
ہم نے اندھیرے میں سوچا
اور بات اندھیرے سے آگے نہ بڑھ سکی
پھر دھکیل دیا گیا
جبراً
آنکھیں چندھیا گئیں
اور شاید دل بھی چندھیا گیا
ہم نے تیز حیرت اور تیز غم سے چندھیائے ہوئے دل سے تمہیں بہت چاہا
اب ہم تمہاری اور اپنی موت سے بھاگے پھر رہے ہیں
اور موت ہمارے پیچھے بھاگی پھر رہی ہے
تمہاری موت بھی اور ہماری بھی
تمہاری موت جو تمہارے ساتھ ساتھ ہمیں بھی آ چکی ہے
شاید تمہیں پتا ہو تمہارے ساتھ ہم بھی مر چکے ہیں
وہ زندگی جو ہم تمہارے ساتھ بسر کرتے تھے
وہ حیات جس میں ہم تمہارے ساتھ
اور تم ہمارے ساتھ چل رہے تھے
کب کے مر چکے ہیں
لیکن پھر بھی وہ موت ابھی گئی نہیں ہے
پوری کی پوری گئی نہیں ہے

UUNOVELS.COM

ادھر ہی گھٹن بھرتی ہے
کبھی تمہارے کپڑوں اور تمہاری خوشبو میں
کبھی تمہارے سامان اور تمہارے مزاج میں
کبھی تمہارے خلق اور تمہارے انداز میں
کبھی ہماری آنسوؤں سے بھری آنکھوں میں

ہماری ماں بھرتی ہے
کبھی دکھے ہوئے دل اور کبھی رندھے ہوئے گلے میں
اور پھر خود ہماری موت
جسے ہمیں کبھی ڈھونڈنا نہیں پڑے گا
اور جو ہمارے سروں پہ مسلط ہے
اور جو ہمارے راستوں میں پڑی ہے
اور جو ہمارے گھروں میں رہتی ہے
ہم اس سے بھاگتے پھرتے ہیں
اور وہ ہم پہ ہنستی رہتی ہے

UUNOVELS.COM

وہ پپا کی تصویر کے آگے کھڑی تھی، انہیں دیکھ کر کوئی کہہ نہیں سکتا تھا، اب وہ دنیا میں نہیں رہے، اور اس کے دل کے لئے یہ ہی سب سے بڑا سانحہ تھا کہ وہ اب انہیں دوبارہ دیکھ نہیں سکے گی، انہیں محسوس نہیں کر سکے گی، ان کی آواز نہیں سن سکے گی، دروازہ کھلنے کی آواز آئی مگر اسے نہیں چونکا سکی، وہ اس طرح اسی کیفیت کے زیر اثر کھڑی آنسو بہاتی تھی، دبیز کارپٹ نے آنے والے کے قدموں کی آواز جذب کر لی یہاں تک کہ معیز بالکل اس کے سامنے آن کھڑا ہوا۔

"بند کرو یہ ڈرامہ، کس کو دھوکہ دے رہی ہو، اپنے آپ کے علاوہ۔" اس کے آنسو معیز کو بھڑکا کے رکھ گئے، آیت تب ہی چونکی گویا اسی پل اس کی موجودگی سے آگاہ ہوئی ہو، نم پلکیں اٹھا کر اسے دیکھتی وہ کتنی ...... گئی مگر معیز کو نہیں۔

UUNOVELS.COM

"معیز ......!" اس کے ...... سسکاری ابھری۔
"پپا چلے گئے۔" وہ پھپھک کر رو پڑی۔
"اب ...... میں انہیں کبھی نہیں دیکھ سکوں گی۔" اس کا سر ڈھلک کر معیز کے بازو سے آ لگا، معیز نے بے حد جارحانہ انداز میں اسے کہنی سے پکڑا، اور تند انداز میں جھٹکا دے کر خود سے فاصلے پہ کر دیا۔

"میں کہہ چکا ہوں ڈرامہ بند کرو، تم کم از کم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتیں، نہ تم بدل سکتی ہو، کل تم کیا تھیں، بھول گئیں، اب تم خود کو اتنا مظلوم بنا کر کیوں دکھلا رہی ہو، میں پوچھنے آیا ہوں تم سے کیسے مارا تم نے چچا کو؟" اپنی سفاک زبان کی کیسی قاتلانہ دھار دکھلائی انہیں کہ اس بار۔"

"معیز ......!" شک و تشکیک کے اس بے رحم انداز پہ آیت ششدر نظر آنے لگی۔
"کیا کہہ رہے ہو تم؟" اس کے انداز میں بے یقینی و دکھ ہلکورے لینے لگا، آنکھیں پھر سے

سمندر بن گئیں۔

"میں چاہ رہا ہے ایسی سزا تجویز کروں تمہارے لیے کہ عمر بھر سسکتی رہو مگر کیا فائدہ، جب احساس جرم نہیں تو سزائیں بے کار چلی جاتی ہیں، یاد رکھنا بھی معاف نہیں کروں گا تمہیں تم عمر بھر میری نظروں میں قاتل رہو گی۔" اس کا بازو غصے سے جھٹکتا ہوا وہ از حد حقارت سے کہہ رہا تھا، آنکھ بہتے آنسوؤں کے ساتھ چپ چاپ اسے دیکھتی رہی۔

"خوش ہو جاؤ، اب تمہیں من پسند فیصلے کو سننے کو زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا، جس کا لحاظ مجھے مانع تھا اب وہ بھی اس غم سے بے نیاز ہو چکا ہے۔" اپنی بات مکمل کر کے وہ تیزی سے باہر نکل گیا، اندر داخل ہوتی [illegible] نے اسے بہت حیرانی سے دیکھا تھا، مگر کچھ بولی نہیں، سائیڈ پہ ہو کے اسے راستہ دے دیا اور معیز تو جیسے راستے کا سامان ہوش میں تھا کہ ان کا راستے میں آنا ان کی حیرت اور پھر مصالحانہ خاموشی کچھ بھی اسے نہیں پتہ چل سکی۔

☆☆☆

بزدلی موت میں آرام دکھاتی ہے پریشانوں کو
دکھ کی شدت جوش جائے حمل کی حدوں سے آگے
ایک مایوسی جنم لیتی ہے
ایک تاریک گھٹا ٹوپ مخمور مایوسی
ایک مکمل صحرا
حوصلے ٹوٹیں تو بیماری سوا ہوتی ہے
ہمتیں پگھلیں تو بیماری سوا ہوتی ہے
آنکھ اشکوں میں ہی بہہ جائے تو بینائی کہاں
دل غم و رنج و الم کے مابین
اپنی دھڑکن ہی گنوا آئے اگر
زندگی کی کسی وحشت کے ہاتھوں
مات کھائے ہوئے کمزوروں کو
درد فاتح ہو تو پھر جی کر بھی کیا کرنا ہے
موت ہی رستی ہو جن زخموں سے
ان کو پھر جی کر بھی کیا کرنا ہے

ان کی طبیعت اسی روز سے خراب تھی جب سے عمامہ کے گھر سے لوٹی تھیں، اٹھا ہی نہیں جاتا تھا، مایوسی دکھ اور اذیت لاانتہا ہی ہو گئی تھی، ابو جب بھی انہیں ایسے دیکھتے غصہ ہی کرتے ظاہر ہے ان سے ہمدردی عبث تھی، پھر کیسے کر سکتے تھے بھلا، ان کی پوری کوشش ہوتی ان کی موجودگی کے دوران بستر نہ سنبھالیں۔

اس وقت بھی فون کب سے بجے جا رہا تھا، انہوں نے بڑی دقت سے خود کو اٹھنے کے قابل بنایا اور لابی میں آ کر فون کا ریسور اٹھا لیا۔

UUNOVELS.COM
UUNOVELS.COM

"ہیلو۔"

"شکر ہے امی آپ کی آواز تو سننے کو ملی، کب سے فون کر رہی تھی، کوئی اٹھاتا ہی نہیں، کہاں تھیں آپ؟" ان کی بڑی بیٹی تھی، چھوٹتے ہی ایسے تابڑ توڑ سوال کیے کہ وہ گہرا سانس بھرتی وہیں فون اسٹینڈ کے پاس دھری کرسی پہ بیٹھ گئیں۔

"عمر کا آخری دور چل رہا ہے تو سب سے زیادہ فکر موت کی ہی رہتی ہے مگر مجھے تو سلمان کا غم لے ڈوبا، مرنا بھی آسان نہ رہا اب تو۔" ان کی آواز آنسوؤں میں ڈوب گئی، بیٹی کے گہرا سانس بھرنے کی آواز ابھری۔

"آپ اس کی فکر میں خود کو ہلکان کرنا چھوڑ کیوں نہیں دیتیں امی آخر، دنیا میں آپ واحد ماں نہیں ہیں جس کا اکلوتا بیٹا ہے، خود تو وہ عیش کرتا ہے آپ خواہ مخواہ ہولتی رہتی ہیں۔" بیٹی کو غصہ آ گیا تو انہیں ہی سنانے پہ اتر آئی۔

"صحیح کہتی ہو بچی، اکلوتا نہیں ہے مگر بگڑا ہوا ضرور ہے، جو ماں کے دل کو قرار نہیں لینے دیتا۔" وہ بولتے ہوئے آواز کی بھراہٹ پہ قابو نہ رکھ سکیں، بیٹی کی طرف سے گہرا سانس بھرنے کی آواز ابھری، گویا خود پہ بہت ضبط کر رہی ہو، کسی جبر سے گزر رہی ہو۔

"ویسے تو اس کے کارناموں کی اک طویل فہرست ہے مگر اب کیا کر دیا خیر ہے، امی برا نہ منایئے مگر ابو کہا کرتے تھے غلط بھی نہیں ہیں سلو کے بارے میں۔" بیٹی تو جیسے بھری بیٹھی تھی، امی کا دل بھرانے لگا۔

"تم سب لوگ ہی صحیح ہو، مگر میں ماں ہوں، برے بیٹے کو بھی برا نہیں مان سکتی، وہ دل کہاں سے لاؤں جو اس کے عیب سمجھ لے۔" انہوں نے اب باقاعدہ رونا شروع کر دیا تھا۔

"اب کیا کر دیا ہے اس سلو کے بچے نے؟" بیٹی کو پھر لے دے کر چھوٹے بھائی پہ ہی غصہ آیا، جو اس کا لاڈلا نہیں بن سکا تھا۔

"تمہیں وہ لڑکی یاد ہے، کیسی موہنی سی تھی، جس کے لیے سلو کا پیغام لے کر گئے تھے۔"

"ہاں یاد ہے کیا ہوا اب، خود ہی آپ بتا رہی تھیں کہ سلو نے انکار بھجوا دیا تو قصہ ختم بھی ہو گیا۔" بیٹی کے انداز میں ہلکا سا [illegible] جاگا اس کی جگہ پھر بے زاری نے لے لی۔

"کاش کہ قصہ واقعی ختم ہو گیا ہوتا، سلو کو وہی لڑکی جانے کہاں ملی کہ اس پہ فدا ہو بیٹھا، مجھے تصویر لا کر دکھائی کہ وہاں جاؤں رشتے کے لیے، میں تو تصویر دیکھ کر..." وہ پوری جزئیات کے ساتھ واقعہ بیان کرنے لگیں، اب بیٹی کی دلچسپی بھی بڑھ گئی تھی، پورا قصہ سننے کے بعد سرد آہ بھری۔

"شاباش تو آپ پہ ہے امی کہ آپ وہاں چلی بھی گئیں دوبارہ، کسی عقلمند کی رائے ہی لے لی ہوتی تو ایسی تضحیک سے بچ جاتیں۔" بیٹی جھلا اٹھی تھی، اب والدہ کچھ نہ بولیں۔

"ابھی شکر کریں کہ آپ نے وہاں پھر سے رشتے کی بات نہیں کی، بات معذرت کی ہی بھجی گئی۔" بیٹی کی بات پہ انہوں نے ٹھنڈا سانس بھرا۔

"سلو سے کیا کہوں گی، تم جانتی ہو باز آنے والا نہیں ہے وہ۔" ان کے لہجے میں خوف سرسرایا۔

UUNOVELS.COM
UUNOVELS.COM

''کیا کرے گا وہ، کیا ان کی لڑکی اٹھوا لے گا؟'' بیٹی کو غصہ چڑھ گیا، والدہ کا کلیجہ ہل سا گیا۔
''اللہ نہ کرے بیٹی، یہ تو خوف مجھے ستائے دے رہا ہے، تمہیں پتا ہے کیسا سرکش ہے وہ۔''
''جیسا بھی ہے اگر ایسا ویسا کچھ کرے گا تو لڑکی کے والدین خود نپٹ لیں گے، آپ فکر نہ کریں۔''
''ارے کیسے فکر نہ کروں، میری تو راتوں کی نیند حرام ہو گئی ہے۔'' معاً وہ چونکی تھیں، سلمان کی بائیک پورچ میں آن ٹھہری تھی، ان کے ہاتھ سے ریسور چھوٹتے چھوٹتے بچا۔
''ہائے ...... آ گیا۔'' انہوں نے بے ساختہ دل پہ ہاتھ رکھ لیا، ریسور انہوں نے بغیر الوداعی کلمات ادا کیے ہی کریڈل پہ ڈال دیا تھا کہ بیٹی ایک دم جواب دے گئی تھیں گویا، یہ پیشی بھگتنی ہے جانتی تھیں مگر یوں اچانک قیامت ٹوٹ پڑے گی سر پہ یہ گمان نہیں تھا۔
''کیسی ہیں ماں جی، آپ تو ہمیں یاد ہی نہیں کرتیں، سوچا خود ہی جا کے درشن دے آئیں۔'' ہنستا مسکراتا ایک دم ہشاش بشاش ان کے سر پہ آن چڑھا، یہ پہلی بار تھا کہ وہ جواباً خوشی منا سکی تھیں نہ اس کا ہمیشہ سا سواگت کر پائیں۔
''خیریت ..... اداس لگ رہی ہیں۔'' وہ انہیں دھیان سے دیکھنے میں مصروف ہوا۔
''بیٹھ جاؤ بیٹے، سب کچھ کھڑے کھڑے ہی پوچھ لو گے۔'' انہوں نے خود کو سنبھالا اور اٹھ کھڑی ہوئیں، اس کے ہمراہ کمرے میں آئیں تو اس کی ادھر ادھر بھٹکتی متلاشی نظروں سے چونکیں۔
''وہ موبائل جو میں نے آپ کو بالخصوص نصیحت کی تھی، ساتھ لے جانے کی کہاں ہے، ظاہر ہے آپ کی جمبو سائز بیگم کو تو ڈھونڈنے سے رہا، اسے تو مابدولت لائیں گے تو یہاں نظر آ سکیں گی۔'' بات کے آخر میں وہ جس اعتماد سے مسکرایا انہیں اسی اعتماد سے خوف محسوس ہوا، اسے موبائل بیڈ کے سرہانے پڑا نظر آ گیا تھا، لپک کر اٹھایا، موبائل آف تھا۔
''سچ بتائیے ساتھ لے کر بھی گئی تھیں، ویسے مجھے خود بھی معلوم ہو جائے گا آپ چھپا نہیں سکیں گی مجھے ویسے آپ نے بتایا نہیں، وہاں کیا معاملہ ہوا [illegible] آپ [illegible] آپ تو [illegible] پتا تھا انہوں [illegible] ان [illegible] سے [illegible] ایک دم [illegible] بھر گئیں۔
''سچ کہا پتر، آؤ بھگت خوب ہوئی میری وہاں، ایسی کہ کبھی بھلا نہیں سکتی۔'' ان کے بے قابو آنسو پھر بہنے لگے، سلمان نے تیوری چڑھا کر انہیں دیکھا تھا۔
''اس کا مطلب ہے کہ بدسلوکی کی ان لوگوں نے آپ کے ساتھ۔'' اس کا لہجہ پریقین ہوا تو والدہ کو مزید آگ لگ گئی۔
''جب پتا تھا ایسا ہو گا تو کیوں مجھے بھیجا وہاں ذلیل کروانے کو۔'' سلمان انہیں ابرو اچکائے دیکھتا رہا۔
''بتائیے کیا کہا ان لوگوں نے، یاد رکھیے جتنا آپ کو بے عزت کیا گیا اس سے چار گنا بڑھ کے انہیں اس کا بدلہ چکانا پڑے گا، معافی نہیں ملے گی۔'' اس کے انداز میں گویا بھیڑیا غرانے لگا۔

والدہ ایک دم سے سہم گئیں۔
"کچھ نہیں ہوا، بس چھوڑو اس معاملے میں نہ پڑو تم۔" انہوں نے جس طرح سر جھٹکا اس طرح سلمان معاملہ کبھی نہیں جھٹک سکتا تھا۔
"آپ مجھے نہیں بتائیں گی۔" اس نے برہمی سے کہا اور موبائل کا جانے کون سا نمبر ملایا کہ پہلے ان کی نجم عامہ کی امی کی آواز گونجنے لگی، وہ ہی مکالمہ جو ان کے درمیان ہو چکا تھا، والدہ کا خوف سے رنگ پیلا پڑنے لگا، ٹانگیں لرزنے لگیں، انہیں معلوم ہوتا اس شیطانی پرزے کا یہ مصرف ہے تو کبھی ساتھ نہ دیتیں اسے چاہے بعد میں سلو کتنا ہی برہم ہوتا ان پر۔
"میں چھوڑوں گا نہیں ان میں سے کسی کو، مگر آپ یہ بتایئے والدہ آپ نے رشتے کی بات کیوں نہیں کی، ضابطے کی کارروائی عمل نہیں ہونے دی آپ نے، کل کو الزام ہم پہ آ سکتا ہے کہ ہم نے خواہ مخواہ بات بڑھا دی۔" وہ ناراضی سے بات کرتا تھا، والدہ سہمی سہمی اسے دیکھنے لگیں۔
"کیا کرو گے تم سلو، کیا کرنا چاہتے ہو؟" ان کی ٹانگوں کی طرح ان کی آواز بھی لرزنے لگی۔
"جو بھی کریں گے اچھا ہی کریں گے، اپنا گھر آباد کریں گے، دل آباد کریں، آپ کو تو خوش ہونا چاہیے نا۔" اس کا لہجہ ہرگز بھی خوشگوار نہیں تھا، پھنکارتا ہوا تھا، والدہ کچھ اور سہم گئیں۔
"سلو خدا کے لئے جانے دو، میرے بچے کسی کی بددعا نہ لے بیٹھنا۔" انہوں نے اس کے آگے باقاعدہ ہاتھ جوڑ دیئے، وہ کچھ دیر انہیں عجیب نظروں سے دیکھتا رہا، پھر سر زور سے جھٹکا۔
"سلمان بٹ کی لغت میں معافی کا صیغہ نہیں ہے والدہ، جو کر چکے وہ لوگ سود سمیت لوٹانے والے بنیں گے ہی، خیر چھوڑیں، آپ یہ بتایئے پکایا کیا ہے، بہت بھوک لگی ہوئی ہے، وعدہ کرتے ہیں اگلی بار آئیں گے تو آپ کی بہو کو ساتھ لائیں گے، کھانا بھی وہی پکائے گی، بلکہ اصرار کر کے ہمیں کھلائے گی ٹھیک ہے۔" وہ انہیں ایسے بہلا رہا تھا منا رہا تھا گویا وہ بچی ہوں، جس کے ساتھ کسی نے زیادتی کی ہو اور وہ ازالے میں مصروف ہو، والدہ ڈری ڈری اسے دیکھتی رہیں، اس کے ارادے اس کے دعوے انہیں سہمانے کو کافی تھے۔
"سلو بیٹے بار آ جاؤ، ہم بھی بیٹیوں والے ہیں۔" والدہ نے ہمت نہیں ہاری، ایک اور کوشش میں مصروف ہو گئیں۔
"ہاں تو میں کیا کر رہا ہوں؟ پراپر طریقے سے نکاح کروں گا، پھر ہاتھ لگاؤں گا آپ کی پاکباز بہو کو، بے فکر رہیں بالکل جائز پوتوں کی دادی کہلائیں گی۔" لاپرواہ انداز میں بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا وہ کیسے انہیں دلاسہ دے رہا تھا، والدہ کا دل بھر آیا، انہیں عجیب سے خوف اور وہم گھیر رہے تھے مگر اسے ان کا تھا کوئی خیال۔

☆☆☆

راکھ کی رات میں ہم انگلیاں پھیریں تو ستارے مل جائیں
کسی اوقات کے بے پایاں تصرف میں ہے پرنور دیار
اس طرح چاند کی قربانی بھی ناجائز ہے
جیسے تم بات کے رستوں میں بھٹک جاتے ہو

UUNOVELS.COM

کرن ڈائجسٹ

www.pklibrary.com

مارچ 2020

www.pklibrary.com

Click here

Download

www.pklibrary.com

ہم تجھے اس لئے ویران گزرگاہوں میں لے کر نکلے
بھیڑ کم ہوگی تو جی بھر کے تجھے دیکھیں گے
شور کم ہوگا تو جی بھر کے سنیں گے تجھ کو
شور کم ہوگا تو تم ساتھ زیادہ ہو گے
ہم تجھے مل کر کریں گے محسوس
وقت کم ہوگا تو ہم ٹوٹ کے چاہیں گے تجھے

ابھی کچھ دیر پہلے وہ ابا کو دوائیں کھلا کے ان کے سو جانے کے بعد اٹھ کر آیا تھا، چھوٹے لاڈلے بھائی کی اس ناگہانی موت نے توڑ کر رکھ دیا تھا انہیں، موت کے سفاک ہونے کا ایک بار پھر یقین کامل ہوا، ایشل نے اسے کمرے کی سمت جاتے دیکھا تو بہت تیز پتی کی گرم چائے اسی وقت لئے چلی آئی۔

''تھینک یو سویٹ ہارٹ۔'' چائے کی واقعی شدید طلب تھی اسے، بے ساختہ ممنون ہوگیا۔

''ابھی تک جاگ رہی ہو، اتنی تھکاوٹ تمہیں بیمار کر ڈالے گی، اب آرام کرلو میری گڑیا۔'' معیز کو اس پہ بے ساختہ پیار آرہا تھا، ایشال نے جواباً یاس بھری آہ بھری تھی۔

''بس نیند نہیں آرہی بھائی اور آیت بھابھی کی بھی طبیعت بالکل ٹھیک نہیں، انہوں نے تو کچھ کھایا بھی نہیں ہے۔''

''وہ تمہاری بھابھی کس طرح ہوگئی؟ خواہ مخواہ رشتے جوڑنے والی فضول عادت پہ قابو پالو اب، اس کی فکر میں مت گھلو، پہلے بھی سمجھایا تھا کچھ نہیں ہونے والا اسے جو دکھ دینا جانتے ہوں انہیں دکھ کیا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔'' معیز کا غصہ ایک طرح سے ایشال پہ نکل گیا، وہ حیران پریشان اس کی جھاڑ سنتی اس کی شکل دیکھتی رہ گئی۔

''آپ کو کیا ہوا ہے بھائی، میں نے ایسا تو کچھ نہیں کہا کہ اتنی ڈانٹ پڑ جائے۔'' ایشال جس کا دل پہلے ہی بھرا ہوا تھا آنکھوں میں آنسو لئے کہہ گئی، معیز کچھ نہیں بولا، کچھ احساس بھی ہوگیا تھا، بیچاری کو خواہ مخواہ عتاب کا نشانہ بنا ڈالا۔

''میں تو اس واسطے آپ کے پاس آئی تھی آیت بری طرح بخار میں پھنک رہی ہے، آپ جا کر دیکھ لیتے دوا دے دیتے اور بس، ویسے بھی اپنی مرضی سے بھی تو آپ اس کے کمرے میں گئے تھے، اگر میں نے کہہ دیا تو کیا قیامت آگئی۔'' تلخی سے کہتی وہ پلٹ کر جانے والی تھی کہ معیز جو اس بات پہ ٹھٹک گیا تھا بے ساختہ اسے پکار بیٹھا۔

''بات سنو ایشل۔'' وہ رک گئی مگر ناراضگی کے مظاہرے کو پلٹ کر نہیں دیکھا، معیز کو خود اس کے سامنے آنا پڑا تھا۔

''کیا کہا تم نے کہ میں آیت کے کمرے میں گیا تھا؟'' وہ بے حد غضبناک ہو کر سوال کر رہا تھا، ایشل کچھ خائف سی ہوگئی۔

''یہ میں نہیں کوئی اور کہتا پھر رہا ہے ہر کسی سے۔'' وہ دبے ہوئے انداز میں بولی۔

''کون.....؟ آیت.....؟'' معیز کی سنجیدگی مزید خطرناک ہوگئی تھی یہ سوال کرتے ہوئے۔

(جاری ہے)

ریحانہ آفتاب

UUNOVELS.COM
UUNOVELS.COM

"شائل جعفری! تم صرف میرے لئے بنی ہو، کسی اور کا خیال بھی دل کے کسی کونے میں ہے تو نکال دو، تم پہ شاہ رون سکندر کی نظر پڑ چکی ہے، دنیا کے کسی بھی کونے میں چھپنے کی کوشش کرو، میں تمہیں ڈھونڈ نکالوں گا، تمہارا ہر راستہ مجھ پہ آ کر ختم ہوگا، جیسے تمہارے لئے مجھ سے بہتر کوئی نہیں لیکن یہ بات تمہیں ابھی سمجھ نہیں آرہی، جلد آجائے گی۔" وہ بہت غصے سے کہہ کر شائل جھٹک کر شانے پہ پھینکتا چلا گیا تھا اور وہ بت بنی رہ گئی تھی۔

☆☆☆

"نکاح مبارک"

کے شور کے ساتھ ہر چہرہ مسکرانے لگا تھا، لڑکوں نے آتشبازی سے آسمان کو رنگوں میں ڈبو دیا تھا، شائل اور عابس کھلے کھلے چہرے کے ساتھ اسٹیج پہ بیٹھے تصاویر بنوا رہے تھے۔

شائل دکھ و خوشی کے امتزاج کے ساتھ براجمان تھی تو عابس کے چہرے پہ فتح مندی کے رنگ نمایاں تھے جسے دیکھتے اسٹیج سے نیچے کھڑی وردہ جل ہی تو گئی۔

"دیکھ رہی ہو اماں چھوٹا کیسے کھلا پڑ رہا ہے..... ذرا شرم نہیں چھوٹے میں کہ بڑی بہن کے ہوتے زور زبردستی سے اپنا نکاح پڑھوا لیا اور اب باچھیں چر گئیں۔" پوٹلی میں سے چھوٹا سا پان کھول کر اس میں چھالیہ چیک کرتی فاطمہ کو ٹہوکا دے کر وردہ نے اپنا دکھڑا رو دیا۔

"اے کھلا تو واقعی پڑ رہا ہے مگر کیا کریں، نصیب اپنا اپنا، تو نے جو ذرا سی اپنی لگام کھینچ رکھی ہوگی تو کب کی تیری بھی شادی ہو جاتی لیکن دیر ہو رہی ہے تو اس میں تیرے کرتوتوں کا بھی خاصا عمل دخل ہے، کہ جیسے ہی کوئی کاٹھ کا الو ملا تجھے اس کے گلے مونڈھ دوں گی۔"

فاطمہ پان منہ میں دباتے، شروع ہو گئیں تو

مکمل ناول

وردہ پہلو بدل کے رہ گئی، منہ بسورتی اسٹیج کی طرف متوجہ ہوئی تو اک شخص نے توجہ اپنی جانب مبذول کروالی۔

''اماں! یہ کالے سوٹ والا کون ہے؟''

وردہ کی آنکھیں چمکیں، وہ شخص شائل سے باتیں کر رہا تھا۔

''اے کہاں؟'' فاطمہ نے چشمہ ناک پہ جمایا۔

''وہ جو شائل سے بات کر رہا ہے۔'' وردہ جی جان سے دکھا رہی تھی۔

''یہ تو حسن ہے، شائل کا بڑا بھائی، شارجہ میں ہوتا ہے، بہن کے نکاح کے لئے آیا ہے، ورنہ تو شائل اور اس کے والد ہی ہوتے ہیں بس..... والدہ تو کئی سال پہلے مر گئیں۔''

''شائل کا بھائی؟''

فاطمہ کی دی گئی ساری معلومات میں اسے یہی بات قابل توجہ لگی، عابس نے جب گھر میں شور ڈالا کے جا کے شائل کو دیکھ لیں تب اس نے معلومات دی تھیں کہ باپ بیٹی ہی اک دوسرے کا سہارا ہیں اور بھائی شارجہ میں ہوتا ہے، جانے کیسے وہ اس بات کو اہمیت نا دے سکی تھی اور اب خوبرو حسن کو دیکھ کر اس کی آنکھیں چمکنے لگی تھیں۔

''تم بھی نا اماں! بڑی بھولی ہو۔''

''اے کیا ہوا؟'' وردہ کہ انداز پہ چونکیں۔

''کاٹھ کا اُلو سامنے ہے اور تمہیں نظر نہیں آ رہا۔''

''ہیں کہاں؟'' وردہ کے معنی خیزی سے کہنے پہ فاطمہ اس کی بات کا مفہوم سمجھتے چشمہ ٹھیک کرتے اِدھر اُدھر دیکھنے لگیں، تب وردہ نے شانے سے پکڑ کر ان کا رخ اسٹیج کی طرف کر دیا۔

''اوہ!'' ان کی اوہ بڑی معنی خیز تھی۔

☆☆☆

''شائل جعفری! تمہیں کیا لگتا ہے، میں روز یوں گاڑی سے ٹیک لگائے تمہاری راہوں میں کھڑا رہوں گا اور تم مجھے نظر انداز کر کے شان بے نیازی سے گزر جاؤ گی؟ میں اک لمحہ نہیں، موسم ہوں بار بار پلٹ کر آؤں گا۔''

''تم نے بھلے میرے آنے کا انتظار نہیں کیا لیکن میں ساری زندگی تمہارا منتظر رہوں گا، تم آؤں گی، میری بنو گی کیونکہ میں ہی تمہاری منزل ہوں، میرا جنون ہی تمہارا حاصل ہے۔''

اپنی بی ایم سے ٹیک لگائے شارون سکندر وثوق کے ساتھ گویا تھا اور وہ نفرت بھری نظر ڈال کر آگے بڑھ گئی تھی۔

☆☆☆

''اب تو یقین آ گیا نا، میں سڑک چھاپ عاشق نہیں ہوں۔'' عابس کی آواز سے احساس تفاخر جھک رہا تھا۔

''جی!'' شائل کی جھینپی جھینپی آواز سماعت سے ٹکرائی تھی، نکاح کے بندھن میں بندھ کے دنیا بے حد الگ الگ رہی تھی، نکاح کی تقریب میں کتنے ہی خوش کن جملے عابس چپکے سے اس کی سماعت میں انڈیل رہا تھا اور وہ بجائے جا رہی تھی۔

تقریب تک عابس ساتھ تھا، اس کی سراہتی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں، دلفریب سرگوشی شائل کی سماعت براہ راست محفوظ کر رہی تھی، تقریب کے بعد مہمانوں کے ساتھ عابس کی فیملی بھی سدھاری تو وہ بھی گھروں کو لوٹ آئے۔

گھر آ کر جعفری صاحب اور حسن کافی دیر تک دلہن بنی شائل کو پاس بٹھائے اس سے باتیں کرتے رہے، دونوں ہی کو اس کے پرایا ہونے کا احساس ستا رہا تھا تو شائل بھی دکھ و خوشی کے امتزاج کی تصویر بن گئی۔

UUNOVELS.COM

پارٹی میں محض ایک بار مل کر عابس کو اتنی اچھی لگی کہ وہ اس سے راہ و رسم بڑھانے لگا اور دھکار۔۔۔ دوست کی معرفت اس کے گھر تک رسائی حاصل ہوئی اور جب شنائل کو بھی یقین آنے لگا کہ وہ سنجیدہ ہے، دونوں فیملی میں رابطے ہوئے اور عابس کے رودھیا آج نکاح کی تقریب ہو چکی تھی۔

رخصتی سال بھر بعد تھی تاکہ شنائل کی تعلیم بھی پوری ہو جائے اور عابس کی بڑی بہن وردہ کی بھی کہیں بات بن جائے۔

رات گئے بستر پہ لیٹی تو تقریب کا سارا منظر نگاہوں میں بھرنے لگا، لبوں پہ دھیمی مسکان پھیلنے لگی تھی، جب ہی عابس کی کال آ گئی تھی اور وہ اپنی ثابت قدمی کی تعریف سننا چاہ رہا تھا۔

شنائل کو عابس سے طوفانی محبت نہیں تھی، لیکن اس کی پیش قدمی، گھر تک رسائی کے بعد وہ اسے سوچنے لگی تھی اور اب تو نکاح میں بندھ گئی تھی، سوچوں کا اس سے منسلک ہو جانا عام سی بات تھی۔

''مجھے تو اب تک یقین نہیں آ رہا تم اتنی آسانی سے میرے نام ہو گئی ہو، اماں، آپا نے اعتراض کیا تھا لیکن میں نے انہیں منا لیا، شکر ہے، تمہارا حصول ناممکن نہیں ہوا، عابس شکر ادا کرتے فخریہ لہجہ اپنا کیا تھا، شنائل بھی ہم نوا تھی، لیکن تب اسے علم میں نہیں تھا کہ اس کی زندگی میں بھونچال آنے والا ہے۔''

☆☆☆

اسے کہنا بری شے ہے جنوں
اسے کہنا مجھے جنوں ہے اس کا

شنائل جعفری اسے دور سے ہی دیکھ چکی تھی، وہ کنی کترا کر گزرنے لگی تھی، ہمیشہ کی طرح جب گمبھیر آواز میں شعر پڑھ کر وہ اس کے قدموں کی رفتار دھیمی کرنے کے ساتھ رکنے پہ مجبور کر گیا، وہ آگے نکل گئی تھی مگر اتنی شدید چپ چڑھی تھی شعر سن کر کہ اس نے اپنے قدموں کو واپس موڑ لیا اور اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

''آپ کو کیا لگتا ہے، روز اپنی جھلک دکھا کر آپ مجھے امپریس کر لیں گے یا اس طرح کے شعر سن کر میں آپ سے ڈرنے لگوں گی؟'' ہاتھ سینے پہ باندھے، بیگ کندھے سے لٹکائے، بلیک دوپٹہ سر پہ لئے وہ جلال چہرے پہ سجائے بے خوفی سے اسے دیکھ رہی تھی، شارون سکندر کے لبوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی، بلیک جینز کی شرٹ اور بلیک ہی جیکٹ پہنے جس کی آستین کہنی تک چنٹوں کی شکل میں پڑی ہوئی تھی، سیاہ جوتے والی میں بلیک بیش قیمتی گھڑی خود پہ نازاں نظر آ رہی تھی۔

''جانتا ہوں، ڈرتی تو تم کسی سے نہیں ہو، تمہاری اسی بے خوفی نے تو اسیر کیا ہے کہ شارون سکندر تمہاری راہ کی دھول بننے کو بھی تیار، روز تمہاری راہ میں منتظر رہتا ہے، صرف تمہاری اک جھلک کے لئے اور جب تم پر جلال چہرے کے ساتھ ہم کلام ہو کر کلاس لیتی ہو تو مجھو چاند رات جیسی خوشی ہونے لگتی ہے۔''

عملی جیکٹ کی سکور دھوپ سے چمک رہی تھی، لب و لہجہ شوخ تھا، شرارتی نظریں مسکرا رہی تھیں، مغرور اٹھی ہوئی ناک، عملی رنگت اور خوبصورت ہیئر کٹ کے ساتھ کالر سے بھری ہائی ایکس کے ساتھ وہ کسی بھی اینگل سے نظر انداز کر دینے والی چیز نہیں تھا۔

شنائل جعفری لب بھینچے اسے دیکھتی رہی پھر خشمگیں نظر ڈال کر پلٹ گئی تھی۔

☆☆☆

''آپ دونوں اتنے خاموش کیوں ہیں؟''

نشتے کی میز پہ دونوں کو خاموش دیکھ کر شائل نے اپنی کرسی سنبھال کر جعفری صاحب کے سامنے ان کا پشتہ رکھتے استفسار کیا تو حسن پھیکے سے مسکرا دیا۔

"خاموشی تو اب مستقل ہو جائے گی، تمہارے جانے کے بعد، ساری رات اسی سوچ نے سونے نا دیا کہ تم پھر چلی جاؤ گی سال بھر بعد تو میں بالکل اکیلا رہ جاؤں گا۔"

جعفری صاحب اداسی سے مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہے تھے، اک پل کو اس کا دل بھی بوجھل ہو گیا، وہ اچھی طرح ان کا کرب محسوس کر سکتی تھی، خود وہ اسی کیفیت سے گزر رہی تھی، کسی کی منکوحہ ہو جانے کی خوشی تھی تو باپ، بھائی کو اکیلا چھوڑ جانے کا دکھ بھی ساتھ تھا، نکاح کی تیاری کرتے کتنے مقامات پر اسے ماں کی کمی محسوس ہوئی تھی، گھر میں عورت نا ہونے کے باعث بڑے بوڑھوں والے سارے کام کرنے اسے ماں بے حد یاد آئی تھی، حسن تو عرصہ سے شارجہ میں مقیم تھا، وہ دونوں ہی اک دوسرے کا آسرا تھے۔

"اکیلے کیوں رہیں گے، بھائی نے بہت کر لی پردیس میں نوکری، اب واپس پاکستان آ جائیں، ہم جلد ہی اچھی سی لڑکی دیکھ کر ان کی شادی کر دیں گے، گھر میں رونق بھی ہو جائے گی، بھابھی کے آنے سے، کیوں بابا، کیا خیال ہے؟" شائل موڈ بدل کر تصویر کا دوسرا رخ کھینچ لائی تو حسن جھوٹی خفگی سے اسے دیکھنے لگا۔

"چھوڑ کر تم جا رہی ہو اور پھنسا مجھے رہی ہو۔"

"بات تو تمہاری درست ہے بیٹا، لیکن یہ مانے تب نا، شادی کی عمر نکلی جا رہی ہے لیکن ہر بار جل دے جاتا ہے دیکھ لو۔" جعفری صاحب اتفاق کرتے حسن کے بیان کی طرف اشارہ کر گئے۔

"کہاں عمر نکلی جا رہی ہے بابا، صرف پینتیس کا ہی تو ہوا ہوں۔" حسن منہ بسور گیا۔

"میاں تمہاری عمر کو ہماری شادی کو بارہ تیرہ سال ہو گئے تھے اور تم ابھی تک چھڑے گھوم رہے ہو۔" جعفری صاحب نے اپنا حوالہ دیا۔

"اگر یہاں شادی نہیں کرنی تو وہیں کر لیں۔" شائل نے راہ دکھائی۔

"بات تو بابا کی تنہائی دور کرنے کی ہو رہی تھی، اگر جو وہاں کی لڑکی مستقل پاکستان میں رہنے کو راضی نا ہوئی تب کیا کروں؟"

حسن کے خدشے پہ اک پل کو دونوں چپ سے ہو گئے۔

"مجھے بھی احساس ہے، یہاں آپ دونوں اکیلے ہوتے ہیں اور وہاں میں، جب میں یہاں تعلیم حاصل کر رہا تھا تو کیا تھا ہمارے پاس؟"

"ماما، بابا نے ہم دونوں بہن، بھائی کو اچھی تعلیم و تربیت دی، چھوٹی سی چھت بنا لی، جسے آج ہم نے بڑا کر لیا، آس پاس کی زمین خرید کر، لیکن مجھے آج بھی افسوس ہے کہ ہم اماں کو کینسر جیسے موذی مرض سے نا بچا سکے، کیونکہ ہمارے پاس علاج کے لئے خطیر رقم نہیں تھی اور اماں چلی گئیں، مجھے آج بھی یہ اذیت نہیں بھولتی، اسی لئے اپنوں کو چھوڑ کر سالوں شارجہ میں نوکری کی اور آج جب کچھ سیٹ ہوا تو میں نے ساری جمع پونجی کاروبار میں لگا دی، بھلے آج ہم امیر، کروڑ پتی نہیں لیکن مجھے پوری امید ہے کہ کاروبار جلد چل پڑے گا اور میرا خواب شرمندہ تعبیر ہو گا۔"

ماں کے ذکر پہ حسن کا لہجہ نم ہو گیا تھا تو دونوں کی آنکھیں، جعفری صاحب خود کو بیوی کا مجرم سمجھنے لگے تھے، دونوں بچے زیر تعلیم تھے ان

UUNOVELS.COM

کی کم عمری یا تنگی نے بیوی کا علاج ٹھیک سے کروانے کا موقع نہیں دیا تھا، وہ پرائیوٹ ادارے میں ملازم تھے، حسن یونی ورسٹی میں پڑھ رہا تھا تو شنائل اسکول میں تھی کہ دونوں بہن بھائی کی عمروں میں چودہ، پندرہ سال کا فرق تھا۔

"بجا کہہ رہے ہو، موت برحق ہے لیکن انسان کو خلش ستانے لگتی ہے کہ شاید یوں کر لیتے تو زندگی بچ جاتی۔"

جعفری صاحب دکھی ہو گئے، مرحومہ ساتھی کی یاد نے گلاسز دھندلی کر دی تو وہ انہیں اتار کر دامن سے صاف کرنے لگے، ماحول اک دم سے اداس ہو گیا۔

"فکر کرنے کی کوئی بات نہیں ہے بابا، بیتا ہوا وقت تو ہم واپس نہیں لا سکتے، لیکن آنے والا وقت انشاء اللہ بہت اچھا ہو گا، ابھی تو شنائل کی رخصتی میں سال باقی ہے، جب تک میرا بزنس بھی چل پڑے گا، آپ کو اپنے ساتھ شارجہ لے جاؤں گا، دونوں باپ بیٹا ساتھ رہیں گے، ابھی تو یہ مانو بھی اکیلی آپ کی محبت سمیٹ رہی ہے۔"

ماحول کی گمبھیرتا کو دور کرنے کے لئے حسن نے شنائل کو چھیڑا تو جھلملاتی نظروں سے وہ مسکرا دی۔

"نہیں بیٹا، میں کہیں نہیں جاؤں گا، اپنا ملک، اپنی زمین، نا کل چھوڑی تھی، نا آج چھوڑ سکوں گا، تم اپنا کاروبار دیکھو، خوب ترقی کرو، میری دعا ساتھ ہے۔" جعفری صاحب معذرت کر گئے تو دونوں چپ ہو گئے کہ ان کی محب وطن فطرت سے آگاہ تھے۔

☆☆☆

"شنائل جعفری! چاہوں تو اک منٹ بھی ضائع کیے بنا تمہیں اپنا بنا لوں، زور زبردستی سے اپنانے کی سوچ میں ہوتی تو یہ میں بہت پہلے کر چکا ہوتا، تمہیں تمہاری مرضی سے اپناؤں گا، جب تم پکارو گی، خود میری زندگی میں آنے کی خواہش کرو گی۔" وہ بہت زعم سے کہہ رہا تھا۔

"یہ خوش فہمی، اک دن تمہاری جان لے لے گی۔" وہ چبھتے ہوئے لہجے میں نفرت سے کہہ گئی تھی، ایئر پیس پہ گمبھیر قہقہے کی آواز بکھر گئی تھی اور اس نے کال کاٹ کر فوراً سے پیشتر فون کو فلائیٹ موڈ پہ لگا دیا تھا، اس کی رسائی فون نمبر تک ہو گئی تھی، شنائل جعفری کو حیرت کے ساتھ غصہ آنے لگا تھا۔

پرائیوٹ نمبر سے آتی کالنگ پہ اس نے محتاط انداز میں کال پک کی تھی اور شارون سکندر کی آواز اس کی روح جھلسا گئی تھی۔

☆☆☆

عابس کھلے کھلے انداز میں گنگناتے ہوئے چائے کے لئے میز تک آیا تھا، پھر اپنا مگ لے کر صوفے پہ آرام سے بیٹھ گیا اور ریموٹ اٹھا کر چینل سرچنگ میں مصروف ہو گیا، اس کے فریش موڈ کو دیکھتے وردہ نے فاطمہ کے سر میں مالش کرتے کہنی سے ان کے شانے کو دبا کر کچھ یاد دلایا، فاطمہ بند آنکھوں سے جھومتی اس دباؤ پہ پٹ سے آنکھیں کھول کر گردن گھما کر وردہ کو دیکھنے لگیں، آنکھ اور ابرو کے اشارے سے اس نے عابس کی طرف اشارہ کیا تو فاطمہ کی آنکھیں بھی چوپٹ ہو گئیں۔

"ہاں بھئی عابس میاں، نکاح کے بعد سے تو تم اور بھی موبائل فون کے ہو کر رہ گئے ہو، اگر تمہیں فرصت ہو تو اک بات کر لوں؟"

عابس کے سیل فون کی نوٹیفکیشن رنگ ٹیل بجی تھی، وائی فائی بھی کنکٹ تھا جس کے باعث ٹون لگا تار بجی تھی، فاطمہ نے اس کے مصروف انداز پہ طنز کیا تھا۔

UUNOVELS.COM
UUNOVELS.COM

"اماں! دوست کے میسجز ہیں۔" عابس چونک کر صفائی دینے لگا۔

"تو میں نے کون سا تمہاری بیوی کا نام لے لیا جو یوں پھڑ پھڑا رہے ہو؟" فاطمہ نے ناک پر سے مکھی اڑائی تو وردہ سر پیٹ کے رہ گئی، جو بات کرنا بھی اس کے لئے ضروری تھا کہ عابس کو آرام سے ہاتھ میں لیا جاتا لیکن فاطمہ بغض بہو میں سارے احتیاطی تقاضے فراموش کر گئیں، ہوش وردہ کے دوسری بار کہنی چبھونے پہ آیا۔

"اے تو کیا کنواں کھودنے لگی ہے، میری گردن کے پیچھے۔" وہ جھنجھلا کے وردہ کی کلاس لینے لگیں تو وہ معصوم سی شکل بنا گئی۔

"کیا بات ہے، کہیں۔" سیل فون سائیلنٹ موڈ پہ لگا کر عابس نے ان کا گلہ دور کرنا چاہا۔

"تو جانتا ہے تیری رخصتی اس وقت تک نہیں کرواؤں گی جب تک وردہ اپنے گھر کی نہیں ہو جاتی، یہ بھی تو نے ضد کی تو نکاح پڑھوا دیا تیرا۔"

"آپا کے لئے کوشش تو کر رہا ہوں، کافی میرج بیورو اور دوستوں کو کہہ رکھا ہے۔" فاطمہ کے یاد دلانے پر عابس اپنی کارگزاری کا ذکر کر گیا۔

"اے تو دور کیوں جاتا ہے، وہ شائل کا بھائی حسن بھی تو ہے، تو بات کر شائل سے اسے بول کے وہ خود اپنے باپ بھائی سے ذکر کرے اور انہیں ہمارے گھر وردہ کا رشتہ مانگنے کے لئے بھیجے۔" فاطمہ اتنے فراٹے سے سارا کچھ بیان کر گئی تھیں کہ وردہ تو عش عش کر اٹھی لیکن عابس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"حسن بھائی اور آپا!" وہ متحیر تھا۔

"ہاں تو اس میں برائی ہی کیا ہے، ہم بھی تو ان کی بیٹی لا رہے ہیں، انہیں ہمارے گھر کی بیٹی لیتے موت پڑے گی کیا؟" فاطمہ اس کی حیرانی پہ آڑے ہاتھوں لے رہی تھیں۔

"اسے تو خود سانپ سونگھ گیا ہے، یہ بھلا خاک چاہے گا کہ میری بھی شادی ہو، بڑی بہن بیٹھی ہے، لیکن اسے چھوٹا ہو کر نکاح پڑھواتے شرم نہ آئی۔" وردہ بھرائی ہوئی آواز میں کہتی، دوپٹہ منہ پہ رکھ کر فلمی ہیروئن کو مات دیتی اندر کی طرف دوڑ لگا چکی تھی اور وہ جو سمجھ رہا تھا نکاح پڑھوا کر اس نے معرکہ مار لیا اس نئی افتاد پہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا۔

☆☆☆

"شائل جعفری! وہ شخص تمہارے لائق نہیں ہے، اتنا تو میں بھی جانتا ہوں کہ اس سے تمہیں بھی محبت نہیں ہے، ہاں نکاح پڑھوا کر شاید تمہارے دل میں اس کے لئے کوئی جذبات ہوں تو کچھ کہنے سے قاصر ہوں، لیکن میرے رقیب کو تم سے کتنی محبت ہے اس کا احساس بھی تمہیں جلد ہی ہو جائے گا، اگر اسے تم سے محبت ہوئی تو تم پہ کوئی آنچ نا آنے دیتا، حیران نا ہو، تم سے جڑی پل پل کی خبر رکھتا ہوں، چاہوں تو دو منٹ میں تمہارے نام نہاد منکوح کی محبت کا عملی نظارہ کروا دوں لیکن پھر تمہیں لگے گا کہ میں حسد میں یہ سب کر رہا ہوں، حسد تو بہت ہے، جلن بھی بہت ہے کہ اس گھونچو نے مجھ سے پہلے تم تک رسائی حاصل کر لی، لیکن جتنا میں اس کے بارے میں جان گیا ہوں، امید ہے جلد ہی تم پہ بھی آشکار ہو جائے گا، اسے برا ثابت کرنے کے لئے مجھے محنت نہیں کرنا پڑے گی، جلد یا بدیر اس کی فطرت خود تم پہ عیاں ہو جائے گی۔"

"بکواس بند کرو، تم عابس کی فطرت آشکار کرنے کی بات کر رہے ہو، خود اپنی فطرت کو بھی مدنظر رکھو کہ خود کیا ہو، یہ جان کر کہ میں کسی کی

UUNOVELS.COM

منکوحہ ہوں، روز اپنی محبت کی پٹاری اٹھائے میرے سامنے آجاتے ہو اور اب مجھے میرے شوہر کے خلاف بھکار رہے ہو۔" اس کی باتوں پہ شائل چراغ پا ہوگئی تھی، پہلے ہی ذہنی حالت ٹھیک نہیں تھی اوپر سے شارون سکندر کے ڈرامے (جو کافی حد تک درست تھے لیکن وہ اس کے سامنے ماننے سے انکاری تھی) یہ جھنجھلا کر برس پڑی تھی۔

"شائل جعفری! صرف کاغذی کاروائی سے کوئی رشتہ مضبوط ہوتا یا مجھے عابس صاحب کی ثابت قدمی پہ ذرہ برابر بھروسہ ہوتا تو یہ جاننے کے بعد کہ تم اس کی منکوحہ ہو، میں پیچھے ہٹ جاتا، جب تم میری نظروں میں ہو تو تمہارا فائدہ اور نقصان کس چیز میں ہے، میں اس پہ ضرور سوچوں گا، بار بار سوچوں گا، بھلے تم اپنا برا کرنے کی ٹھان لو لیکن میرے، جیتے جی تو تم اپنا برا بھی نہیں کر سکو گی۔" لفظ بے حد جما کر سختی سے ادا کیے گئے تھے، اک پل کو تو وہ بھی بھونچکی سی رہ گئی، اسی کے بھلے کے لئے وہ اسی سے لڑنے کو تیار بیٹھا تھا، وہ حیران نا ہوتی تو اور کیا کرتی۔

☆☆☆

"کیا بات ہے عابس، میں اتنی دیر سے آپ سے اپنی باتیں شیئر کر رہی ہوں اور اک آپ ہیں کہ کوئی رسپانس نہیں دے رہے۔"

وہ کافی دیر سے اس کی غائب دماغی محسوس کر رہی تھی اور جب اس کا قصہ ختم بھی ہوگیا اور اس کے بعد بھی اس نے کوئی رسپانس نہیں دیا تو وہ گلہ کر گئی۔

"ہاں..... آں..... کیا کہہ رہی تھیں تم؟" عابس چونکا۔

"یعنی آپ نے میری گفتگو سنی ہی نہیں۔" وہ ٹھنکی۔

"سنی ہے نا، بولو، کیا کہہ رہی تھیں۔" وہ بہلانے لگا۔

"یہی شیئر کر رہی تھی کہ بھائی اور بابا میری رخصتی کا سوچ کر ابھی سے دکھی ہو رہے ہیں، بھائی تو شارجہ چلے جائیں گے، پیچھے بابا اکیلے رہ جائیں گے۔" وہ پھر سے ساری گفتگو پورے سیاق وسباق سے کیا سناتی لب لباب بتا گئی۔

"ہاں، یہ تو ہے! تم لوگ حسن بھائی کی شادی کیوں نہیں کر دیتے۔" عابس چونک گیا، اک دم سے فاطمہ کی باتیں اور دردہ کا جذباتی ڈرامہ یاد آیا تو آہستہ آہستہ مدعے کی طرف آنے لگا، اس کی توجہ ہوئی تو وہ یہ حل بھی نا بتاتا، کیونکہ صبح میز پہ ہوئی ساری گفتگو شائل نے اسے سنا دی تھی، وہ متوجہ ہوتا تب نا، شائل نے ایک لمبی سانس لی تھی۔

"جی..... اس موضوع پر بھی بات ہوئی تھی لیکن بھائی پاکستان شفٹ ہونے کو تیار نہیں کہ ابھی بزنس کی شروعات کی ہے اور بابا شارجہ جانے کے موڈ میں نہیں، بھائی کی شادی ہوئی تو بھابھی بھی یقیناً شارجہ میں رہیں گی اور بابا کی تنہائی کا مسئلہ جوں کا توں ہی رہے گا۔" وہ ہر پہلو دکھا رہی تھی۔

"ایسی بھی کوئی اندھیر نہیں پڑی ہوئی، تم لوگ ایسی لڑکی ڈھونڈو جو یہاں پاکستان میں رہے اور حسن بھائی چار، چھ مہینے میں چکر لگا لیا کریں، ایسی کتنی ہی بے شمار مثالیں ہیں، شوہر سالوں پلٹ کر نہیں آتے اور بہو سسرال میں وقت گزارتی ہے۔" عابس کو لگ رہا تھا اس کے لئے پلیٹ فارم مہیا ہوگئی ہے، تب ہی وہ پوری جانفشانی سے کیس لڑنے لگا۔

"بات تو آپ کی درست ہے لیکن شاید بابا خود اس ناانصافی کو ناپسند کر کے بھابھی کو بھائی کے پاس بھجوا دیں۔" وہ جعفری صاحب کی

UUNOVELS.COM

انصاف پسند طبیعت سے واقف تھی، خدشہ ظاہر کر گئی۔

"تم لوگ پہلے لڑکی دیکھنا تو شروع کرو، یہ تو ہم اپنے ذہن سے سوچ رہے ہیں، کیا معلوم حسن بھائی خود پردیس سے بزنس سمیٹ کر یہاں آکر کاروبار جمائیں۔" عابس اسے ٹریک پہ لے آیا تھا۔

"ہاں ممکن تو یہ بھی ہے، اپنوں کا ساتھ اور گھر کے سکھ سے انسان کب تک منہ موڑ سکتا ہے۔" شائل بھی جیسے قائل ہونے لگی تھی۔

"میں بات کرتی ہوں بابا اور بھائی سے اور جلد ہی لڑکی دیکھنا شروع کر دیتی ہوں، اماں تو ہیں نہیں، مجھ اکیلی کو ہی یہ فریضہ انجام دینا پڑے گا، بہتر ہو بھائی کے جانے سے پہلے کوئی اچھی لڑکی مل جائے۔" ماں کے ذکر پہ لہجہ سست ہوا تھا لیکن اس نے جلد ہی کور کر لیا۔

"شائل!..... وہ" عابس جھجک سا گیا، اپنے منہ سے بہن کے متعلق بات کرنا عجیب سا لگ رہا تھا، لیکن فاطمہ کئی بار جتا چکی تھیں، گفتگو بھی اس نہج پہ پہنچ چکی تھی تو اسے ہمت کرنا پڑی۔

"کچھ کہنا چاہ رہے ہیں؟" مشکل آسان کی۔

"تم لوگ حسن بھائی کے لئے لڑکی دیکھو گے اور ہم آپا کے لئے لڑکا دیکھ رہے ہیں، تو کیا یہ مناسب نہیں کہ تم لوگ حسن بھائی کے لئے آپا کو مانگنے ہمارے گھر آجاؤ، دونوں کی عمروں میں بھی مناسب فرق ہے، آپا تیس کی ہو گئی ہیں تو حسن بھائی پینتیس کے، پانچ سال کا فرق بہت مناسب ہے دونوں کی عمروں میں۔" عابس پروپوزل رکھ نہیں رہا تھا، جیسے فائنل کر رہا تھا، شائل اس کی فیملی کیا چاہتی ہے، کیا سوچتی ہے؟ اس سے بے غرض ہو کر وہ عمروں کا فرق بتا رہا تھا۔

شائل اک دم سے چپ ہو گئی تھی، آپا کے ذکر پہ اس کی یادداشت میں دو عیار و مکار آنکھیں آ گئی تھیں، بھلے وہ عابس کا رشتہ لے کر اس کے گھر آئی تھیں، لیکن ماں، بیٹی کے انداز سے صاف ظاہر تھا کہ وہ زبردستی بھیجی گئی ہیں۔

بیٹوں کے بھیجے گئے گھروں میں آ کر ماں، بہن کی تیوری پہ بل کچھ اس لئے بھی پڑ جاتے ہیں کہ یہاں بے فکری سے چائے کا ناشتہ اڑا کر لڑکی میں سو سو نقص نکالنا، ذرا مشکل کام ہو جاتا ہے۔

ان کے انداز شائل کو بھی کھلے تھے، جعفری صاحب تو انکاری ہونے لگے تھے لیکن عابس کی کال پہ منت سماجت نے جعفری صاحب سے ہاں کروالیا کہ نند کب تک گھر رہتی ہے اور ساس کو بہو اچھی لگی ہی کب ہے خواہ وہ خود ہی بیاہ کر لائے، عابس کی منت سماجت تو کام آ گئی تھی اور اس کے بعد سے وہ دونوں جب بھی آئیں جامہ میں رہیں لیکن ابھی عابس نے جو خواہش کی اسے سن کر شائل چپ سی ہو گئی اور اس کی خاموشی پہ عابس کی تیوری پہ بل پڑنے لگے۔

"میں نے ایسی کون سی مشکل بات کر دی کہ تم چپ سی ہو گئیں۔" ائیر پیس سے عابس کی جھنجھلائی ہوئی آواز آئی تو شائل چونکی۔

"آپ نے اک دم سے اتنی بڑی بات کر دی تو سوچ میں پڑ گئی۔"

"اتنی انوکھی بات بھی نہیں کی، تم ہمارے گھر آجاؤ گی اور آپا تمہارے، تم جلد ہی گھر میں بات کر کے مجھے کنفرم کرو کہ تم لوگ کب تک آؤ گے باقاعدہ رشتہ لے کر۔" عابس اتنے بھرم سے سب پلان کر گیا کہ وہ چپکی رہ گئی۔

☆☆☆

"شائل جعفری! کسی کو پرکھنے میں اتنا وقت

UUNOVELS.COM

نہیں لگانا چاہیے کہ اپنی ذات ہی تماشا بن جائے، تم بلاوجہ آس لگائے بیٹھی ہو، سب ٹھیک ہو جائے گا، وہ تمہارے کہنے پر چلے گا، محبت کرنے والا کبھی آزمائش میں نہیں ڈالتا بلکہ آزمائش سے بچاتا ہے..... اور جب ثابت ہو گیا کہ اپنے مفاد کے لئے وہ تم پہ پریشر ڈال رہا ہے تو کہاں ہے اس کی محبت؟ کیا نکاح کے عوض اس نے خرید لیا تمہیں جو من مانی کروائے گا، اپنی پسند کا فیصلہ کروائے؟"

"چند ماہ کی فون پہ باتیں اور نکاح..... تم اتنا نہیں جانتیں اپنے نام نہاد منکوح اور اس کی فیملی کو..... جتنا میں جانتا ہوں، ابھی کوئی ثبوت تمہارے سامنے لا کھڑا کروں، تب بھی تم نہیں مانو گی، یہی کہو گی کہ یہ میں نے بغض رقیب میں اکٹھی کی ہیں، تم سمیت تمہاری فیملی کا بھلا مجھ پہ فرض ہے، جیسے تمہاری محبت مجھ پہ فرض ہو گئی ہے، جو ہو سکے تو حسن بھائی کے لئے کوئی اور لڑکی دیکھو۔"

جانے اس نے کہاں کہاں اور کون سے جاسوس چھوڑ رکھے تھے جو اسے پل پل کی خبر دیتے تھے اور شائل اپنی پریشانیوں میں گھری شاردن سکندر کے منہ سے تنبیہی نوٹس سن کر حیران رہ جاتی تھی۔

اس کے وائس میسج کو ڈیلیٹ کرتے اس نے ایک بار پھر عابس کا نمبر ملایا تھا مگر وہ کال ریسیو نہیں کر رہا تھا، پچھلے کئی دنوں سے اس کا یہی رویہ اس کے ساتھ تھا، نا خود رابطہ کر رہا تھا کوئی رسپانس دے رہا تھا، کتنے ہی ٹیکسٹ، وائس میسجز وہ کر چکی تھی، سب سین تھے، لیکن کوئی جواب نہیں تھا اور اب ہمدرد بن کر وہ میسج کر گیا تھا۔

جس سے امید تھی، وہ خود ہی اسے مشکل سے دوچار کر کے چھپ گیا تھا اور جس کی سننے کی روداد نہیں تھی وہ ہمدرد بنا مشورے دے رہا تھا، ایسا کیا جانتا تھا وہ عابس کی فیملی کے بارے میں؟ اسے تجسس تو ہوا مگر وہ اظہار کر کے اسے کھیلنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی لیکن نادان تھی جو اصل کھلاڑی سے انجان تھی۔

☆☆☆

"شائل! فری ہو تو شام کو تیار رہنا، سوچ رہا ہوں، جانے سے پہلے تھوڑی سی شاپنگ کر لوں۔" دونوں کو چائے کا کپ تھما کر اپنا کپ لئے صوفے پہ بیٹھ گئی تو حسن نے گفتگو کا آغاز کیا۔

"یونی کے بعد تو فری ہی ہوتی ہوں بھائی!"

"پھر ٹھیک ہے، تیار ہو جاؤ، تمہیں بھی شاپنگ کروا دوں گا، بھائی کو یاد کرو گی۔" حسن نے شوخی دکھائی تو وہ مسکرا دی۔

"بھائی کو شاپنگ پہ ہی یاد کرنے کی ضرورت نہیں، بنا رشوت کے محبت کرتی ہوں۔" وہ بھی محبت سے جتا گئی اوپر سے بظاہر وہ ہشاش بشاش تھی لیکن عابس نے جو کام اس کے ذمہ لگا دیا تھا وہ اسے مشکل سے دوچار کرنے لگا۔

"بابا آپ بھی چلیں نا؟" حسن ان کے سر ہونے لگا۔

"نا بھئی، مجھ بوڑھے کا بھلا شاپنگ مالز میں کیا کام..... کسی حسینہ نے پسند کر لیا تو اب اس عمر میں تم لوگوں پہ سوتیلی ماں لانا کیا اچھا لگوں گا، اوپر سے تمہاری ماں "اوپر آ پھر بتاتی ہوں" والے ڈراؤنے خواب دکھانے آ جائے تو مجھ غریب کی تو نیا ہی ڈوب جائے گی نا تیرنے سے پہلے۔" جعفری صاحب کے سنجیدگی سے کہنے پہ دونوں ہی مسکراہٹ بے ساختہ تھی۔

"اماں کا ڈرنا ہونا ہوتا تو ہم سوتیلی ماں بھی

UUNOVELS.COM

لے آئے، اسی بہانے آپ کی تنہائی کا مسئلہ تو حل ہوتا۔" حسن بھی شرارتی ہوا تو جعفری صاحب ہنس دیئے۔

"جعفر آپا میں ایسی مخل سے۔"

"بھائی، آپ کیوں شادی نہیں کر لیتے؟ ہم ایسی لڑکی لائیں گے جو ہمارے ساتھ یہاں رہے اور آپ چار چھ ماہ میں چکر لگا لیا کریں اور پھر آہستہ آہستہ وہاں سے کاروبار ختم کر کے یہاں ہی کاروبار شروع کر دیں، یا پھر وہاں کا کاروبار ایماندار بندے کے حوالے کر کے یہاں بھی شروع کریں تاکہ دونوں ممالک میں کاروبار کو فروغ ملے۔" شنائل راہ ہموار کر رہی تھی۔

"آئیڈیا تو اچھا ہے بہنا، لیکن دو ممالک میں کاروبار کے لئے کثیر سرمایے کی ضرورت پڑے گی، ابھی تو میں خالی ہاتھ ہوں کہ سب کچھ داؤ پہ لگا کر کاروبار شروع کیا ہے، پیسہ ڈوب گیا تو پھر سے ذلت بھری نوکری کی زندگی اور کاروبار چل پڑا تو پھر تمہارے مشورے پر ہی عمل کروں گا کہ میرا بھی یہی پلان ہے لیکن اس کے لئے پیسہ، محنت اور وقت تینوں چیزوں کی ضرورت ہے۔" حسن نے اتفاق کرتے ہوئے سارے زاویے دکھائے تو وہ بھی اتفاق کر کے سر ہلانے لگی۔

"انشاء اللہ کامیاب ہوگا بزنس پریشان نا ہو، اللہ پر توکل رکھو۔" جعفری صاحب ہمت بندھانے لگے تو وہ مسکرا دیا۔

"ویسے آئیڈیا میری بیٹی نے بھی کمال دیا کہ شادی کر کے بہو گھر لے آؤ، ہمارے نا سہی بہو کے کہنے پر تو جلدی جلدی آؤ گے، ورنہ پھر ہم اسے بھی تمہارے پاس بھیج دیں گے، کہ پرائی بچی کے ساتھ ظلم خلاف قانون پسند نہیں، پھر بیٹا، کب سے لڑکی دیکھ رہی ہو؟ میرا خیال ہے تمہاری رخصتی سے پہلے حسن کا گھر آباد کر ہی دوں۔"

جعفری صاحب اتفاق کرنے شنائل کی طرف جاننے والی نظریں جما گئے تو وہ کچھ بوکھلا سی گئی۔

"وہ بابا، میں سوچ رہی تھی، وردہ آپا بھائی کے لئے کیسی رہیں گی، دیکھی بھالی ہیں۔" وہ اٹک کے کہہ گئی۔

"تمہاری نیند وردہ؟" جعفری صاحب بھی چونکے، حسن خاموشی سے دیکھنے لگا، وہ ہولے سے سر ہلا گئی۔

"پرائی بچیوں کے غلط بات منہ سے نکالتے ڈرتا ہوں کہ میرے آگے بھی بیٹی ہے، لیکن بیٹا معاف کرنا، تمہاری نند عادات و فطرت کی اچھی نہیں لگی، ساس نند دونوں زبان کی تیز ہیں، ان ہی اسباب پر میں نے انکار کرنا چاہا تھا، عابس نے معقول وجہ بتائی کہ ہر ساس نند کا بہو، بھابھی کے لئے اک سا رقابت بھرا انداز ہوتا ہے اور یہ کہ دونوں نے تمہیں تنگ کیا تو وہ تمہیں الگ گھر میں رکھے گا تاکہ تم معمول کی تکرار سے بچتی رہو، اس سلسلے میں، میں نے حسن سے بھی مشورہ کیا تھا اور جب اس نے بھی عابس کی بات کی حمایت کی تو میں نے ہاں کر دی کہ شاید تم بھی یہی چاہتی تھیں لیکن اب اس بچی کو بہو بنا کر گھر لے آنا، میرے خیال میں یہ معقول رشتہ نہیں ہے، ہم سب ٹھہرے تحمل مزاج زبان کی تیزی طراری سے کوسوں دور۔" جعفری صاحب کے خوبصورت انداز میں موازنہ اور سہولت سے توجیہ دے کر ناپسند کرنے پہ شنائل کے چہرے پہ نا امیدی پھیلنے لگی تھی۔

"اور پھر وٹہ سٹہ دونوں رشتوں پہ اثر انداز ہوتا ہے، ایسا نا ہو کل کو تمہاری زندگی لپیٹ میں آ جائے، بہتر ہے کوئی اور لڑکی دیکھ لو۔" جعفری صاحب نے مہر لگا دی تو وہ پھیکے سے جی کہہ کر مسکرا دی۔

"شنائل! یہ تمہاری خواہش تھی یا کسی اور کی...... مطلب، عابس یا اس کی فیملی میں سے تو کسی نے تم پر دباؤ نہیں ڈالا؟" حسن اس کے چہرے پہ نگاہ جمائے بیٹھا تھا اس کے اچانک سوال پہ شنائل کے چہرے کا متغیر ہوتا رنگ دونوں نے محسوس کیا تھا۔

"نہیں بھائی! وہ بس ایسے ہی خیال آ گیا تو پوچھ لیا۔" وہ جلدی سے باتیں کرنے لگی تو دونوں اک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے، کل تک ان سے سچ کہنے والی، نکاح ہوتے ہی جھوٹ بولنے لگی تھی۔

☆☆☆

"مس شنائل جعفری!" پرنسپل گلاسز کے پیچھے سے تصدیق چاہ رہے تھے۔

"جی سر!" وہ حیران ہوتی ہامی بھر گئی، اسی کالج سے گریجویشن کر کے اب وہ ماسٹرز کر رہی تھی، پرنسپل سے آج تک بالمشافہ ملاقات کی نوبت نہیں آئی تھی۔

گزرتے ہوئے سامنا ہونے پر اچھی اسٹوڈنٹ کے ناتے سلام کر دیتی تھی، جانے وہ جواب بھی دیتے تھے یا نہیں، اسے تو پرنسپل کی شکل یاد تھی لیکن اتنے اسٹوڈنٹس میں انہیں کہاں سے یاد ہوتا کہ ان کے کالج میں کوئی شنائل جعفری بھی زیر تعلیم ہے، جو ان کے بلاوے پر روبرو تھی۔

"کون لڑکا ہے جو روز کالج کے باہر آپ کے لئے کھڑا ہوتا ہے؟ آپ کا لور...... فیانسی؟ جو کوئی بھی ہے، اسے کہہ دیں کہ آئندہ سے کالج کے باہر نظر آیا تو آپ کا نام کالج سے نکال دوں گا پھر بھلے آپ اس کے ساتھ سیر سپاٹے کرتی رہیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں، لیکن اب سے کالج کے باہر آپ سے باتیں کرتا کوئی بھی نظر آیا تو مجھے ایکشن لینا پڑے گا۔"

"والدین اداروں پہ بھروسہ کر کے لڑکیوں کو اسکول، کالج، یونیورسٹی بھیجتے ہیں اور ان کے پیٹھ پیچھے ان کی تربیت کے ساتھ آپ ہمارے ادارے کا نام بھی برباد کر رہی ہیں، آپ کو کیا لگتا ہے، میں ایسا ہونے دوں گا، ذرا سی شرم ہے آپ میں کہ آپ کی اس حرکت سے دوسری لڑکیوں پر کیا اثر پڑ رہا ہے؟ مجھ تک کمپلین آئی تو اس کا مطلب ہے یہ سلسلہ پرانا ہے، اصولی طور پہ تو مجھے آپ کے پیرنٹس کو کال کر کے بلا کر ان کی بیٹی کے کارنامے کے قصے سنانا چاہیے تھے لیکن خود بھی بچوں والا ہوں اس لئے والدین کے جذبات کو سمجھتا ہوں، انہیں دھچکا پہنچانے سے پہلے آپ کو وارننگ دے رہا ہوں، آپ کا اکیڈمک ریپورٹ دیکھا، اچھا ہے، اچھی لڑکی بھی بنو، اسے میری پہلی اور آخری وارننگ سمجھنا، ورنہ اگلی بار بات گھر تک جائے گی اور کالج سے الگ نکال جائیں گی، جا سکتی ہیں آپ۔"

پرنسپل جو بولنا شروع ہوئے تو رکنا بھول گئے، شنائل جعفری تو اس بلاوے پر ہی حیران تھی اور جب وہ لعن طعن کرنے لگے تو کئی بار منہ حیرت سے کھلا، کئی بار لب سختی سے بھینچے اور کئی بار ذلت کی سرخی چہرے پہ دوڑ کر نظریں جھکانے پر مجبور کر گئی۔

اسے صفائی میں بولنے کا موقع دیئے بغیر پرنسپل لعنت ملامت، جھاڑ جھپاڑ کے ساتھ کالج سے نکالنے کی دھمکی دے کر جانے کا کہہ کر فون میں بزی ہو گئے، دوسرے معنوں میں گیٹ لاسٹ کہہ گئے اور وہ ذلت کا احساس لئے حیران پریشان پلٹ گئی۔

☆☆☆

"تم نے بات کی گھر میں؟ بابا اور حسن

UUNOVELS.COM

بھائی نے کیا کہا؟" عابس کی کال معمول سے کافی پہلے آ گئی تھی، چند اک باتوں کے بعد وہ فوراً بے تابی سے سوال داغ گیا تو شائل جعفری کو اس جلدی کی وجہ بھی سمجھ آ گئی، وہ جواب کا منتظر تھا، شائل نے سہولت سے جعفری صاحب کے اعتراضات بتا دیے تھے، سوائے وردہ کی تیز طرار فطرت کے کہ اب وہ اسے تو کچھ نہیں بتا سکتی تھی۔

"یہ کیا بات ہوئی، وٹہ سٹہ کو بنیاد بنا کر رشتہ ریجیکٹ کرنا یہ کون سی بات ہوئی۔" عابس کی ناگوار آواز میں غصہ بھی نمایاں تھا۔

"بابا نے کچھ سوچ کر ہی کہا ہوگا، وہ تجربہ کار انسان ہیں۔" وہ باپ کی طرف داری کرنے لگی۔

"خاک تجربے والی بات ہے، دنیا میں کتنی ہی مثالیں ہیں وٹہ سٹہ کی۔" عابس بدتمیزی پہ اتر آیا۔

"اور ان مثالوں میں کتنی شادیاں اک دوسرے کی وجہ سے کامیاب رہی ہیں، یہ بھی آپ کے علم میں ہوگا۔" شائل جعفری کو اس کا انداز ناگوار تو گزرا لیکن وہ مکمل انداز سے اسے احساس دلانے لگی۔

"یہ سب مفروضے ہیں، کامیاب و ناکام کرنا انسان کے اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے، روز دس طلاقیں ہوتی ہیں تو کیا سب کی وجہ وٹہ سٹہ ہے، اگر تم لوگوں کو یہ ڈر ہے تو ایسا کرو آپا اور حسن بھائی کا نکاح پڑھوا دو، میں قربانی دے دیتا ہوں۔"

پہلے تو صرف وردہ اور فاطمہ کی ہی خواہش تھی کہ وردہ کی شادی حسن سے ہو جائے لیکن جب عابس نے حسن کو اس نظر سے دیکھا تو اسے بھی مناسب لگا، بنا جھنجھٹ والی سیدھی سادھی فیملی، شارجہ میں کاروبار، شائل رخصت ہو کر آ جاتی، ساس کا جلاپا نہیں بس اک بوڑھا سسر، اس سے اچھا گھر اور کہاں ملتا۔

وہ ہاں سننے کا ہی منتظر تھا لیکن شائل کی باتوں پہ غصہ کرتے وہ حد سے گزر گیا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟ قربانی دیں گے آپ؟"

"قربانی؟ ہمارے رشتے کو ختم کرنے کی بات کی نا آپ نے؟ یہ ہے وٹہ سٹہ کا اثر، ابھی اک رشتہ جڑا نہیں اور دو دن پہلے جڑے رشتے کو قربان کرنے کی بات آپ کی زبان پر آ گئی۔" شائل کو بے حد گراں گزرا تھا، کل تک اس سے محبت کا دعویدار آج بہن کے لئے قربانی دینے کو تیار ہو گیا تھا، عابس کو بھی زبان کے پھسل جانے کا احساس ہوا تھا، لیکن دیر ہو چکی تھی، شائل بھڑک اٹھی تھی۔

"آپ نے ہی بتایا کہ آپ کی ماں اور بہن تیز مزاج کی ہیں اور ان کے انداز بھی، میری فیملی اور میں نے ملاحظہ کیے اور آج آپ اسی بہانے کے لئے انکار سن کر نکاح کو توڑنے کی بات لا رہے ہیں؟"

شائل کو چند دنوں میں ہی اس کا یا پلٹ پہ حیران ہو رہی تھی، کل تک اس کا لب و لہجہ اور تھا اور نکاح کے بعد سے اور ہو گیا تھا اور بہن کے رشتے کی بات عالم بن کر وہ یوں کر رہا تھا، جیسے نکاح کے عوض شائل جعفری کی چابی اس کے ہاتھ لگ گئی ہو اور وہ جیسے چاہے اسے اپنے اشارے پر چلا سکتا ہے۔

"تیز مزاج کوئی ایسی خرابی تو نہیں کہ معیوب ہو، ہر روٹی کھانے والا غصہ کرتا ہے، مزاج رکھتا ہے، میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ اپنی ماں بہن کو صحرا میں اکیلا چھوڑ آؤں گا۔" عابس کے تند و تیز لفظ شائل کو دکھ کے ساتھ لب بھینچ لینے

UUNOVELS.COM

پر مجبور کر گئے۔

مردوں کو ماں، بہن کے جو روپے پہلے چبھتے ہیں، بیوی کے آ جانے کے بعد وہی تیور پیارے لگنے لگتے ہیں، تب ہی تو وہ بیوی کو صبر برداشت کی گھٹی دے دے کر سسرال میں تماشا بنا دیتا ہے۔

"میں نے کبھی نہیں کہا کہ خونی رشتوں کا صحرا میں چھوڑ آئیں، ہم خاندانی لوگ ہیں، شجرہ نسب کو اہمیت دیتے ہیں، بابا کے خدشے پہ آپ نے ہی کہا تھا کہ اگر مجھے کوئی تکلیف ہوئی تو آپ الگ گھر میں رکھیں گے۔"

بے شک وہ بدتمیز نہیں تھی کہ تربیت ان خطوط پر نہیں ہوئی تھی، کچھ فطرت کا بھی عمل دخل تھا لیکن حق و سچ کہنے میں نڈر تھی۔

"ہاں کہا تھا، تب تمہارے بابا کو ہر حال میں راضی کرنا تھا، اب نکاح ہو چکا ہے، مکر بھی جاؤں تو کوئی میرا کیا بگاڑ لے گا؟ میری ماں، بہن تمہیں کھا نہیں جائیں گی، تم اپنے بوڑھے باپ کو اکیلا چھوڑنے پر دکھی ہو تو مجھ سے کیوں امید رکھ رہی ہو کہ میں اپنی ماں کو چھوڑ کر تمہارے آنچل سے بندھا چلتا رہوں گا اور تم خاندانی ہو، شجرہ نسب والی ٹائپ کے جملے آئندہ مجھے مت سنانا، اب سے تم وہی ہو، جو میں ہوں، بیوی لینے آؤں گا، استانی نہیں جو مجھے خاندان کا شجرہ نسب حفظ کروائے، آئی سمجھ...... گھر میں دوبارہ بات کرو، ہر حال میں ہاں ہو۔" عابس ازلی روپ میں بڑی جلدی آ گیا تھا، اس کا لہجہ، اس کی باتیں، شمائل تو دنگ رہ گئی تھی۔

☆☆☆

"شارون سکندر! اگر ابھی میرے ہاتھ میں پسٹل ہوتا تو میں اس کی ساری گولیاں تمہارے سینے میں اتار دیتی۔" اس کی آواز سنتے ہی وہ پھٹ پڑی۔

"جگہ بتاؤ، کہاں آنا ہے، اپنا لائسنس یافتہ پسٹل بھی ساتھ لیتا آؤں گا تاکہ موت قتل نا لگے اور تم میرے قتل میں نا پھنسو۔" پرنسپل سے عزت افزائی کے بعد وہ آف ہونے کے لئے پل پل گن رہی تھی اور جب مخصوص ٹائم پر آف ہوا اور شارون سکندر کی مخصوص جگہ خالی منہ چڑاتی نظر آئی تو اس کی خوش قسمتی پہ رشک آنے لگا، اگر وہ ابھی سامنے ہوتا تو کچھ بعید نا تھا وہ حد سے گزر جاتی، کالج کے باہر تماشا ہوتا پھر بھلے اسے کالج بدر کر دیا جاتا اور جب اس کی کال آئی تو وہ پھٹ پڑی لیکن اس کے پرسکون انداز پر اپنا ہی سر دیوار پہ مارنے کو چاہنے لگا۔

"شدید غصے میں لگ رہی ہو، میری بدقسمتی کہ آج اہم میٹنگ کے باعث حاضری نا دے سکا، اگر سامنا ہوتا تو عین ممکن ہے تم بڑے سے پتھر سے میرا سر تو پھاڑ ہی دیتیں، آج نا سہی لیکن خیر کل سرپیش کرنے آ جاؤں گا، لیکن مجھے وجہ بتاؤ گی اس برہمی کی؟" وہ ایسا ہی تھا، اس کی ہر بات پر سر خم کر دینے والا۔

"مبارک ہو، روز روز کالج یاترا سے آپ کو جلد نجات ملنے والی ہے، جب مجھے کالج سے ذلیل کر کے نکال دیا جائے گا تو آپ وہاں کس کے حضور گالیاں سننے جائیں گے، ہو سکتا ہے، پھر کوئی نیا ٹارگٹ ڈھونڈیں۔" اس کے شاہانہ موڈ پہ وہ جل ہی تو گئی۔

"تمہیں وارننگ ملی ہے، کالج سے؟" وہ معاملے کی تہہ تک پہنچ گیا تھا، اب کے لہجہ بے حد سنجیدہ ہو گیا۔

"جی! آپ کے کارناموں پہ مجھے وارننگ ملی، نا صرف وارننگ بلکہ میرے پیرنٹس کی تربیت، میرے کردار پر بھی انگلی اٹھی کہ میں اپنے

UUNOVELS.COM
UUNOVELS.COM

لوگوں کو بتاتی ہوں، مزید جاننا چاہیں گے آج آپ کی وجہ سے مجھے کتنی ذلت کا سامنا کرنا پڑا؟؟ آپ جیسے لینڈ لارڈ کی عزت اس کے پیسے اور پاور کے بل بوتے پر ہوتی ہے جب کہ مجھ جیسی لڑکیاں عزت پہ جیتی اور بے عزتی پہ مر جاتی ہیں۔"

"میں نے کیا بگاڑا ہے آپ کا، جو آپ نے میرا تماشا بنا لیا اور اب اس کے ثمرات مجھے ذلیل ہو کر بھگتنا پڑ رہے ہیں، کیا ملتا ہے ساری دنیا کے سامنے مجھے تماشا بنا کر؟"

"یہ ہے آپ کی محبت؟ یہ ہے آپ کی نام نہاد مردانگی کہ آپ کی وجہ سے ذلت میرا مقدر ہو رہی۔"

وہ چیخ رہی تھی، حالات و واقعات اس تیزی سے ہر نہج پہ رونما ہو رہے تھے کہ اس کی قوت برداشت جواب دے چکی تھی، آواز پہ آنسوؤں کا غلبہ ہو چکا تھا، ایئر پیس پہ کئی لمحے سناٹا چھایا رہا۔

"تمہاری اک جھلک کے لئے اتنی دیوانگی رہی کہ ان نزاکتوں کو فراموش کر گیا، شاہ رون سکندر ایسا تو کبھی خواب میں بھی نہیں چاہے گا کہ تمہاری عزت پہ حرف آئے، ہاں مجھ سے کوتاہی ہوئی لیکن تمہاری اک جھلک کی اور کوئی سبیل نہیں تھی، کال بھی تم پک نہیں کرتیں، ہر جگہ بلاک کر دیتی ہو لیکن میرے جنوں سے تم پر حرف آئے یہ گوارا نہیں، اس پرنسپل کی تو دو دن میں چھٹی کرواتا، ساری پروفیسری بھول کر اب وہ ساری زندگی گھر بیٹھ کر اپنی جعلی ڈگری کو اصلی ثابت کرتا رہے گا، باقی رہی تمہیں دیکھنا تو بے فکر رہو اب سے کالج کے باہر نہیں ملوں گا، تمام رستے تم تک آتے ہیں، کہیں بھی دیکھ لوں گا۔" اس کی مدح سرائی جاری تھی، ۔۔اس نے فون ہی بند کر دیا۔

"یہ تم کس سے بات کر کے آنسو بہا رہی تھیں؟" وردہ اک دم سے سامنے آ گئی تھی، شمائل رخساروں پہ ہاتھ پھیرتے اک دم سے ٹھٹک گئی۔

"نن..... نہیں بھابھی..... کسی سے بھی نہیں۔" گڑبڑا گئی۔

"میں نے خود تمہاری آواز سنی ہے۔" وہ مشکوک نظروں سے اس کے فون کو دیکھ رہی تھی۔

"عابس تھا یا کوئی اور؟" تفتیشی سلسلہ دراز ہونے لگا تھا، اسے گھبراہٹ ہونے لگی، وردہ کی متلاشی نظریں اس پہ گڑی ہوئی تھیں۔

"دوست کو وائس میسج کیے ہیں اسی کی آواز آئی ہو گی آپ کو..... میں فریش ہو جاؤں۔" بہانہ گھڑ کے وہ تیزی سے نکل گئی تھی، عابس کا نام لیتی تو کچھ بعید نہ تھا وردہ کنفرم بھی کر لیتی..... وہ اس گھر میں آ گئی تھی لیکن چین سکون اس گھر سے جانے لگا تھا۔

"کرتی ہوں عابس سے بات!" وردہ آنکھیں گھمانے لگی تھی۔

☆☆☆

"تم کس قسم کی لڑکی ہو یار، باپ اور بھائی کو راضی نہیں کر پا رہیں، ویسے مجھے ہزاروں قصے سنائے جاتے ہیں کہ باپ بھائی کی اکلوتی بہن بیٹی ہوں، لاڈلی ہوں، یہاں اک ذرا سی بات نہیں منوا پا رہیں۔" عابس کا لہجہ دن بہ دن خراب ہوتا جا رہا تھا اس کے لہجے کی تلخی، بدزبانی سے شمائل پریشان رہنے لگی تھی، حسن اور جعفری صاحب کئی بار کرید چکے تھے لیکن وہ انہیں ٹال جاتی، کئی بار اس نے اس موضوع پر انہیں قائل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن جعفری صاحب کے دوٹوک انکار پہ چپ رہ گئی تھی۔

"تم وقت گنواؤ، بے فکری سے عیش کرو، ادھر میری جان عذاب میں ہو گئی ہے، اماں نے صاف کہہ دیا ہے کہ اگر تم لوگ آپا کا رشتہ نہیں لو

گے تو رخصتی ہی نہیں ہو گئی تھی۔" وہ اک دم سے سناٹے میں آ گئی تھی، رخصتی سے قبل از وقت نکاح کے ثمرات ملنا شروع ہو گئے تھے۔

نکاح کے بعد سسرالیوں کو لگتا ہے لڑکی اور اس کی فیملی ان کی باندی ہیں، وہ جو حکم کریں گے، بنا چوں چرا کیے اس کی تعمیل ہوگی۔

"اگر ایسی کوئی شرط آپ لوگوں کی طرف سے تھی تو یہ آپ سب کو پہلے بتانا چاہیے تھا تاکہ ہم بھی سوچ سمجھ کر نکاح کرتے۔"

وہ سناٹے سے نکلی تو اپنی ذات کی بے قدری پہ بلبلا کے کہہ اٹھی، اس سے بڑی بے عزتی کیا ہوتی کہ نام نہاد شوہر نے بہن کا نکاح اس کی رخصتی سے منسلک کر دی تھی، گویا اس کی تقدیر کا فیصلہ داؤ پہ لگا ہوا تھا۔

"اتنا وقت مجھے سمجھانے کی بجائے اپنی فیملی کو سمجھانے میں لگاؤ تو امید ہے وہ ہاں کر دیں، میرا پیغام پہنچا دینا اپنے باپ بھائی کو، وہ انکار کریں گے تو میں بھی کاغذ بھیج دوں گا۔" عابس بے رخی سے کہہ کر فون بند کر گیا تھا۔

وہ دکھ و غصے سے بلبلا کے رہ گئی تھی، اس کے بعد اس نے کتنی کالز کیں مگر وہ پک نہیں کر رہا تھا، اسے اندازہ تھا کہ ریسیو کرتے ہی بے بھاؤ کی پڑے گی۔

کلاس آف کا وقت تھا، گھر جا کر تفصیلی بات کرنے کے ارادے سے وہ کالج سے نکلی تھی لیکن ذرا دور جا کر ہی اس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔

٭٭٭

کیا آنکھیں بند کر کے چل رہی تھیں؟ آواز بھی دی کہ پیچھے بائیک آ رہی ہے لیکن جانے کہاں کھوئی ہوئی تھی۔

"غلطی تمہاری تھی، لے کے اس بے چارے بائیک والے کی کوٹ لگا دی لوگوں نے، شکر ہے صرف پیر پہ ہی چوٹ لگی ہے، زیادہ سیریس بات نہیں۔"

سہیلیاں فرسٹ ایڈ کے لیے قریبی ہاسپٹل لے آئی تھیں اور اب شکر ادا کر رہی تھیں۔

"چلو!" پیر کی بینڈیج کروا کر وہ کھڑی ہو گئی تھی۔

"سہارے کی ضرورت نہیں ہے، ٹھیک ہوں۔" دوست نے لڑکھڑاہٹ پر تھامنا چاہا تو وہ ہاتھ اٹھا کر منع کر گئی۔

باتیں کرتی وہ تینوں خارجی دروازے کی طرف بڑھی تھیں، جب ساتھ میں موجود داخلی دروازہ اک دم سے کھلا اور باڈی گارڈ ٹائپ بندہ لمبی سی بندوق لیے داخل ہوا اور اس کے پیچھے دو اور۔

برا نہ ہوا کہ دروازہ بڑا نہ ہونے کے باعث بندوق سیدھی کرنے کے چکر میں سامنے سے آتی شمائل جعفری کی پسلی کو بندوق چھو گئی، کسی کی بدتمیزی جان کر وہ سرعت سے پلٹی تھی، اس سے زیادہ سرعت سے اس کا تماچہ اس بندوق والے کے گال پہ پڑ گیا تھا، سناٹے بھرے ماحول میں تماچے کی گونج واضح تھی، ہر کوئی ٹھٹک گیا تھا، پیچھے آنے والے گارڈ نے ساتھی کی خاطر ہوتے دیکھ کر ممکنہ حملے بچے کے خدشے سے بچنے کے پیش نظر بندوق کی نال شمائل جعفری پہ تان لی۔

چار محافظوں کے گھیرے میں آنے والا شاروان سکندر اس تماچے کو دیکھ ابھی حیران ہی ہوا تھا کہ اس کے دوسرے محافظ نے گن اس پہ تانی تو وہ جس تنفر سے نال کا رخ بدل گئی، وہ بھی توجہ طلب تھا۔

"تمہارے جیسے سکنوں کا ہاسپٹل ہو سکتا ہے، جس میں تم جیسے درندے منہ اٹھائے گھس آتے ہیں لیکن عوام ابھی اتنی بے بس نہیں ہوئی

UUNOVELS.COM
UUNOVELS.COM

کہ تم جیسے لینڈ لارڈ کے رکھوالوں کا گریبان نہ پکڑ سکے۔"

محافظ نے گن دوبارہ تان لی تھی، گن کو ہاتھ سے دھکیل کر وہ چبھتے کڑوے لہجے میں بولی [illegible] دیکھتی اسے پکڑ کر کھینچنے کی کوشش کرنے [illegible] ہاسپٹل متوجہ ہو چکا تھا اور وہ شخص جو الگ [illegible] محافظ کو پیچھے سے نواز کے دوسرے کی رائفل کو [illegible] دیکھ رہی تھی۔

شارون سکندر پر اس کی نظر [illegible] پڑی تھی۔

تب ہی وہ رائفل دوبارہ تاننے والے محافظ کو شانے سے پکڑ کر پیچھے کرتے اس کے سامنے آ گیا، بلیک شلوار سوٹ پہ زمانے بھر کا کرّوفر لیے وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا، جو دھان پان سی تھی لیکن جس نڈر انداز میں بندوق کو خاطر میں نہیں لا رہی تھی وہ شارون سکندر کو بہت دلچسپ لگا، اول تو لوگ اس طرح کا پروٹوکول دیکھ کر ہی سائیڈ پر ہو جاتے تھے اور پھر اس کی شخصیت کا سحر بولتا تھا۔

وہ جانے مانے سیاسی گھرانے کا چشم و چراغ تھا اور اس سے بڑھ کے پروٹوکول میں چلتا تھا۔

"محترمہ! یہ میرے محافظ ہیں اور گن غلطی سے آپ پہ کی گئی۔"

"غلطی سے کی گئی یا جان بوجھ کر، سزا تو مل گئی، غلطی کرنے والے کو۔" تھپڑ کھا کر گھورنے والے محافظ پہ چوٹ کر گئی۔

"اور اس سے بھی بڑی غلطی آپ جیسوں کی ہے جو محافظوں کی فوج لے کر عام انسان کو تکلیف پہنچاتے ہیں، اگر اپنی جان کی اتنی ہی پروا ہے تو باہر نکلتے ہی کیوں ہیں آپ جیسے لینڈ لارڈ، اپنے محلوں میں دبک کے رہا کریں، بجلی کا پنجرہ استعمال زیادہ سے زیادہ کریں تاکہ زخمی لوگوں سے ٹکراؤ نہ ہو۔" اس کے سامنے آ کر بولنے پہ وہ مزید پریشان ہو گئی تھی، یعنی اک بندے کے آگے پیچھے دائیں بائیں چار محافظ تھے اور انہیں رکتے دیکھ کر گاڑی میں موجود باقی کے محافظ بھی غیر معمولی بات محسوس کر کے قریب آ گئے تھے، لیکن شارون سکندر کے ہاتھ کے اشارے پہ محافظ واپس پلٹ گئے تھے۔

محافظ کو تھپڑ اور ہاتھ اٹھانے تک تو ٹھیک تھا، وہ تو اسے بھی رگید گئی تھی، شارون سکندر کی بھنویں سکڑ گئی تھیں۔

"شمائل! تم بھی نا، ہر اک کو سبق پڑھانے لگ جاتی ہو۔"

بیلا جو ذرا دور ہو گئی تھیں، نزدیک آ کر اسے کھینچ کھانچ کر لے گئی تھیں، شارون سکندر نے گردن موڑ کر شیشے کے اس پار تک اسے جاتے دیکھا تھا، اسے چلنے میں دشواری تھی، شاید چوٹ لگی تھی۔

"سی سی ٹی وی کیمرے کی ریکارڈنگ نکال کر مجھے دو اگر یہ مومنٹ بریکنگ نیوز بنی تو ہاسپٹل ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے گا۔" ہاسپٹل کے عملے کو تنبیہ کے ساتھ وارننگ دیتے وہ اندر چلا گیا تھا، جس کی عیادت کو آیا تھا، وہ تو کر لیتا، یہ دونوں کی پہلی مڈبھیڑ تھی۔

☆☆☆

"کیا بات ہے شمائل! بہت الجھی الجھی رہنے لگی ہو؟" حسن اور جعفری صاحب آؤٹنگ کا پروگرام بنا رہے تھے کہ اس کے بعد تو حسن کو چلے جانا تھا، پھر فیملی پروگرام کا موقع مشکل سے ملتا۔

"بابا، بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں، اب جھوٹ نہ بولنا کہ ہمارا وہم ہے وغیرہ وغیرہ۔" جعفری صاحب نے تشویش سے سوال کیا تو حسن بھی زور دے کر دروغ گوئی کی راہ مسدود کر گیا،

UUNOVELS.COM

شائل جعفری لمبی سانس بھر کے رہ گئی، بہانے بنا بنا کر وہ بھی تک گئی تھی، جھوٹ بولنے کی عادت نہیں تھی لیکن سچ چھپا چھپا کر اب وہ بھی عاجز آ چکی تھی۔

"سچ ہی بولنے لگی ہوں کہ جھوٹی تاویلے دے دے کر میں خود اور آپ لوگوں کو مزید فریب نہیں دے سکتی۔" اس کے سنجیدہ لب و لہجے پہ دونوں چونک گئے تھے، وہ بے حد سنجیدہ نظر آ رہی تھی، اتنے دنوں سے جاری بحث نے دکھ کے ساتھ یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ اس کی اپنی ذات کوئی اہمیت نہیں رکھتی، عابس اپنی بہن کے لئے مہرہ بنا کر اسے چھوڑنے تک کی دھمکی دے چکا تھا۔

"میں نے آپ دونوں کے سامنے مبالغہ سے کام لیا تھا کہ حسن بھائی اور وردہ آپا کے رشتے کی بات میرے ذہن میں آئی، عابس نے کہا تھا کہ میں آپ دونوں سے اس سلسلے میں بات کروں، میں نے آپ دونوں سے بات کی آپ لوگوں کا انکار بھی پہنچا دیا لیکن عابس زور دیتے رہے ان کی فیملی نے شرط رکھ دی ہے کہ اگر ہم وردہ آپا کو مانگنے ان کے گھر نہیں گئے تو میری رخصتی بھی نہیں ہوگی، عابس فیملی کے ہمنوا ہو کر زور دے رہے ہیں کہ میں کسی طرح آپ لوگوں کو راضی کروں، ورنہ وہ مجھے طلاق بھیج دیں گے۔"

بہت دل شکن مقام تھا کہ شوہر کے ہاتھوں ہوئی تذلیل کا تذکرہ باپ اور بھائی سے کیا جائے لیکن عزت دینے والا مرد جب خود ہی تذلیل کرانے کا باعث ٹھہر جاتے تو عورت یوں ہی بے بسی محسوس کرتی ہے جبی وہ اس وقت سب کہہ دینے کے بعد محسوس کر رہی تھی، اس کے ضبط سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے دونوں شاکڈ رہ گئے تھے۔

"شک تو ہمیں پہلے ہی تھا اور تم ہمیں آج بتا رہی ہو، اکیلی پریشان رہیں۔" حسن بے ساختہ اٹھ کر اس کے قریب بیٹھ کر اس کے سر پہ ہاتھ رکھ گیا تھا، مان کے احساس سے آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔

"مجھے عابس سے ایسی امید نہیں تھی۔" جعفری صاحب کی افسوس بھری آواز نکلی۔

"عابس اتنا بڑا فیصلہ کیسے کر سکتا ہے ہم بات کریں گے اس سے۔" حسن ڈھارس دے رہا تھا۔

"ہمیں لوگوں کو پہچاننا ہی تو نہیں آتا بابا، بھائی عابس سے کوئی بھی بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس کی بچھائی بساط کا مہرہ نہیں ہوں جسے چل کر وہ اپنی بازی جیت جائے، وردہ آپا آپ لوگوں کو پسند نہیں اور انکار کی صورت عابس نے مجھے طلاق کی دھمکی دی، ضد نے انا سے قطع نظر اب میری نظر میں اس نکاح کی کوئی حیثیت باقی نہیں بچی، جس شخص نے نکاح کے بعد سے رنگ دکھانا شروع کر دیے اس سے مزید اچھی امید عبس ہے، محبت تو مجھے عابس سے تھی ہی نہیں، (اندر زور سے اسی جملے کی بازگشت ہوئی تھی لیکن آواز کسی اور کی تھی، وہ چونک سی گئی)، لیکن جب عابس نے اپنی خواہش کا اظہار کر کے بابا سے اپنی فیملی کو بھیجنے کی بات کی تو میں چپ کر گئی کہ میری شادی کس سے ہوتی تھی، اس کا فیصلہ میں نے آپ دونوں پہ چھوڑا ہوا تھا، لیکن بابا شاید اسے عابس میں میری دلچسپی سمجھنے لگے، نکاح ہو گیا، لیکن نکاح کے بعد سے جس طرح عابس نے مجھے ذہنی اذیت میں رکھا ہوا ہے اسے دیکھ کر مجھے یہی بہتر لگ رہا ہے کہ میں خلع کا نوٹس بھجوا دوں، مجھے عابس کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں رکھنا۔"

ابھی وہ دونوں پہلے دھچکے سے نہیں سنبھلے

UUNOVELS.COM

تھے کہ شائل جعفری کے سنجیدگی سے سنائے گئے فیصلے پر چونک گئے۔

"کیسی پاگلوں جیسی باتیں کر رہی ہو، نکاح کوئی بچوں کا کھیل ہے جب دل چاہا باندھ لیا جب دل ہوا توڑ دیا، ہم بات کریں اے عابس اور اس کی فیملی سے تم جذباتی نا ہو، تمہارا رشتہ ہم نے جوڑا ہے تو سیٹل بھی ہم کریں گے، غصے سے معاملات بگڑتے ہیں، تم ایسی نہیں ہو۔" حسن اسے پچکار رہا تھا، وہ چپ ہو گئی تھی۔

☆☆☆

سی سی ٹی وی فوٹیج کی ویڈیو بڑے سے ایل ای ڈی پہ چل کے بند ہو گئی تھی اور اک بار پھر سے پلے کر دیا گیا تھا اور ایسا پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے ہو رہا تھا ویڈیو ختم ہونے کے بعد پھر سے چلائی جاتی تھی۔

چناخ کی آواز کے ساتھ ویڈیو چل پڑی تھی، اس نے ذرا سا ریوائنڈ کیا تھا، وہ برس رہی تھی، کال گھنی پلکوں والی آنکھیں شرارے اگل رہی تھیں تو رخسار غصے کی سرخی سے تمتما رہے تھے، اس کے بعد وہ بھی منظر میں داخل ہوا تھا اور وہ اسے بھی رگید کر سارے بھرم کرکرا کر گئی تھی۔

حیرت کی بات یہ تھی غصہ آنے کی بجائے اسے ہنسی آ رہی تھی، لڑکی میں کوئی بات تو تھی جو وہ ہاسپٹل میں اس کی کھینچائی نا کر سکا اور اب ویڈیو دیکھے آنکھیں اس پہ نثار تو دل فریفتہ ہو چکا تھا۔

اس نے فون اٹھا کر کچھ ہدایات کی تھیں اور چند گھنٹوں میں ہی شائل جعفری کا بائیو ڈیٹا اس کے سامنے آ چکا تھا، باقی تو ساری تفصیلات معمول کی تھیں سوائے اس کے کہ چند روز قبل اس کا نکاح ہو چکا ہے، وہ سخت برہم ہوا تھا، اٹھا پٹخ ہر کمرے کی چیزوں کی جگہ بدل گئی، سفید ریشمی پردے کھینچے جانے پر احتجاجاً زور زور سے پھڑ پھڑانے لگے، بیش قیمتی پرفیوم کی بوتلیں قالین پہ اوندھی پڑی خوشبو بکھرنے سے باز نہیں آئی تھیں۔

"مجھ سے پہلے کوئی کیوں؟ کیسے؟" وہ چلا رہا تھا۔

ذہن نے کام کیا، فون کھینچ کر وہ اک بار پھر منتظر تھا، انتظار اعصاب شکن تھا، اگر رپورٹ اچھی ہوتی، تو شائل کی زندگی میں داخل ہونے سے پہلے ہی نکل جانے کی ٹھان لی، خود سے کیا گیا عہد چند گھنٹوں کے انتظار کو صدیوں پر محیط کر گیا، فون کی ٹون بجی اور اس کی بے چینی کو قرار مل گیا کہ زندگی سے نکلنے کی باری کسی اور کی آ گئی تھی۔

اگلے ہی روز شائل کالج کے باہر اسے دیکھ کر چونکی تھی، سہیلیوں نے گھسیٹ کر لے جاتے بتایا تھا کہ وہ کتنا "خطرناک" ہو سکتا ہے، سیاست دان کا بیٹا جاگیردار کی اولاد، سوٹ بھی کر دیتا تو سڑک پہ بے فکری سے دندناتا پھرتا، اسے بھی تھوڑا سا ڈر محسوس ہوا، اس وقت تو غصے میں جو ہوا ہو ہوا، اسے دوبارہ دیکھ کر وہ کنی کترا رہی تھی، لیکن شارون سکندر راہ میں آ کر پسندیدگی کا اظہار کر گیا، وہ حیرت سے منہ کھولتی نکاح کا جتا گئی تو پتا ہے کہہ کر مسکراتا اسے شاکڈ کر گیا اور پھر شارون سکندر اس کی زندگی میں نا جانے کے ارادے سے گھستا چلا گیا، اسے روکنے کی ہر ہر کوشش شائل کی بے کار گئی تھی، وہ ہر بار نئے داؤ آزما کے آ جاتا تھا۔

☆☆☆

عابس آیا بیٹھا تھا، حسن سجاؤ سے بات کر رہا تھا، جعفری صاحب کسی قدر برہمی کا اظہار کر رہے تھے اور عابس معصوم بنا معافی مانگ رہا تھا۔

"آپ دونوں، مجھے جتنا برا بھلا کہیں، کم ہے، میں غلطی پر ہوں اس کا اچھی طرح احساس

UUNOVELS.COM

ہے لیکن میں کیا کروں؟ اماں نے مجھے بے حد مجبور کر دیا ہے، وہ تو اس نکاح کے خلاف تھیں کہ پہلے آپا کی کہیں بات بن جائے لیکن مجھے ڈر تھا کہ آپ لوگ شائل کا رشتہ کہیں طے نا کر دیں، اس لئے انہیں منا لیا، میرے لئے شرم کا مقام ہے کہ بڑی بہن بیٹھی رہے اور میں نکاح کر کے رخصتی بھی کروالوں، ابا سر پہ نہیں ہیں، میں اکیلا ہی ماں بہن کو ہینڈل کر رہا تھا، جب انہوں نے بات نہیں مانی تب شائل کو مجبور کیا اور غصے میں غلط بات کہہ دی، بخدا میرا مقصد بھی نہیں تھا، غصے میں کہہ گیا، شائل کو کسی قیمت پر چھوڑنا نہیں چاہتا، ماں بہن کو کہاں نکال باہر کروں؟ ان کا میرے سوا اور ہے ہی کون؟ آپ لوگ میری بہن سے رشتہ نہیں جوڑنا چاہتے، مت جوڑیں، لیکن اتنی گزارش ہے کہ اک اچھا لڑکا ڈھونڈنے میں میری مدد کر دیں تاکہ میں بہن کی ذمہ داری پوری کر کے شائل کو عزت سے رخصت کروالوں، اس کے بعد شائل کو کوئی تکلیف پہنچاؤں تو آپ کا جوتا میرا سر....."

عابس ماں بہن کی آڑ میں مجبوری کی وہ داستان سنا گیا کہ وہ دونوں جو خاصے برہم تھے، اس کی گلوگیر آواز اور آنکھیں رگڑنے پہ دھیمے پڑ گئے، چائے بناتی شائل نے ساری گفتگو سنتے چینی کا جار زور سے بند کیا تھا، چائے دے کر آنے کے بعد گفتگو میں تبدیلی محسوس ہوئی تھی، وہ دوبارہ اندر نہیں گئی تھی، وقت رخصت عابس اس سے بھی معافی مانگ کر چلا گیا تھا۔

"شائل پھر اپنے سسرال جانے کی تیاری کرلو۔" حسن اور جعفری صاحب باہر آئے تو وہ ان کی شکلیں دیکھنے لگی، تاکہ جان سکے کہ کیا معاملات طے پائے، حسن نے شوخی سے کہا تو وہ ناسمجھی سے دیکھنے لگی۔

"تمہیں رخصت نہیں کر رہے بلکہ بابا کے ساتھ سسرال بھیج رہا ہوں، تاکہ بھابھی کو کچن کی چیزیں تھما آؤ۔" حسن اس کی حیرانی پہ ہنس رہا تھا۔

"قربانی؟" لہجہ گلہ آمیز ہو گیا۔

"قربانی کیسی، لڑکی تو تم نے میرے لئے دیکھنی ہی تھی، بس زحمت سے بچ گئیں اور طرح طرح کی چائے بسکٹ چکھنے سے بھی۔" حسن نارمل لہجے میں کہہ کر احساس قربانی سے نکالنے کی سعی کرنے لگا، اس نے نظریں جعفری صاحب پر جما دیں۔

"فطرت کا انداز تو ساتھ رہ کر ہی ہوتا ہے، اجنبی لڑکی بھی جانے کیسی نکلے، اللہ ورد تو ہمارے حق میں اچھا رکھے، آمین۔" اس کی نظروں کا مفہوم سمجھ کر جعفری صاحب عندیہ دے کر چلے گئے تو اس کی نظریں دوبارہ حسن پہ جم گئیں۔

"نا کریں۔" لفظ آبدیدہ ہو گئے، حسن مان سے ساتھ لگا گیا۔

"پگلی! یہ تمہارا نکاح بچانے کے لئے تھوڑی کر رہا ہوں، عابس پر غصہ تھا، لیکن اس کی کہانی سن کر ٹھنڈا پڑ گیا، اس کی کنڈیشن بھی بری ہے، بڑی بہن بیٹھی ہے اور اس نے نکاح پڑھوا لیا، سوچو اسے کتنی ذلت اٹھانا پڑتی ہوں ماں بہن سے، نیچرل بات ہے بڑی بہن کی عمر نکل جائے تو ماں بہن ویسے ہی کاٹ کھانے کو دوڑتی ہیں، میں بس معاشرے میں موجود اک فیملی کو اس کشمکش سے نجات دلانا چاہ رہا ہوں، ویسے دیکھا ہے تمہاری نند کو، اتنی بری بھی نہیں ہے، بس آنکھیں ذرا مینڈک جیسی ہیں۔" حسن اتنے مدبرانہ انداز میں سب کہہ گیا کہ وہ بھی ہر کردار کا درد خود پہ محسوس کر کے چپ سی ہو گئی، آخر کے جملے پر ہنسی

UUNOVELS.COM

خواتین ڈائجسٹ

www.pklibrary.com

مارچ 2020

www.pklibrary.com

Click here

Download

www.pklibrary.com

آئی تو ساتھ پلکیں بھی نمناک کر گئی۔

''عابس کے لئے کوئی بات دل میں نا رکھنا، جذباتی ہو گیا، پریشر ونڈل نا کر سکا۔'' حسن اس کی سائیڈ لے رہا تھا، نکاح بڑوں نے پڑھوایا تھا اور وہی نبھانے کا کہہ رہے تھے تو وہ اس پر بھی راضی ہو گئی۔

☆☆☆

''شدید افسوس ہوا، تمہاری طلاق ہوتے ہوتے ٹل گئی، یہ عابس کی اک جذباتی چال تھی جس میں تمہاری فیملی اور تم آ گئی ہو، جب اسے لگا کہ ٹیڑھی انگلی سے بھی تو خاک نکلنا ہے، الٹا تم سے جڑا رشتہ بھی ہاتھوں سے پھسل رہا تو مظلومیت کا چولہ پہن کر آنسو بہا گیا۔''

تھوڑی دیر بعد ہی شارون سکندر کا تعزیتی فون کال موصول ہوا تھا۔

''تمہیں کیسے خبر کہ عابس آنسو بہا کر گئے ہیں؟'' وہ چونکی اور ارد گرد نظر دوڑا کر جائزہ لینے لگی کہ اس کے گھر میں کوئی خفیہ کیمرے تو نصب نہیں۔

''تمہارے گھر کوئی خفیہ کیمرا نہیں لگا، اتنا گھٹیا نہیں ہوں لیکن گھٹیا لوگوں کی بڑی اچھی پہچان ہے۔''

جواب پہ سکون ملا تھا، نظر کو بھی، ذہن کو بھی ورنہ تو وہ سچ میں ڈر گئی تھی۔

''عابس کیا ہیں یہ مجھے تم سے جاننے کی ضرورت نہیں ہے، وہ میرے شوہر ہیں، اچھے ہیں۔''

''اگر وہ اتنا ہی اچھا ہے تو ابھی تک تم نے اسے میرے متعلق کیوں نہیں بتایا کہ کوئی لوفر تنگ کر رہا ہے، ذرا دو چار بڑیں مار کر اسے سائیڈ لگا دیں۔'' غالباً عابس کے لئے کی گئی تعریف ناگ کی طرح محسوس ہوئی تھی، تب ہی وہ کڑے لہجے میں کڑا سوال کر گیا، وہ کچھ بول ہی نا سکی۔

''میری شکایت آپ اس سے اس لئے نہیں لگا سکتیں، محترمہ کہ آپ کو بھی پتا ہے آپ کا سچ سن کر وہ الٹا آپ پر شک کرے گا، آپ کو ذمہ دار ٹھہرائے گا اور بات شاید سچ پہ مبنی تھی تب ہی تو وہ اب تک اس کے متعلق بتا نہیں سکی تھی۔''

نکاح کے بعد عابس کے انداز اتنی تیزی سے بدلے تھے کہ وہ سوچ میں پڑ گئی تھی کہ آیا وہ قابل بھروسہ ہے بھی یا نہیں، کہیں وہ الٹی اس کے کردار پر تو انگلی نہیں اٹھائے گی۔

''شوہر پہ نا سہی لیکن اپنے باپ، بھائی پہ مکمل بھروسہ ہے کہ تمہاری شکایت کی تو مجھ سے اگلا سوال کیے بنا وہ تمہاری طبیعت پوچھیں گے۔''

وہ بلبلا گئی۔

''اس سے اختلاف نہیں رکھتا، اگر کہوں کہ میں خود شدت سے منتظر ہوں کہ تم کب باپ اور بھائی سے شکایت کرتی ہو، وہ میرا گریبان پکڑیں اور میں تمہارے عابس صاحب اور ان کی فیملی کا کچا چٹھا کھول کر رکھ دوں، ساتھ ہی اپنی عرض بھی دوں اس وعدے کے ساتھ کہ تمہیں ساری زندگی خوش رکھوں گا۔''

اس کے پاس جیسے ہر بات کا جواب پہلے سے تیار رہتا تھا، وہ تو بلبلا ہی گئی۔

''شٹ اپ! تمہاری حسرت کبھی پوری نہیں ہونے دوں گی۔''

''ظالم لڑکی!'' وہ ہنسا تھا۔

☆☆☆

وہ جعفری صاحب کے ہمراہ وردہ کو مانگنے گئی تھی اور اگلے ہفتے شادی کی بات رکھ کر فاطمہ نے انہیں حیران کر دیا تھا۔

''ہاں تو..... حسن بھی تو چلا جائے گا اک ماہ بعد، شادی کے بعد پندرہ دن تو رہ لے بیوی کے

UUNOVELS.COM

ساتھ۔" فاطمہ بیگم کے چمک کے بولنے پہ جعفری صاحب کے سارے اعتراض دم توڑ گئے، انہوں نے حسن سے مشورہ کیا تو اس نے سب کچھ ان پہ چھوڑ دیا۔

"اور سب تو ٹھیک ہے لیکن دس دنوں میں شادی کی تیاری؟ پیسے کم ہیں کہ ابھی تو نکاح کی تقریب ہوگی ہے۔" جعفری صاحب پریشان تھے۔

"بابا! شادی زیادہ گرینڈ کرنے کی کیا ضرورت ہے، بس قریبی لوگوں کو بلا لیں۔" حسن نے سمجھایا۔

"اکلوتے بھائی کی شادی اتنی ایمرجنسی اور سادگی کے ساتھ.....؟" شائل نے احتجاج کیا اسے بھی فاطمہ کی جلدی کھل رہی تھی لیکن عابس یہاں بھی ہاتھ پاؤں جوڑ کر انہیں ہاں کہنے پہ کمر بستہ تھا۔

"چلو سب کچھ بچت میں کر بھی لیں تو بری میں گولڈ کہاں سے لائیں؟" جعفری صاحب نے دھیان دلایا۔

"میں نے سارے پیسے کاروبار میں لگا دیئے ہیں، خالی ہاتھ ہوں، بعد میں بنوا دیں گے۔" حسن نے راہ دکھائی۔

"نہیں، بری دنیا دیکھتی ہے، بنی ہوگی۔" جعفری صاحب انکاری تھے، جلدی کے کھیل نے انہیں پریشان کر دیا تھا، حسن کے جانے کے دن بھی قریب تھے وہ بھی اس حقیقت کے باعث زیادہ انکار نہیں کر سکے تھے۔

"میرا گولڈ کا سیٹ موجود ہے، وہ بھابھی کو دے دیں، بعد میں مجھے بنوا دیجئے گا۔" شائل نے یاد دلا کر مسئلہ حل کرنا چاہا۔

"نہیں، وہ سیٹ تمہاری ماں تمہارے لئے بنوایا تھا، اسے کسی کو نہیں دے سکتا۔" جعفری صاحب کے انکار پہ حسن بھی چپ ہو گیا۔

"بھابھی اس گھر کی بہو ہوں گی بابا، کیا حرج ہے۔" اس نے اختلاف کیا۔

"مرحومہ زندہ ہوتی، اپنی خوشی سے دیتیں تو اور بات تھی اب مرحومہ کی نشانی جس کے لئے ہے اسے ہی ملے گا۔" جعفری صاحب کا لہجہ قطعی تھا۔

"ایسا کرتے ہیں، بری میں شائل کا گولڈ سیٹ رکھ دیتے ہیں، بعد سے بچ جائیں گے، جیسے ہی پیسے آئے فوراً سیٹ بنوا کر وردہ کو دے دیں گے، گھر کی بات گھر میں رہ جائے گی۔" حسن کی بات شائل کے دل کو بھی لگی۔

"دھوکا.....؟" جعفری صاحب گومگو کی کیفیت میں تھے۔

"دھوکا کیسا بابا، جلدی بھی تو انہیں ہے اور بعد میں ہم کون سا پیتل کا سیٹ بنوا کر دیں گے، گولڈ کا ہی ہوگا۔" حسن نے سمجھایا تو بے دلی سے مان گئے۔

☆☆☆

"سمجھایا بھی تھا کہ عابس کی بہن کو بھابھی نہ بناؤ، لیکن میری سنتا کون ہے، اچھا ہے، خود ہی اپنے پیر پہ کلہاڑی مار، آ جائے اردو بی بی گھر، تمہیں ہی اس نے دودھ سے مکھی کی طرح نکال دیا تو پھر کہنا۔"

شارون سکندر رشتہ طے ہو جانے پر اسے جھاڑ پلا رہا تھا۔

"ہماری مرضی! ہم پیر پہ کلہاڑی ماریں یا سر پہ آپ کے جگر میں کیوں درد اٹھ رہا ہے، بےچین کیوں نہیں پڑتا آپ کو جو ہر بار ذلیل ہونے کو نئے نئے نمبر سے میسج کال کرتے ہیں، برائیوٹ نمبر یوز کرتے ہیں۔" وہ ایک بار پھر جھنجھلا کر کال کاٹ گئی تھی۔

UUNOVELS.COM

"منحوس!" وہ سر پکڑ کے بیٹھ گئی تھی، سمجھ نہیں آتی تھی کہ اس مسئلے کو کیسے حل کرے۔

☆☆☆

وردہ گھر میں آ گئی تھی اور آتے ہی گھر میں اس کی اجارہ داری نظر آنے لگی، کھانا اس کی مرضی سے پکنے لگا تھا، ٹی وی پہ مووی بھی اس کی مرضی سے ہو رہا تھا، وہ خوش تھی۔ بھائی کی زندگی میں رنگ بکھرے، جعفری صاحب بھی اس تبدیلی پہ چونکے لیکن بیٹے کی خوشی کے لئے شاد تھے، حسن کے جانے کا وقت بھی آ گیا اور وہ چلا گیا، پیچھے وہ تینوں رہ گئے تھے۔

وردہ اپنے کمرے میں ہی رہتی تھی، میز تختے پر شاکل کی پکار پر آ جاتی تھی اور پھر سے غائب۔ گھر کے کاموں میں بس ذرا ذرا دلچسپی تھی ہاں بازار سے سودا سلف لانے کی شوقین تھی، جعفری صاحب نے اعتراض بھی کیا لیکن وہ بوڑھا ہونے کا احساس دلا کر انہیں گھر پہ بیٹھنے کا کہہ کر خود چل پڑتی تھی کہ آج مچھلی مارکیٹ جائے گی تو کل کپڑے لینے چلے گی۔

"آپ تو سب ٹھیک ہے نا، مجھ سے کوئی شکایت تو نہیں؟" عابس دل جوئی کر رہا تھا۔

"آپ سے کیا شکایت ہوگی، بس بھابھی اپنی من مانی زیادہ کر جاتی ہیں۔" گلہ زبان پر آ گیا۔

"گھر میں بڑی تھیں نا، پھر اماں کی لاڈلی تو بس عادت بگڑ گئی ہے، اچھا ہے نا، باہر کے کام خود دیکھ لیتی ہیں اب تمہارے بوڑھے بابا کہاں خوار ہوتے پھریں گے گرمی، دھوپ میں۔" عابس در پردہ بیگم کی سائیڈ لے گیا۔

"اتنے بوڑھے نہیں ہیں میرے بابا۔" وہ برا مان گئی۔

"اچھا بابا!" عابس ہنس دیا۔

اسی وقت کسی نے جھٹکے سے شاکل کے ہاتھ سے فون جھپٹ لیا تھا۔

"ذرا شرم نہیں ہے، سارا دن ساری رات فون سے لگے رہتے ہو، یہاں تو کسی کو کوئی کام ہے ہی نہیں، لوگ فارغ فالتو بیٹھے پہ مونگ دل رہے، تم تو کام سے لگو، دو گھڑی اماں کے پاس بھی بیٹھ جایا کرو، گلہ کر رہی تھیں مجھ سے کہ تم ان کے پاس بیٹھنا بھی گوارا نہیں کرتے، اب سے کام آ گئے اور رخصتی کروا لیتا، پھر آرتی اتارتے رہنا۔"

شاکل ابھی حیران ہی ہوئی تھی کہ روز فون کو گھور گھور کر دیکھنے والی وردہ نے آج کارروائی کر دی تھی، عابس کو باتیں سنائی جا رہی تھیں، عابس بھی اچانک بہن کی آواز پہ ٹھٹکا سا گیا تھا۔

"خود تو کسی کام کی ہو نہیں، میرے بھائی کو تو بے کار نہ کرو، ایسی بھی کیا آگ لگی ہوئی ہے کہ ہر وقت فون سے جڑی رہتی ہو۔"

کال کاٹ کر سیل فون بیڈ پہ پھینکتے وردہ کڑے کڑے تیوروں سے استفسار کر رہی تھی، وہ اپنے شوہر سے بات کر رہی تھی لیکن وردہ بھائی ہونے پر حق جتا رہی تھی اور جیج ہی تو دھاڑ رہی تھی، شوہر اس کی آواز پہ ایسے بیٹھ گیا تھا اور دوبارہ کال کرنے کی اس میں ہمت بھی نہیں ہوئی تھی۔

☆☆☆

کھلنے لگے تھے جوہر کے وردہ بیگم کس قول و فعل کی عادی ہیں اور ان کے گھر میں کتنی مہذب زبان بولی جاتی ہے، وہ چڑا رہا تھا۔

"بچ کے رہنا اس سے۔" اگلا مشورہ فون کی صورت بجا تھا، اس نے وائی فائی ہی نوچ کے پھینک دیا۔

وردہ کی زبان درازی نے دونوں باپ بیٹی

کو چپ کروا دیا تھا، ابھی وہ اس کی کال کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی کہ وہ کیسے سب جانتا ہے جعفری صاحب کی پکار پہ باہر نکل آئی۔

"جی بابا!"

جعفری صاحب دروازے پہ کھڑے تھے اور اک عجیب سا آدمی دروازے سے جھانک رہا تھا۔

"تم نے دو دن پہلے سبزی ادھار لی تھی؟ سبزی فروش پیسے مانگنے آیا ہے۔" جعفر صاحب حیرانی کے ساتھ پوچھ رہے تھے، اس کے چہرے پہ تحیر پھیل گیا۔

"نہیں، میں کب سبزی لینے جاتی ہوں۔" وہ انکاری تھی۔

"میری بیٹی انکار کر رہی ہے، تم غلط گھر آ گئے ہو۔" جعفر صاحب نے دروازہ بند کرنا چاہا۔

"او بھائی کیوں دماغ خراب کر رہا ہے، تمہارا نام ہی شائل ہے نا؟" سبزی والا دروازہ پہ ہاتھ رکھ کر بند کرنے سے روک کر شائل سے استفسار کرنے لگا۔

"جی!" وہ حیران ہوتی ہامی بھر گئی۔

"دیکھا، یہی شائل ہے، ہم کیسے غلط گھر میں آ گیا۔" خان فاتحانہ انداز میں جعفری صاحب سے ہمکلام تھا۔

"لاؤ بی بی، چار سو نکالو۔" شائل سے تقاضا کرنے لگا۔

"میں نے تم سے کوئی سبزی نہیں لی، کیا تماشا لگا رہے ہو؟" اسے غصہ آنے لگا۔

"تم نے شکل دیکھی ہے لڑکی کی؟ میری بیٹی تو تمہیں پہچانتی بھی نہیں۔" جعفری صاحب پریشان ہونے لگے تھے۔

"او بابا، ہم کیا شکل دیکھتا پھرے گا، تمہاری بیٹی نقاب کر کے آتی ہے، ہمیشہ ہم سے ہی سبزی لیتی ہے، پیسہ نہیں تھا تو گھر سے آ کر لینے کا بول کر چلی گئی، اب مکر رہی ہے، تم اس سے پوچھو کہ سبزی کس کے گھر دے کر آئی ہے، ہمارا ٹیم خراب نا کرو۔"

سبزی فروش برا بھلا کہہ کر چلانے لگا، شائل حیران پریشان کھڑی تھی، جعفری صاحب نے تکرار سے بچنے کے لئے چار سو اسے تھمائے اور چلتا بنا۔

"یہ کیا معاملہ تھا؟" وہ حیران تھی۔

"دردو بیٹا تم نے کسی سے سبزی ادھار لی تھی کیا؟" دردو کچن سے سیب کی بائیٹ لیتے نکلی تو جعفری صاحب کسی خیال کے تحت اس سے پوچھ بیٹھے کہ سبزی، سودا وہی لاتی تھی۔

"میں کیوں کسی سے چیزیں ادھار میں لینے لگی، میرا میاں شارجہ میں اسی لئے کما رہا ہے کہ میں نکے نکے کے لوگوں سے ادھار لوں۔" وہ الٹا انہیں سنا گئی۔

"سبزی فروش کی باتیں سن لی ہیں میں نے، اپنی بیٹی سے پوچھیں کیسے سبزی فروش کو نام اور ایڈریس تک بتا آئی۔" دردو ایسی نظروں سے دیکھنے لگی کہ شائل خود کو ہی چور سمجھنے لگی۔

"شائل کیوں جھوٹ بولے گی، گھر کا سامان تو تم ہی لاتی ہو، اسی لئے پوچھا۔"

"لاتی ہوں تو کیا برائی کر دی، آپ کا ہی ہاتھ بٹا رہی ہوں، تعریف کی بجائے آپ الٹا سنا رہے ہیں اور شائل جھوٹ نہیں بولتی تو آپ کے خیال میں، میں جھوٹی ہوں؟" دردو چڑھ دوڑی تو جعفری صاحب ہی چپ ہو گئے۔

"بابا کا یہ مطلب نہیں تھا بھابھی، پہلے کبھی ہمارے گھر ایسا ہوا جو نہیں۔"

"نہیں ہوا تو اس سبزی فروش سے جا کے پوچھو اب کیوں ہوا؟ کیوں تمہارا نام لے کر پیسے

UUNOVELS.COM

ماتھنے آ گیا۔" وردہ چمک کے بولی۔

"بس بحث ختم کرو، بہو اب سے تمہیں گھر کا سودا سلف لانے کی ضرورت نہیں ہے، میں کر لوں گا یہ کام۔" جعفری صاحب ناگواری سے فیصلہ سناتے تو وردہ بھی منہ بنا کر کے چل دی۔

☆☆☆

"نئے پرنسپل کی تقرری مبارک ہو۔"

دو روز بعد وہ خوشخبری دے رہا تھا، وہ بے طرح چونک گئی، پرنسپل کے کلاس لینے کے بعد وہ اگلے روز ڈرتے ڈرتے کالج گئی تھی پھر سے شارون سکندر کی موجودگی اس کا تماشا نا بنا دے، سہیلیوں نے بلاوے پہ کریدا بھی تھا، مگر وہ ٹال گئی تھی، معمول کے بلاوے سے موصوم کر گئی۔

"کہیں شارون سکندر کی وجہ سے کسی نے کمپلین تو نہیں کر دی تھی؟" فہمی دوست کم جاسوس زیادہ تھی، اس کے استفسار پہ شنائل دل ہی دل میں شارون کو کوستی نفی میں سر ہلا گئی، فہمی اور باقی سب تو چپ ہو گئی تھیں لیکن کالج کی بجائے شارون سکندر کو اسٹاپ پہ دیکھ کر سب نے اس کی بات کا کتنا یقین کیا تھا، وہ جاننا نہیں چاہتی تھی۔

اس سے اگلے دن نئے پرنسپل کی آمد کی بازگشت ہوئی، وہ چونک گئی لیکن اتفاق جان کر سر جھٹک گئی، اس کی دانست میں تقرر اور تبادلے تو ہوتے رہتے تھے، لیکن شارون سکندر کی مبارک باد پہ ٹھٹک گئی۔

"تم نے کروایا؟"

"کرنے سے پہلے بتایا تو تھا، تمہیں جھوٹ لگا ہو گا۔" اس کی حیرانی پہ مزا لے رہا تھا۔

"کتنوں کے تبادلے اور سینڈ کرواؤ گے؟" وہ جل ہی تو گئی۔

"تمہاری طرف انگلی اٹھانے والے کا ہاتھ جسم سے الگ نہ کر دوں یہ تو پرنسپل تھا، جس نے کرسی کا فائدہ اٹھا کر تمہیں دو چار باتیں سنا دیں، اب ترستا رہے گا ساری زندگی کرسی کے لئے، کرپشن جعلی ڈگری کی پیشیاں بھگتا پھرے گا۔" اعتماد قابل دید تھا۔

☆☆☆

شارون سکندر کی بڑھتی حرکتوں سے وہ خوفزدہ ہونے لگی تھی، وہ اس کے لئے مرنے مارنے کو تیار تھا وہ اس کی دیوانگی سے ڈرنے لگی تھی، بار بار سوچا تھا کہ حسن اور جعفری صاحب کے کانوں میں بات ڈال دے، جانے عابس کے متعلق اس کے پاس کیا ثبوت تھے کہ اسے یقین تھا سچ جان کر عابس کو کہانی سے نکال دیا جائے گا، شنائل اپنی ذات سے اپنے پیاروں کو کوئی تکلیف پہنچانا نہیں چاہتی تھی، جانے شارون سکندر عابس کو غلط کرنے کے لئے کیا جھوٹ گھڑ کے لے آتا اور اس کے سگے برداشت بھی کر پاتے یا نہیں۔

ہر زاویے سے سوچنے کے بعد وہ عابس کو اعتماد میں لینے کا پلان بنا کر اس کی کال کا انتظار کرنے لگی، ابھی وہ لفظوں کو تول ہی رہی تھی کہ سبزی والے کے ادھار پہ عابس اس سے تفتیش کرنے لگا، وہ اک بار تو چپ ہی رہ گئی کہ وردہ نے عابس کے کان بھر دیئے تھے۔

سبزی فروش کے بعد آن لائن سوٹ والا بھی اس کے نام پہ باتیں سنا کر چھ ہزار لے گیا تھا اور وہ سر پکڑ کے بیٹھ گئی کہ اس نے کب آرڈر کیا تھا، جعفری صاحب بھی اسے دیکھ رہے تھے اور کبھی پھینکے ہوئے سوٹ کو، جو اس نے طیش میں پھینک دیئے تھے۔

"تمہیں پسند نہیں آیا تو میں رکھ لیتی ہوں، آخر کو میرے میاں کی پردیس کی حق حلال کی

UUNOVELS.COM

کمائی سے یہ گھر چلتا ہے، ان کے خون پسینے کی کمائی میں کچرے میں تو جانے نہیں دوں گی۔" وردہ سوٹ اٹھا کر باتیں سنا رہی تھی اور پھر سوٹ لے کر کمرے میں چلتی بنی، بعد میں اس نے چار لگا کر نا صرف عابس بلکہ حسن کو بھی سب کہہ دیا تھا۔

"بابا یہ سب ہو کیا رہا ہے؟ آئے دن کوئی نا کوئی ادھار والا میرا نام لے کر آجاتا ہے۔" شائل سخت پریشان تھی، اس نے محسوس کیا تھا کہ گھر سے نکلنے پر اب لوگ اس پر نظر رکھتے تھے، اک دوسرے کو ٹہوکا دے کر اس کی طرف متوجہ کرتے تھے۔

"میرا خیال ہے ہمیں حسن کو زور دینا چاہیے کہ وہ وردہ کو اپنے پاس بلا لے۔"

جعفری صاحب دانا آدمی تھے، صبح کے نکلے شام ڈھلے لوٹتے تھے اور ان سے ذرا پہلے شائل یونیورسٹی سے آتی تھی، وردہ سارا دن گھر میں اکیلی ہوتی تھی، جانے کون آتا تھا، وہ کہاں جاتی تھی اور پھر آئے دن اس طرح کے تماشے، جعفری صاحب محسوس کر رہے تھے کہ محلے دار چبھتی نظروں سے دیکھنے لگے تھے، دبے لفظوں میں شائل کا نام بھی سننے میں آ رہا تھا، مولوی صاحب نے بھی باتوں باتوں میں بیٹی کی جلدی رخصتی کا زور دے کر ان پہ سوچ کے در کھول دیئے تھے، ان کی سوچوں کی ہر تان وردہ پہ جا کر ٹوٹ رہی تھی، لیکن بنا ثبوت کے الزام لگا کر وہ کسی فساد کو ہوا دینا نہیں چاہتے تھے کہ شائل، وردہ کے بھائی سے جڑی ہوئی تھی، اس کے رشتے پہ آنچ وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے سو انہیں یہی حل مناسب لگا۔

شائل عابس کو اعتماد میں لے کر ہر بات کرنا چاہ رہی تھی، شارون سکندر کے قصے کو آشکار کرنا چاہ رہی تھی لیکن اس سے پہلے عابس کے تفتیشی لہجے نے روک دیا۔

"آپا نے مجھے قسم دی ہوئی تھی کہ تم سے باز پرس نا کروں لیکن روز کوئی نا کوئی تمہارا نام لے کر پیسے مانگنے آ رہا ہے، ماجرا کیا ہے؟ اور یہ تم سارا دن فون پہ کس سے باتیں کرتی رہتی ہو، سارا کام آپا کے ذمہ چھوڑ کر کسے ٹائم دے رہی ہو، اب تو میں بھی کم ہی کال کرتا ہوں۔" وہ تفتیش کی بجائے الزام لگا رہا تھا۔

"بہت نئی نئی باتیں سن رہا ہوں، تمہارے حوالے سے، وہ تو شکر ہے کہ آپا تمہارے گھر میں ہیں، ورنہ مجھے تو کبھی پتا ہی نہیں چلتا تمہارا کردار کیسا ہے۔"

"کیسا ہے میرا کردار.....؟" عابس کی ساری باتیں تحمل سے سن کر آخر میں اس کا ضبط جواب دے گیا تھا۔

"چوری اور سینہ زوری؟ بجائے اپنی حرکتوں پہ نادم ہو کر معافی مانگنے کے تم میرے منہ کو آ رہی ہو، شرم آنی چاہیے تمہیں۔" عابس بک جھک کے فون بند کر چکا تھا اور وہ اس الزام تراشیوں پہ جھلتی رہی۔

☆☆☆

ہو گیا شوق پورا، ٹوٹ گیا بھرم عابس صاحب کا، جو شخص نکاح کے بعد بھی بیوی کی پارسائی کو دوسرے تیسرے کی آنکھ سے جانچے تو لعنت ہے، ایسے شخص پر۔

"کہا تھا نا، اس کی برائی، تم پر ثابت نہیں کروں گا وہ خود تم پہ کھل جائے گا، جتنی جلدی ممکن ہو وردہ بیگم کو شارجہ بھیجنے کے انتظامات کرو، تمہارا نام لے کر وہ سب سے پیسے کھا کر تمہیں بدنام کر رہی ہیں، میری برداشت سے باہر ہو رہا ہے، عورت ذات ہے، تب ہی موجود ہے، ورنہ اب

UUNOVELS.COM

تک لاپتا ہو چکی ہوتی۔" شارون سکندر کے وردہ پہ آکر ٹریک بدلنے پر وہ چونکی تھی۔

"تم کیسے جانتے ہو؟"

"میں کیا اور کتنا جانتا ہوں اس ذکر کو رہنے دو، ان نوسر باز ٹھگ، اور پیسہ بنانے کے طریقے الگ ہیں، وردہ بیگم تو اس فیملی کی بہترین کھلاڑی ہیں۔" وہ گول مول بات کر گیا، وہ ہمیشہ ہی ایسی چونکا دینے والی باتیں کر جاتا تھا کہ وہ کئی لمحے تک فون بند کرنا ہی بھول جاتی تھی، اصرار بے کار تھا، وہ اتنا ہی بتاتا تھا، جتنا ضروری سمجھتا تھا۔

☆☆☆

وردہ گولڈ کا سیٹ پہن کر سیلفی بنا رہی تھی، جب باہر سے جعفری صاحب پکارنے لگے، برا سا منہ بنا کر وہ سیٹ اتار کر باہر چلی آئی تھی۔

پیسوں کی بجائے حسن نے جاننے والے کے ہاتھوں گولڈ کا سیٹ ہی بھجوا دیا تھا، جعفری صاحب کے نام ہی بھجوایا تھا تاکہ معاملہ سہولت سے نبٹ جائے۔

"سیٹ تو بہت پیارا بھیجا ہے بھائی نے۔" وردہ آئی تو شائل کو گولڈ کا سیٹ دیکھنے اور بھائی سے منسوب جملہ سن کر وردہ کے کان کھڑے ہو گئے۔

"جی آپ نے بلایا؟" پوچھ جعفری صاحب سے رہی تھی لیکن نظریں شائل کے ہاتھوں میں موجود گولڈ کے ڈے کی طرف تھیں۔

"حسن نے سیٹ بھیجا ہے، بیٹھ کے سکون سے دیکھ لو۔" جعفری صاحب کے نرمی سے کہنے پر وہ جھٹ سے شائل کے قریب ہو کر ڈیا اس کے ہاتھ سے کھینچنے والی ہی تھی جب شائل نے خود آگے بڑھا دیا، حسن نے بھیجا ہے سن کر خوشی ہوئی تھی، پوچھنے کی زحمت بھی نہیں کی کہ کس کے لئے، اس کی عقل کے مطابق وہ اکیلی ہی میاں کے مال کی وارث تھی، تب ہی سیٹ وفور شوق سے گلے سے لگا کر انگوٹھی پہن کر خوش ہونے لگی، اس کے انداز پہ دونوں مسکرا دیئے تھے۔

"پسند آیا؟" جعفری صاحب خوشدلی سے استفسار کر رہے تھے، بالکل بہت خوبصورت ہے، وردہ فریفتہ ہو گئی تو انہیں سکون ہوا۔

"بیٹا، یہ سیٹ سنبھال کے رکھ لو اور بری والا سیٹ لا کر دے دو۔"

"کیوں؟" جعفری صاحب کے سہولت سے کہے جملے پر وردہ کی تیوری اور آنکھیں دونوں چڑھ گئیں۔

"وہ سیٹ شائل کا ہے، اس کی مرحومہ ماں اپنی زندگی میں پیسے بنوا کر گئی ہے، تمہاری شادی اتنی جلدی میں ہوئی کہ گولڈ کے لئے پیسے نہیں تھے تو ہم نے اپنی اور تمہاری عزت بچانے کے لئے شائل کا سیٹ رکھ دیا کہ جیسے ہی پیسے ہوئے بنوا دیں گے اور اب تمہارا سیٹ آ گیا۔" ساری باتیں سن کر بھی وردہ کی تیوری چڑھی رہی۔

"مانا یہ میرے شوہر نے اپنی حق حلال کی کمائی کے پیسے سے بنوا کر بھیجا اس پر، میرا حق ہے لیکن کپا بری میں رکھا گیا، سیٹ ساس، سسر کی ذمہ داری نہیں تھی؟ جب مرحومہ ساس صاحبہ بیٹی کے لئے سیٹ چھوڑ گئیں تب انہیں بہو یاد نہیں آئی کہ وہ بھی اک دن اس گھر میں آئے گی، یا انہیں بیٹے سے محبت نہیں تھی۔"

مرحومہ ساس کے لئے تیکھے بول پہ جعفری صاحب سے چین ہو کر شائل کو دیکھنے لگے تھے، وہ بھی اس کی کتر کتر چلتی زبان کے آگے بے بس نظر آ رہی تھی۔

"خیر گڑے مردے کیا اکھاڑنا، قصہ مختصر دل پہ پتھر رکھ کر یہ سیٹ تو شائل کو دے سکتی ہوں کہ میرے میاں کی کمائی کے پیسوں کا ہے، بری

UUNOVELS.COM

والا سیٹ بھول جائیں، وہ سیٹ اس سے کئی گنا بھاری ہے اور مجھے اس کا ڈیزائن بھی بہت پسند ہے۔" وردہ صفا چٹا انکار کر کے گولڈ کا ڈبا بند کر کمرے میں گئی اور اس سے ڈبل آواز سے دروازہ بند کر ان دونوں کو چونکا گئی۔

گھر میں کئی دن کشمکش کی صورتحال بنی رہی، وردہ کو راضی نہیں ہوئی، حسن نے صورتحال جاننے کے لئے فون کیا۔

تو جعفری صاحب سہولت سے سارا معاملہ گوش گزار کر گئے، حسن نے بھی ہر طرح سے رام کرنے کی کوشش کی لیکن وردہ موم نا ہوئی۔

اس ساری صورتحال کو قابو میں لانے کے لئے شائل نے کہا بھی کہ وہ نیا سیٹ رکھ لے گی لیکن جعفری صاحب کے دل کو صدمہ لگ گیا تھا تو وردہ کی بدتمیزی پہ چپ وردہ، شائل پہ بھی چوٹ کر رہی تھی، وہ جواب دے کر فساد کو بڑھاوا نہیں دے رہی تھی، عابس سے سمجھانے کی استدعا کی تو وہ الٹا دھوکا دیا تم لوگوں نے جیسی باتیں کر کے بہن کے ری ایکشن کو حق بجانب گردن رہا تھا۔

حسن دور بیٹھا تھا لیکن اسے اندازہ تھا کہ جعفری صاحب کس قدر پریشان ہوں گے، اس لئے وہ آخری وقت تک سیٹ رکھنے سے انکاری تھے، حسن ہی تھا جس نے زور دیا تھا اور اب اسے ہی وردہ سے سیٹ نکلوانا تھا، حسن نے پیار سے بات کر کے دیکھ لیا تھا، لیکن جب وردہ نا مانی تو طلاق کی دھمکی دے کر بات منوا گیا۔

"ناگن پکڑ یہ سیٹ، تیری وجہ سے حسن نے مجھے طلاق کی دھمکی دی، تیرے اس سیٹ کی وجہ سے ہمارے بیچ دراڑ آئی لیکن تو بھول جا کہ اب تجھے کبھی یہ سیٹ پہن کر دلہن بننا نصیب ہوگا۔"

سیٹ کا ڈبا اس کی گود میں پھینکتے وردہ ہذیان بکنے لگی تھی، لاؤنج میں بیٹھے جعفری صاحب بھی دنگ رہ گئے تھے، شائل تو جیسے پتھر کی ہو گئی تھی۔

☆☆☆

گھر کے گھٹن بھرے دنوں میں شائل کی دوست نے اپنی برتھ ڈے پر انوائیٹ کیا تھا، اس نے جعفری صاحب سے تذکرہ کیا تو وہ بھی تائید کرنے لگے کہ ضرور جائے، وردہ کے آنے کے بعد سے وہ کتنی پریشان ان کو اندازہ تھا، تھوڑی سی فریش ہو جائے گی اسی لئے ہاں کہہ کر شاپنگ کے پیسے بھی دیے کہ دوست کے لئے گفٹ کے ساتھ اپنے لئے بھی کچھ لے آئے۔

وردہ دو دن کے لئے میکے گئی ہوئی تھی، سو وہ آزادی سے مال آ گئی تھی۔

"زہے نصیب! ابھی تمہیں یاد کیا اور تم نظروں کے سامنے آ گئیں۔" ڈریس چیک کرتی آواز پر وہ بری طرح چونک کر پلٹی تھی، شارون سکندر اپنی ساحرانہ شخصیت کے ساتھ روبرو تھا اور اس کے گارڈز حسب معمول گن لئے ساتھ تھے۔

"اپنے کام سے کام رکھو۔" تڑخ کے کہتی وہ دوسرے رو کی طرف بڑھ گئی تھی۔

"نارمل رہو گی تو لوگ نوٹس بھی نہیں لیں گے کہ ہم ساتھ نہیں ہیں، شور مچا کر تماشا کرو گی تو ہر کوئی مڑ کے دیکھے گا۔" غیر محسوس طریقے سے قریب آ کر گویا ہوا۔

"لوگوں کے مڑ مڑ کر دیکھنے کے لئے مجھے شور مچانے کی ضرورت نہیں، آپ کی حفاظت پہ مامور فوج ہی لوگوں کو اٹینشن کر دیتے ہیں، آپ پروٹوکول کے مزے لیں اور دور رہیں مجھ سے۔"

وہ جھنجھلا کر جواب دیتی ایکسلیٹر کی طرف بڑھ گئی، فرسٹ فلور پہ پہنچ کر سلیکشن میں دانستہ دیر کر رہی تھی تا کہ وہ چلا جائے، اوپر نہیں آیا تھا تو تسلی ہوئی تھی جب اچھی طرح وقت لگا کر اندازہ ہو گیا کہ وہ جا چکا ہو گا تب بل بنواتے نیچے کاؤنٹر سے

UUNOVELS.COM

سامان وصول کرنے لگی تو وہ اک دم سے سامنے آ گیا۔

"یہ میں نے تمہارے لئے کچھ شاپنگ کی ہیں، پسند کرنے میں تم جتنا وقت تو نہیں لگاتا، امید ہے پہلی نظر میں پسند آئی چیز تمہیں بھی پسند آئے گی۔" وہ کچھ شاپنگ بیگز اس کی طرف بڑھائے کھڑا تھا، شائل جعفری آنکھیں پھاڑے اس کے اعتماد کو دیکھ رہی تھی، جیسے وہ لے ہی تو لے گی، وہ یوں منتظر تھا۔

"اٹھا کر ڈسٹ بن میں پھینک دیں۔" وہ جل گئی۔

"یہ کام تم خود اپنے ہاتھ سے کرلو، کچھ نہیں کہوں گا، تمہارے لئے لی ہیں چیزیں تم ہی استعمال کرو گی۔" بضد تھا۔

"میں تھوکنا پسند نہیں کروں گی۔" وہ چراغ پا ہوئی۔

"بہت پیار سے لی ہیں تمہارے لئے، رکھ لو۔" وہ جیسے دھتکار پہ ضبط کر رہا تھا۔

"تمہاری کسی بھی چیز کو ہاتھ لگانا حرام ہے، آج تک تمہاری بکواس برداشت کرتی رہی تو تمہیں لگتا ہے تم من مانی کرو گے؟" وہ تپ ہو رہی تھی، شارون سکندر سنجیدگی سے اس پہ نظریں جمائے کھڑا تھا۔

"ٹھیک ہے جاؤ..... یہ کیا..... اب اس سے بڑھ کر چیزیں تم تک پہنچیں گے، سوچا تھا تمہیں کبھی مشکل میں نہیں ڈالوں گا لیکن تم نے میرے ضبط کو آزمایا ہے، افسوس کرو گی اس وقت کو کہ کیا تھا جو رکھ لیتی، جاؤ اب دیر نا کرو، دیر سے لوٹنے پر بابا فکر مند ہوں گے۔" مبہم سی باتیں کر کے وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا تھا، اس کے اشارے پہ موجود محافظ جو دور ہو چکے تھے، اسے جاتے دیکھ کر دوڑتے ہوئے اس کے پیچھے لپکے تھے، ہاتھ میں موجود بیگز شاہ کے اک وفادار نے لینے کی کوشش کی تھی لیکن اس نے دوسرا ہاتھ اٹھا کر روک دیا تھا، اس کی باتوں کو سوچتے شائل، شارون سکندر کے قافلے کو تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھتے دیکھ کر ان کے قدموں کی دھمک سن رہی تھی، اس کا دل بیٹھنے لگا تھا۔

☆☆☆

وہ اتنی بزدل نہیں تھی کہ شارون سکندر کی دھمکیوں پہ لرزتی رہتی لیکن حالات و واقعات جس نہج پر جا رہے تھے اس نے اسے سوچنے پہ مجبور ضرور کر دیا تھا۔

فریحہ کی برتھ ڈے سے لوٹی تو دروازہ وردہ کو کھولتے دیکھ کر چونک گئی، اسے تو کل آنا تھا جانے آج کیسے آ گئی تھی اور اس وقت شدید حیرت ہوئی جب عابس بھی سامنے آ گیا۔

"کمال ہے، میں دو دن کے لئے میکے کیا گئی تم تو رنگ رلیاں منانے لگیں، نیا جوڑا، میچنگ کی نئی چیزیں..... اور غیر مرد کی گاڑی میں دیر سے واپسی..... واہ بھئی واہ..... دیکھ لو عابس اپنی آنکھوں سے..... وہ تو اچھا ہوا جو میں نے واپسی کی راہ لی اور تم مجھے چھوڑنے آ گئے، ورنہ تو یہ نظارہ ہمارے سامنے آتا ہی نہیں۔" ابھی وہ سنبھلی بھی نہیں تھی کہ وردہ نے بس میں چنگاری چھوڑ دی۔

"بھابھی میں فریحہ کے ساتھ آئی ہوں، اس کے بھائی ڈرائیو کر رہے تھے، فریحہ نے آپ کو ہاتھ بھی ہلایا۔" صفائی دیتے وہ عجیب سی ہو گئی، عابس کی گھورتی نظریں الگ حیران کر رہی تھیں۔

"ہاں تو تمہیں ہماری آنکھوں میں دھول بھی تو جھونکنا تھا۔" وردہ کی اپنی ہی منطق تھی۔

"کسی کی اجازت سے سہیلی کی سالگرہ پہ گئی

UUNOVELS.COM

تھیں؟" عابس بگڑا۔

"بابا کو پتا تھا۔"

"تمہارے بھوسا بھرے دماغ میں یہ بات ابھی تک نہیں سمائی کہ نکاح کے بعد سے میں ہی تمہارا سرپرست ہوں، کہیں آنے جانے کے لئے تمہیں مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت ہے؟" عابس زہر خند ہوا۔

"کیا ہوا؟" اسی وقت نماز پڑھ کر جعفری صاحب بھی آ گئے تھے اور شائل کو یوں ان دونوں کی عدالت میں کھڑے دیکھ کر چونک گئے۔

"ہونا کیا ہے، میرے بھائی کی عزت کو آپ کی بیٹی غیر مردوں کی گاڑی میں سیر سپاٹے کر کے روند رہی ہے۔" وردہ بات کو غلط رنگ دینے لگی تھی، شائل نے انہیں حقائق سے آگاہ کیا تو جعفری صاحب انہیں سمجھانے لگے۔

"آپ کے گھر کے جو طور طریقے تھے وہ ختم ہو گئے، اب سے شائل کو وہی کرنا ہوگا، جو میں کہوں گا، اب سے کہیں بھی آنے جانے سے پہلے مجھ سے اجازت لینا ہو گی۔" جعفری صاحب کی بات کاٹ کر عابس اتنی درشتی سے بولو کہ کئی لمحے تک دونوں اپنی جگہ ساکت ہو گئے، وردہ کے لبوں پہ استہزائیہ مسکراہٹ آ گئی تھی، عابس ناراض ہو کر جا چکا تھا۔

"شائل، کردار کی بالکل اچھی نہیں ہے، تم لعنت بھیجو اس پہ، میں نے اماں سے کہہ دیا ہے، تمہارے لئے کوئی اچھی لڑکی ڈھونڈیں، شادی کرو اور خوش رہو، شائل بیوی بن کر رہنا قبول کرے سوکن کے ساتھ تو رکھ لینا ورنہ طلاق دے دینا۔" وردہ عابس کو فون پہ "سمجھا" رہی تھیں۔

"طلاق دے دوں اور آپ کی شادی؟ وہ بھی تو متاثر ہو گی۔" عابس تذبذب کا شکار تھا۔

"میرے لئے اپنی زندگی خراب نا کرو، حسن تو سمجھو میری مٹھی میں ہیں، بہن کی آوارگی کی داستان سن کر کون غیرت مند بھائی ساتھ دے گا، میری فکر نا کرو، بس ہاں کر دو، اپنی پسند سے کر کے دیکھ لیا، اب ہماری پسند آزما کر دیکھ لو کہ ماں بہن کی پسند کتنی اچھی ہوتی ہے۔"

"ٹھیک ہے، دیکھیں آپ لوگ لڑکی شائل کو ساتھ رہنا ہوا تو رہے گی ورنہ پھر طلاق ہی سہی، غلطی کی اس کا انتخاب کر کے۔" عابس بھی وردہ کی بولی بولنے لگا تھا۔

وردہ نے لگے ہاتھوں جان پہچان کی کتنی ہی لڑکیوں کی تصویریں واٹس ایپ کر دیں جس میں سے اک عابس کو پسند بھی آ گئی تھی، وردہ فاطمہ کو خوشخبری سنا کر لڑکی والے کو فون کر کے وقت لینے کا سوچ رہی تھی۔

☆☆☆

"انسان کو انتخاب سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے، نجانے کب وہی انتخاب بھاری پڑ جائے۔"

حسن کی کال آئی تھی، وردہ نے رو رو کر شائل کی من مانی، غیر مردوں کے ساتھ گھومنے پھرنے اور ادھار لینے کی کہانی اس طرح سنائی تھی کہ حسن اس کے دام میں آ گیا تھا۔

"ماں عمر ہے ہے نہیں، شائل کے دل میں جو ہوتا ہے کرتی ہے، کسی کے روک ٹوک کا ڈر جو نہیں، آپ دور بیٹھے ہیں، اس کے رنگ ڈھنگ نہیں دیکھ سکتے، بابا جاب پر ہوتے ہیں، یونیورسٹی کے بہانے جانے کہاں کہاں ماری پھرتی ہے، اکثر لیٹ آتی ہے سہیلی کی سالگرہ میں جاتا تھا تو مجھے بھی ساتھ لے جاتی، میں بھی تو گھر کا فرد تھی، لیکن کباب میں ہڈی کون پسند کرتا ہے، سہیلی کا بھائی لٹو ہو رہا تھا، عابس نے یہ سب کیسے برداشت کیا میری خاطر، میں جانتی ہوں کل کو آپ کی بہن کی حرکتوں پر اسے طلاق ہو جائے تو

UUNOVELS.COM

آپ تو مجھے بھی فارغ کر دیں گے نا۔"

"بہن کے لئے ہی تو آپ نے مجھ سے شادی کی ہے، آپ کو مجھ سے لگاؤ ہی کہاں ہے، لیکن ان سب میں مجھ بے گناہ کا کیا قصور؟" وردہ نے اس طرح جال بچھایا تھا کہ حسن اس میں پھنس گیا، اسے گھنٹوں بہلاتا رہا کہ شائل کی وجہ سے ان کے رشتے پہ کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

اس کے بعد حسن نے شائل کی ٹھیک ٹھاک کلاس لے کر جعفری صاحب سے بھی گلہ کیا تھا، کہ وہ شائل پہ نظر نہیں رکھ پا رہے، حسن کے انداز اور لہجے نے دونوں کو سمجھا دیا تھا کہ کچھ بھی کہنا بے کار تھا، لیکن دونوں ملول تھے، تب ہی جعفری صاحب وردہ کے انتخاب کو غلطی سے تعبیر کرنے لگے، شائل کے پاس تو بولنے کو کچھ تھا بھی نہیں، وہ گہرے صدمے میں تھی، پہلے وردہ عابس اور اب اس کا سگا ماں جایا، اس پہ انگلی اٹھا رہا تھا، اس کے لئے ڈوب مرنے کا مقام تھا۔

☆☆☆

"ارے، کون ہو بھائی، تم لوگ؟" وردہ کی تیز آواز سنا دی تو دونوں ہی اپنی اپنی جگہ سے چونک کر تیزی سے باہر آئے۔

"ہو کون تم لوگ، اور کیا ہے یہ سب؟" وردہ دروازے پہ کھڑی چیخ رہی تھی، چند لوگ اک لائن میں آ کر سامان رکھنے لگے تھے، ان کے ہاتھ میں مختلف ٹوکریاں اور تھال کپڑوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔

"یہ کیا، اس سے بڑھ کر چیزیں تم تک پہنچیں گی۔" بازگشت پہ شائل دیوار سے جا لگی تھی۔

"کس لئے لائے ہو یہ سب اور کیوں؟ یوں گھر سب گھسنے کی تم لوگوں کی ہمت کیسے ہوئی۔" جعفری صاحب کو بھی یہ منظر متحیر کر گیا۔

"ہم سکندر صاحب کے ملازم ہیں اور یہ سب شارون سکندر صاحب نے شائل میم کے لئے بھیجا ہے۔" ملازم مودب ہو کر تفصیل بتانے لگا۔

"کون شارون سکندر، ہم کسی شارون کو نہیں جانتے اور وہ کیوں شائل کے لئے یہ سب بھجوانے لگا، اٹھاؤ انہیں اور واپس لے جاؤ۔" جعفری صاحب سخت آواز میں بولنے لگے۔

"ہمیں صرف پہنچانے کا ٹاسک دیا گیا تھا، اللہ حافظ۔" ملازم ادب سے جواب دے کر چلتے بنے تھے، جعفری صاحب تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے تھے تب تک ملازم بڑی سی گاڑی میں بیٹھ کر نکل گئے، وردہ حیرت سے اک اک تھال کو کھول کر دیکھ رہی تھی، قیمتی جوڑے جوتی، گولڈ کے کئی سیٹ، گولڈ کی چوڑیاں، مٹھائی، فروٹس، وردہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں تو شائل گرنے کے قریب ہو گئی تھی۔

☆☆☆

"پوچھیں اپنی بیٹی سے، نکاح کے بعد بھی کس سے رشتہ جوڑ رہی ہے جو اگلے نے اٹھا کر بری ہی بھیج دی۔" وردہ نے اک لمحے کی دیری کیے بنا عابس کو فون کھڑکا دیا تھا، تمام چیزوں کی تصویر بنا کر حسن کو واٹس اپ کر دیا، حسن نے اگلے لمحے کال کر کے شائل کو باتیں سنائی تھیں، ابھی وہ صفائی بھی پیش نہیں کر سکتی تھی، کہ عابس کے ساتھ فاطمہ واویلا کرتی آن پہنچیں اور اب شائل ان کی عدالت میں سر جھکائے کھڑی تھی۔

تینوں بڑھ چڑھ کے بول رہے تھے، جعفری صاحب اک دم چپ سے ہو گئے تھے، انہیں اپنی بیٹی پر پورا بھروسہ تھا، لیکن شائل کی مجرمانہ خاموشی ظاہر کر رہی تھی، شارون سکندر کا نام اس کے لئے نیا نہیں۔

UUNOVELS.COM

"سچ کیا ہے شنائل؟" جعفری صاحب ضبط کر رہے تھے۔

"ہاں اتنی ہی تو تم حور پری ہو جو وہ دیکھتے ہی پاگل ہو گیا۔" اس نے ساری سچائی بیان کر دی تھی، بس ورودہ اس کی خوبصورتی سے خائف ہو کر بلبلا کے رہ گئی۔

"اتنی مہنگی چیزیں کوئی بلاوجہ نہیں بھیجتا، تمہاری رضامندی ہو گی جب ہی اس نے یہ سب بھیجا ہے، اتنا عرصہ تم یہ سب چھپاتی رہیں، جانے اور کیا کچھ چھپا رکھا ہو گا۔" عابس بدگمانی سے کہتے اس کے کردار پہ سوال اٹھا گیا تھا، ضبط سے شنائل کا چہرہ سرخ پڑنے لگا۔

"طلاق دو اسی بدکردار لڑکی کو۔" فاطمہ حقارت سے کہنے لگیں، جعفری صاحب کو بازو میں درد سا محسوس ہونے لگا۔

"میری بات کرواؤ شارون سے۔" جعفری صاحب کی خواہش پہ وہ اپنا فون انہیں تھما گئی تھی۔

"آپ نے جو چیزیں بھیجی ہیں، مہربانی فرما کر واپس منگوا لیں۔" پہلی ہی بیل پہ کال ریسیو ہو گئی تھی، جس کی اسے قوی امید تھی کہ کال آئے گی، خلاف معمول جعفری صاحب کی آواز سن کر اسے کوئی حیرانی نہیں ہوئی۔

"گستاخی معاف، میں نے واپس لینے کے لئے چیزیں نہیں بھیجیں، شنائل کو چاہتا ہوں اور اس سے شادی کا خواہش مند ہوں، آپ کی اجازت ہو تو کل ہی اپنے والد کو بھیج دوں۔" اس کے اعتماد کو دیکھ کر جعفری صاحب بھی سکتے میں آ گئے تھے۔

"شنائل کا نکاح ہو چکا ہے، شاید آپ واقف نہیں۔"

"بہت اچھی طرح واقف ہوں، لیکن وہ شنائل کے لائق نہیں۔" دوسری طرف سے اطمینان بھرے انداز میں کہا گیا۔

"خدارا میری بیٹی کا پیچھا چھوڑ دو، پہلے ہی تمہاری وجہ سے اس کے کردار کی دھجیاں بکھر گئی ہیں۔" جعفری صاحب درد سے گویا ہوئے۔

"کس میں ہمت ہے جو شنائل کے کردار پہ انگلی اٹھائے، خود دیکھ لوں گا اس تیس مار خان کو، آ رہا ہوں میں۔" شارون سکندر کی تفصیلی لیکن دھیمی آواز سنائی دی تھی، آنے کا سن کر جعفری صاحب متحیر رہ گئے تھے، وہ خاموشی سے شنائل کی شکل دیکھنے لگے جو ان کی باتوں سے آنسو بہانے لگی تھی۔

"دوسرے کو باتیں سنانے کا کیا فائدہ، جب خود کی بیٹی ہی ہاتھوں سے نکل چکی۔" تینوں ہی اپنی اپنی بولیاں بول رہے تھے، جعفری صاحب کی بات سننے کو کوئی تیار نہ تھا۔

"جی تو چاہ رہا ہے، اس بدکردار لڑکی کو ابھی اور اسی وقت منہ پہ طلاق دے ماروں۔" عابس قہر بار نظروں سے شنائل کو دیکھ کر عالم غرور سے بول رہا تھا۔

اسی اثناء میں دروازے پہ دستک ہوئی تھی، دروازہ کھلنے پر یکے بعد دیگرے چھ گارڈز تیزی سے اندر داخل ہوئے تھے، ان کے ہاتھوں جدید گن دیکھ کر ورودہ اک دم سے پیچھے ہٹی تھی، ساری تیزی طراری ہوا ہو گئی تھی۔

"السلام علیکم!" گارڈز پوزیشن میں کھڑے ہو چکے تھے اور ان کے بیچ شارون سکندر داخل ہو چکا تھا، بلیک جینز ٹی شرٹ اور بلیک جیکٹ میں گلاسز آنکھوں سے ہاتھ میں منتقل کرتے اس نے سلامتی بھیجی تھی۔

"میں شارون سکندر!" ورودہ، فاطمہ اور عابس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں، تھیں تو

UUNOVELS.COM

جعفری صاحب بھی چونکے بنا نہیں رہ سکے تھے۔

اس کا بھیجا گیا سامان، تینوں کے غضب ناک چہرے جواب حسرت میں ڈھل گئے تھے، مجبور باپ جو بیٹی کی صفائی میں ادھ موا ہو چکا تھا، روتی ہوئی شنائل، جو اسے غصیلی نظروں سے دیکھ رہی تھی، اب نظر میں وہ سب بھانپ گیا تھا۔

"تم لوگ باہر ویٹ کرو۔" ہاتھ بڑھا کر اک گارڈ سے فائل لے کر انہیں ہدایت کی تو وہ سب مودب انداز میں باہر نکل گئے، شارون سکندر چند قدم چل کر آگے آیا تھا، وہ شاید کوئی ساحر تھا جس کی سحر انگیزی نے ان سب کی بولتی بند کر دی تھی۔

"کون شنائل کے کردار پہ انگلی اٹھا رہا ہے؟" امپورٹڈ جوتے کی ایڑی کے بل گھوم کر اس کا رخ ان تینوں کی طرف ہو گیا۔

"کس حیثیت سے آئے ہو اس گھر میں، یا شاید آتے رہتے ہو، عیاشی کرنے۔" عابس بھڑک کر بولا حد کراس کر گیا کہ شنائل سے پیروں پہ کھڑا رہنا دوبھر ہو گیا، وہیں دوسری طرف شارون سکندر جو جینز میں اڑسا ہوا، چھوٹا سا جدید پسٹل نکال کر اس تیزی سے آگے بڑھ کر عابس کی کنپٹی سے لگا دیا کہ جہاں عابس کی سانسیں رکیں وہاں سب سراسیمہ ہو گئے

"دوبارہ منہ سوچ سمجھ کر کھولنا، ورنہ شنائل کو بیوہ کرنے کا مجھے کوئی ملال نہیں ہوگا۔" اس کے سرد لہجے اور آگ بگولہ ہوتے تیور پہ عابس کا گلا سوکھ گیا، شنائل تحیر سے شارون سکندر کی جی داری دیکھ رہی تھی۔

"یہ سب کیا کر رہے ہو تم؟" جعفری صاحب پریشان ہو گئے۔

"ان جیسوں کے ساتھ جو سلوک کرنا چاہیے وہی کر رہا ہوں بابا۔" عابس کو گھور کر پیچھے دھکیلتے شارون سکندر نے اتنے اطمینان سے بابا پکار کر جواب دیا کہ جعفری صاحب حیران رہ گئے، فاطمہ جلدی سے عابس کے قریب آ کر چپ رہنے کا کہنے لگیں، گارڈز، پروٹوکول اور شارون سکندر کی پرسنالٹی نے ان کو بولتی بند کروا دی تھی۔

"بابا! شنائل نے آپ کو جو کہانی سنائی وہ سچ ہے، اتفاقاً مجھ سے ٹکرائی اور میں نے طے کر لیا کہ یہی میری لائف پارٹنر بنے گی، لیکن جب خبر ہوئی کہ چند دن پہلے اس کا نکاح ہو چکا ہے تو مجھے دھچکا سا لگا، شاید میں شنائل کو کبھی اپروچ نہیں کرتا، لیکن جب میں نے یہ دیکھا کہ شنائل کن لوگوں کے چنگل میں پھنسنے والی ہے تو ارادہ ملتوی کر دیا۔"

"بارہا شنائل کو تنبیہ کی کہ وہ دو صاحب کو بھابھی نا بنائے لیکن اس نے میری ایک نہیں سنی۔" تینوں ماں بیٹی اور بیٹے نے بے ساختہ پہلو بدلا۔

"ہمارے گھر کے معاملات سے تمہارا کیا لینا دینا۔" جعفری صاحب ٹوکنے لگے۔

"شنائل کے ناطے اس گھر کے حق میں ہونے والا ہر برا فیصلہ روکنا میرا فرض تھا بابا۔" پسٹل جینز میں واپس رکھ کر وہ جعفری صاحب کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھ گیا تھا۔

"یہ فائل ان ٹھگ اور دو نمبری لوگوں کے کارناموں کے ثبوت سے بھری ہوئی ہے، عابس جسے آپ نے داماد بنایا، یہ پہلے بھی اک لڑکی کے در تک بارات لے جا کر عین نکاح کے وقت یہ اور اس کی فیملی نے گاڑی کی ڈیمانڈ رکھ کر لڑکی والوں کو بلیک میل کیا اور لڑکی والوں نے بدنامی قبول کرنا بہتر سمجھا لیکن ان کے لالچ کے آگے گھٹنے نہیں ٹیکے، یہ ہے وہ نکاح نامہ جس میں اس لڑکی کے سگنیچر تک موجود ہیں، کہیں گے تو اس

UUNOVELS.COM

کی فیملی کو گواہ بنا کر بھی لے آؤں گا۔"

وردہ اور فاطمہ بیگم کل بھی ایک لڑکی دیکھ کر آئی ہیں تاکہ عابس صاحب کی تیسری شادی کر سکیں، کیونکہ انہوں نے حسن بھائی سے نکاح پڑھوا کر اپنی بیٹی کو شادی شدہ تو کروا ہی لیا ہے، اس بدکردار بیٹی کو جو دس سال قبل اپنے آشنا کے ساتھ گھر سے بھاگ کر کورٹ میرج کر چکی تھی اور اک بچے کی ماں بھی ہے، بچے کو باپ کے حوالے کر کے فاطمہ بیگم نے طلاق دلوائی کہ انہیں یہ داماد پسند نہیں تھا اور وردہ بیگم کے سر سے محبت کا بھوت اتر چکا تھا، حسن بھائی کو دیکھ کر انہوں نے شائل کو مہرہ بنا کر آپ سب سے بات منوائی، اگر یہ مکر گئے تو وردہ کے ساتھ شوہر اور بچے کو بھی سامنے لا کھڑا کروں گا، فائل میں دونوں کی تصاویر ہیں اور وردہ کے نکاح کے ثبوت بھی۔"

شارون سکندر فائل سے اک اک چیز نکال کر پیش کر رہا تھا، تینوں کو تو جیسے سکتہ ہو گیا تھا، شائل اور جعفری صاحب شاکڈ ہو کر اک اک چیز کو دیکھ رہے تھے۔

"یہ سب جھوٹ ہے۔" عابس منمنایا۔

"کروں ابھی واحد صاحب کو کال، پوچھوں ان سے کہ کیسے تم نے لالچ میں نکاح کے پیپر پر سائن نہیں کیے، یا پھر اپنے گارڈز سے کہوں تمہاری طبیعت پوچھ کر سچ اگلوائے، کہو تو پولیس کی خدمت بھی لے سکتا ہوں، کئی آپشنز ہیں، بہتر ہے، سچ خود ہی اگل دو۔"

شارون سکندر گردن موڑ کر اتنی سختی سے بولا کہ تینوں کا پتا پانی ہو گیا، ان کا مکر و فریب ان کے چہروں سے عیاں تھا۔

"یہ سب.....!" جعفری صاحب حقیقت سن کر دل پکڑ کر بیٹھ گئے تھے۔

☆☆☆

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے، اگر میرے بابا کو کچھ ہوا تو، میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی۔"

جعفری صاحب کو بازوؤں میں درد سا محسوس ہوا تھا، شارون سکندر نے سرعت سے انہیں ہاسپٹل منتقل کیا تھا، وردہ، فاطمہ اور عابس تو وہیں کھڑے رہ گئے، جب کہ وہ جعفری صاحب کے ساتھ ہاسپٹل آئی تھی، شارون کی وجہ سے انہیں فوراً ایمرجنسی میں منتقل کر دیا گیا تھا، شائل روتے ہوئے اسے مورد الزام ٹھہرا رہی تھی۔

"سچ کبھی نا کبھی تو ان کے سامنے آنا ہی تھا اور اس وقت انہیں مزید دھچکا لگتا جب انہیں تمہاری بربادی پر بھی رونا پڑتا، انشاء اللہ کچھ نہیں ہوگا بابا کو۔" وہ سمجھاؤ سے سمجھا کر دلاسا دے رہا تھا اور ڈاکٹرز نے آ کر خوشخبری دی کہ ہارٹ اٹیک نہیں ہے، معمولی سا انجائنا پین ہے جو جلد ٹھیک ہو جائے گا، شائل کی جان میں جان آئی تھی۔

کئی گھنٹوں کی اچھی سی ٹریٹمنٹ لے کر جعفری صاحب گھر لوٹ آئے تھے، لیکن کس قدر صدمے میں تھے، وردہ عابس اور فاطمہ منظر سے غائب ہو چکے تھے۔

"آپ بالکل فکرمند نا ہوں، شکر ادا کریں کہ شائل کی رخصتی سے پہلے ان کے اصل چہرے سامنے آ گئے۔" شارون سکندر ہر لمحہ ساتھ دیا تھا اور گھر آ کر بھی دلاسا دے رہا تھا۔

"یہ ساری پریشانی آپ کی مرہون منت ہے اور برائے مہربانی اب آپ جا سکتے ہیں، ہاسپٹل کا بل جلد ہی آپ کو مل جائے گا۔" سوپ کا باؤل لے کر آتی شائل غصے سے بولی تھی۔

"شائل!" جعفری صاحب ہاتھ اٹھا کر اسے روک گئے تھے۔

UUNOVELS.COM

"آپ جا کر دوسرا کام کر لیں، ممکن ہے مجھے دیکھ دیکھ کر آپ کو غصہ ہی آئے گا۔" سوپ کا باؤل استحقاق سے اس کے ہاتھ سے لے کر وہ جعفری صاحب کے سامنے بیٹھ گیا تھا اور جب محبت سے پلانے لگا تو وہ انکار نا کر سکے، شائل عصیلی نظر ڈال کر باہر چلی گئی تھی، وہ بہت دیر تک بیٹھا رہا، شائل دانستہ پھر جعفری صاحب کے روم میں نہیں گئی۔

"جلے پیر کی بلی بنی کب تک چکر کاٹتی رہو گی جاؤ بابا کے پاس اور کوئی فضول بات نا کرنا ان سے۔" وہ جانے کے لئے نکلا تو وہ واقعی لاؤنج میں لیفٹ رائٹ کرتی سوچ رہی تھی کہ وہ اندر اتنی دیر سے کیا باتیں کر رہا ہوگا اور اب وہ روبرو تھا۔

"جتنی فضول باتیں آپ کر چکے اس کے بعد گنجائش ہی کہاں بچتی ہے۔" وہ بلبلا گئی۔

"بندے کی شکل اچھی ہو تو بات بھی اچھی کرنی چاہیے، چلتا ہوں۔" اس پہ اک مسکراتی نگاہ ڈال کر وہ چلا گیا تھا۔

☆☆☆

جعفری صاحب نے حسن تک ساری بات پہنچائی تھی، شارون سکندر نے تمام ثبوت واٹس اپ کر دیئے تھے، دھوکا دہی اور فریب کاری پہ حسن، وردہ کو طلاق دینے کے درپے تھا، لیکن جعفری صاحب نے ٹھنڈے دماغ سے سوچنے کا کہہ کر روک دیا تھا۔

عابس کی کوئی خبر خبر نہیں آئی تھی، شارون سکندر کے آگے کھڑے ہونے کی نا حیثیت تھی نا ہی دم، سو اس نے خاموشی سے طلاق کے پیپرز بھجوا دیئے تھے، سچ جان کر شائل بھی رشتہ رکھنے کی خواہش مند نہیں تھی، عابس کی حرکت نے مزید واضح کر دیا کہ وہ کتنا بڑا جھوٹا اور دروغ گو تھا، وردہ نے مگرمچھ کے آنسو بہا کر حسن سے معافی مانگی تھی، لیکن وردہ کی فطرت اور اس کا بیک گراؤنڈ دیکھ کر حسن نے طلاق بھجوا دی۔

شارون سکندر تقریباً روز ہی آتا تھا، اس کے گارڈز کو باہر دیکھ کر محلے میں چہ میگوئیاں ہونے لگی تھیں، لیکن کسی میں بولنے کی ہمت نہیں تھی۔

پھر جعفری صاحب نے سہولت سے آنے سے منع کر دیا، دوسرے ہی دن اس نے اپنے والد محترم سکندر صاحب کو رشتہ لینے بھیج دیا، جعفری صاحب نے سوچنے کا وقت مانگا تھا۔

وہ حسن سے مشورہ کرنا چاہ رہے تھے، حسن نے ہاں میں عندیہ دیا تھا، ساتھ ہی خوشخبری سنا دی کہ وہ اگلے ماہ پاکستان آ رہا ہے، سحر سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، سحر اس کے آفس میں کام کرتی تھی اور اس کی فیملی بھی پاکستان سے تھی، جعفری صاحب دونوں بچوں کی نئی زندگی کی شروعات ہوتے دیکھ کر خوش تھے۔

☆☆☆

"بابا اور بھائی بھلے ہاں کر دیں لیکن میں انکار کر دوں گی اور میرے انکار کو دونوں کبھی نہیں ٹالیں گے، بہتر ہے آپ خواب دیکھنا چھوڑ دیں۔" جعفری صاحب حسن سے صلاح مشورہ کر رہے تھے، ایسے میں وہ آیا تو شائل جتانا نا بھولی۔

"خواب کہاں، ہم تو تعبیریں پانے والوں میں سے ہیں۔" وہ ہمیشہ کی طرح سحر انگیزی لئے روبرو تھا۔

"جو بھی ہو، مجھے آپ سے شادی نہیں کرنی۔" وہ سر جھٹک گئی۔

"پھر کس سے کرنی ہے؟" دلچسپی سے پوچھنے لگا۔

"مجھے شادی ہی نہیں کرنی۔" لہجہ روہانسا ہو

UUNOVELS.COM

گیا، آنکھیں بھیگنے لگیں، جنہیں چھپانے کو وہ رخ موڑ گئی، جس تیزی سے سب کچھ بے نقاب ہوا اس نے اسے جذباتی طور پر ہرٹ کیا تھا۔

"ادھر دیکھو۔" وہ گھوم کر اس کی طرف آیا تھا۔

"نہیں۔" سر نفی میں ہلا گئی۔

"شائل!" اصرار ہوا، وہ بھیگی پلکیں اٹھا گئی، وائیٹ سوٹ میں ادھ کھلے بالوں اور بھیگی پلکوں کے ساتھ وہ کتنی ہی دیر تک اسے مبہوت کر گئی۔

"جانتا ہوں، مرد کی طرف سے ملنے والے دھچکے نے تمہیں بددل کر دیا ہے، میری موجودگی بھی تمہیں گراں گزرتی رہی، لیکن جب تم راضی نہیں ہو تو کیا کر سکتا ہوں، انکار کر دوں گی تو بھی تم سے غافل نہیں رہ سکوں گا، پل پل کی خبر رکھوں گا لیکن تنگ کرنے کو سامنے نہیں آؤں گا۔" ٹوٹے لہجے میں مسکرا کر کہا۔

"اور اگر کوئی اچھا لگ جائے اس سے شادی کر لوں تب.....؟" وہ بے ساختہ سوال کر گئی، کئی ثانیے دونوں کے بیچ خاموشی رہی۔

"چیک ضرور کروں گا کہ آخر اس میں ایسا کیا ہے جو مجھ میں نہیں۔" مغرور چہرے پہ مجروح مسکراہٹ شائل دیکھتی رہ گئی تھی۔

"ویسے تمہیں کس ٹائپ کا بندہ چاہیے، بتا دو، اگر نظر میں ہوا تو تمہاری مشکل آسان کر دوں گا۔" یہ سب کہنا بہت دل شکن تھا لیکن وہ کہہ گیا۔

"ہم سفر ایسا ہو جو کسی سے بیوی کے بارے میں سن کر اس سے تفتیش کرنے نا اٹھ کھڑا ہو، اعتماد کی چادر دے، بے اعتباری کے کانٹوں سے لہولہان نا کرے، اتنا جابر نا ہو کہ میں اس سے اپنی باتیں شیئر کرتے ہوئے ڈروں۔"

"یہ تو کوئی مشکل ہی نہیں مل جائے گا۔" اس کی باتیں سن کر وہ ہلکے سے مسکرایا تھا۔

"مل جائے گا نہیں، مل گیا ہے۔" ہولے سے بولی۔

"کون؟" شارون سکندر کو اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس ہوئیں۔

"تم۔" وہ جھک کر رخ پھیر گئی، شارون سکندر کے چہرے پہ روشنیاں پھوٹ پڑی تھیں، وہ سرعت سے روبرو ہوا۔

"تم راضی ہو؟ کوئی پریشر تو نہیں؟" وہ بے یقین تھا۔

"جب کے فسوں سے بڑا پریشر کیا ہو گا، دیکھا ہے، تمہاری محبت کا فسوں، کیسے میرا برا وقت آنے سے پہلے خبردار کر گئے، صرف محبت نہیں کی، میرے محافظ بنے رہے مجھے محبت کے ساتھ تحفظ اور مان ہی چاہیے تھا، ڈھنڈورا پیٹ کے اپنے با کردار ہونے کا ثبوت نہیں دے سکتی، مجھے اعتماد چاہیے، بعد میں بھی اتنا ہی جتنا ابھی کرتے ہو، عزت چاہیے کہ کسی کے انگلی اٹھانے پر تمہاری نگاہیں بدل کر میرا وجود نا چھلنی کر دیں۔" لہجہ روہانسا ہو گیا تھا۔

"تم پہ اٹھنے والی انگلی اٹھنے سے پہلے ہاتھ سے الگ ہو جائے گی، تم شارون سکندر کی عزت ہو، محبت، مان سب کچھ پورے حق دو محبت سے ملے گا، کہیں کوتاہی ہو تو بے شک میرا گریبان پکڑ لینا۔" اس کی آنکھوں کے اشک چنتے سرگوشی کی۔

"بھروسہ ہے؟" ہاتھوں کے پیالے میں چہرہ بھرا گیا۔

"یقین ہے۔" کہہ کر مان بخش گئی، اسے لگا عرصہ بعد کسی محفوظ پناہ گاہ میں بسیرا کر لیا ہو اور اب یہی آخری ٹھکانہ تھا، جہاں مان تھا، محبت تھی اور چہار سو فسوں حب تھا۔

☆☆☆

UUNOVELS.COM

ولی

مریم ماہ منیر

"نہیں، میرے لیے ابا نے فریج خریدا تھا، اس کی پے منٹ ڈیو تھی، بلکہ وہ پے منٹ تو انہوں نے ایڈوانس میں ہی کر دی تھی یہ فاطمہ نے مجھے بتایا تھا، ابا بھی نہ، سب کچھ اس سے شیئر کر رہے تھے، فاطمہ بھی نا، انکے بہت کلوز ہو گئی تھی، اس کے اس گھر میں آنے پر تو جیسے وہیاں کی بیٹی بن گئی تھی۔" صائمہ کی گفتگو میں فاطمہ کا ذکر بھی تھا، وہ بہت فاطمہ کی تعریف کر رہی تھی۔

"مذاق کر رہی ہوں، فاطمہ سچ میں دل کی بہت اچھی ہے اور ویسے بھی مجھے اس کے اماں کے پاس ہونے پر اب یہاں دوبئی آنے پر فکر نہیں ہے، وہ نہ ہوتی تو شاید میرے لئے اماں کو اکیلے چھوڑنا ممکن نہ تھا۔" ایک مرتبہ پھر سے صائمہ کی زبان پر فاطمہ کی تعریف تھی۔

کال منقطع کرتے ہی بہت سے پچھتاوں نے ولی کو اپنے حصار میں لے لیا تھا۔

☆☆☆

"اماں، آج تو ایسے نہ کہیں، میں اتنا بھی برا نہیں ہوں جتنا آپ نے مجھے بنا دیا ہے۔" منت بھرے لہجے میں ولی بولا۔

"ولی مجھے نہ ستاؤ، پہلے ہی تمہارے ابا کے جانے کا غم اپنی جان پر سہہ رہی ہوں۔"

سجاد صاحب کا چالیسواں تھا اور اماں ولی میں سرد جنگ جیسی بحث چھڑی تھی۔

"اماں میں محنت کرتا ہوں، ایسے ہی پیسہ نہیں کمایا جاتا۔" وہ ان کے قریب بیٹھا اسے منا رہا تھا، سر کے درد کی وجہ سے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے کنپٹیاں دبائیں۔

"پیسہ حلال کا ہو یا حرام کا، محنت دونوں میں لگتی ہے۔"

UUNOVELS.COM
UUNOVELS.COM

مکمل ناول

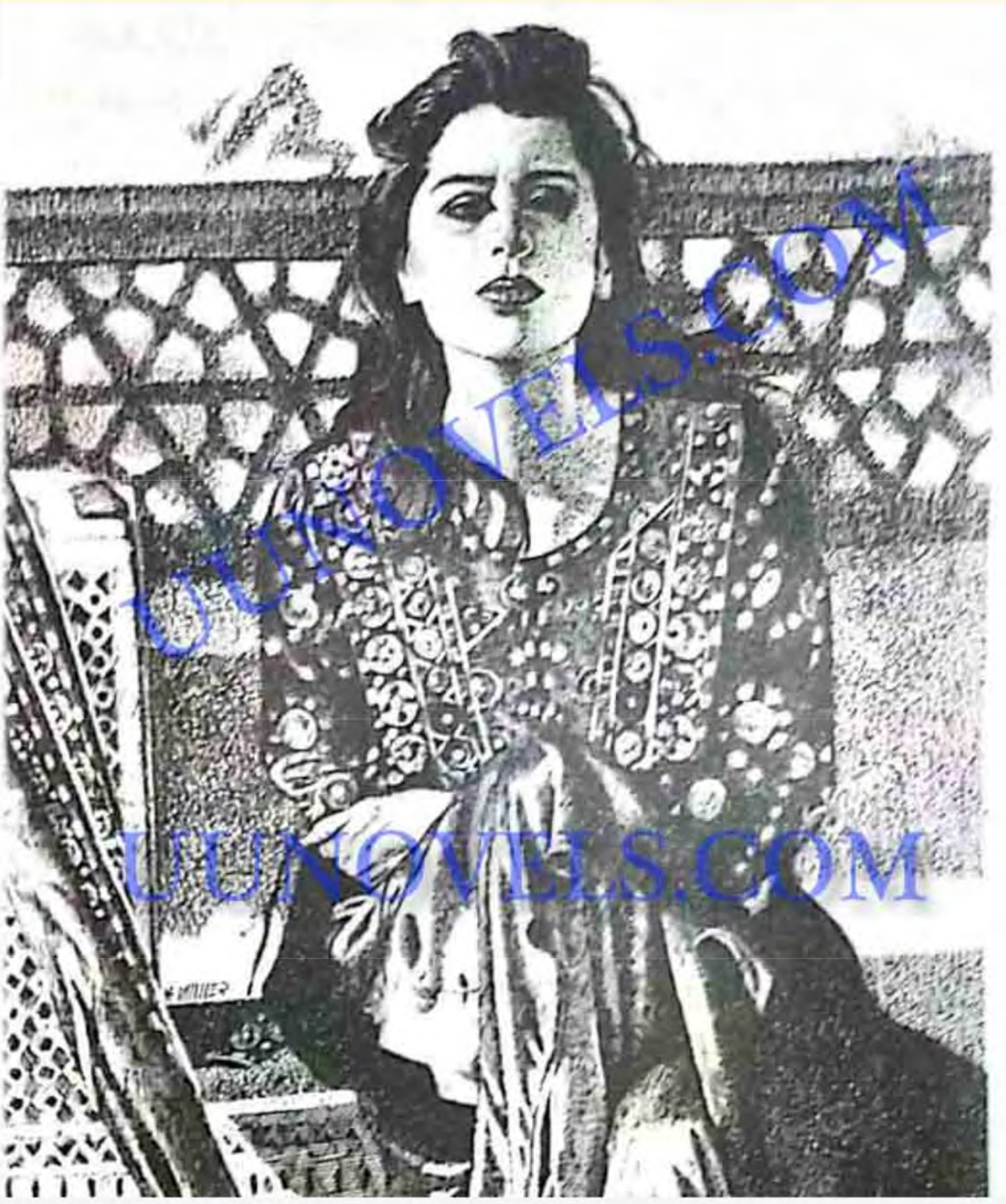
UUNOVELS.COM

''تو پھر جب محنت میں فرق نہیں ہے تو کمائی میں بھی فرق نہ کریں۔'' ولی کے چہرے پر تھکان زدہ پرشکوہ مسکراہٹ ابھری۔

''فرق محنت میں نہیں ہوئی برکت میں ہوتی ہے، حلال کی کمائی کم ہوتی ہے، لیکن برکت بہت، حرام میں کمائی زیادہ برکت کم۔'' زلیخا بیگم کا لہجہ اٹل تھا، ولی کی آنکھوں میں برہمی در آئی تھی، وہ نامراد ٹھہرایا جا رہا تھا۔

''اماں یہ بحث کسی اور وقت کے لئے رہنے دیں، مجھے ابا کے چالیسویں کا انتظام کرنے دیں۔'' ولی نے کہنا چاہا تھا، چالیسواں صرف اسکی ماں کے شوہر کا نہیں تھا، مرنے والا اسکا بھی باپ لگتا تھا۔

''تمہیں جو کرنا ہے کرو، لیکن مہمانوں اور ختم پر جو کھانا بنے گا تمہارے ابا کے پیسوں سے پکے گا۔''

''میرے دوست احباب بھی ہونگے، سسرالیے بھی لوگ ہونگے، ان کے مطابق انتظام کرنا ہے۔'' اس نے کہنا چاہا تھا، اس کی بھی عزت کا معاملہ تھا، جس گھر میں اس نے ناطہ جوڑا تھا، ان کے آگے بھی تو بھرم رکھنا تھا۔

''تمہیں اپنے باپ کے چالیسویں کا ختم دلوانا ہے یا پھر دوست احباب اور سسرال والوں کی ضیافت، پہلے یہ فیصلہ کرو۔'' زلیخا بیگم کے طعنے پر وہ جیسے اپنی جگہ تڑپا تھا، بھلیاس کے اپنے باپ سے ہزار اختلاف تھے، لیکن وہ اپنے باپ سے محبت کرتا تھا، بے پناہ محبت۔

''فاطمہ تم سمجھاؤ اماں کو، میں تو سمجھا سمجھا کر تھک گیا ہوں میری بات نہیں مان رہیں۔'' وہ بیٹا تھا، اتنا حق تو اس کا بھی تھا، کچھ فرض تو اس پر بھی لاگو تھے۔

مطلب کی باری آئی ہے تو فاطمہ یاد آ گئی۔'' زلیخا بیگم نے فاطمہ کو دودھ میں سے مکھی کی طرح نکال باہر کیا۔

''اور فاطمہ تم یہ الماری کھول کر اوپر کے خانے سے نئی چادریں نکال لو۔'' وہ اٹل لہجے میں بولیں اور پھر اٹھ کر وضو کرنے چل دیں۔

''جی اماں!''

سجاد صاحب کے چالیسویں کا ختم تھا، سارے گھر پر سوگواریت چھائی تھی، صحن میں شامیانے لگا کر مردوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا جبکہ خواتین کے بیٹھنے کی جگہ کمروں میں بنائی گئی تھی، چاندنیاں بچھا کر درمیان میں کھجور کی گٹھلیوں کا ڈھیر لگا دیا گیا تھا، رشتہ دار خواتین و مرد حضرات اور محلہ داروں و دوست احباب کی آنا جانا لگا ہوا تھا، کچھ گٹھلیاں پڑھنے میں مصروف تو کچھ نے قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے، وہ گٹھلیاں پڑھتے وقت شعوری طور پہ ایسی جگہ بیٹھی تھی، جہاں کھلے دروازے سے باہر صحن اور پھر باہر کا دروازہ نظر آ رہے تھے، ہر نئے مہمان کو صحن میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھتی تھی اس سے مل کر زلیخا بیگم سے ملوا کر پھر سے دوبارہ اپنی جگہ پر آن بیٹھتی تھی، کچھ دیر پہلے وہ اماں بی کے پاس سے اٹھ کر باہر نکلی تھی کہ اس نے ولی اور ان کے درمیان بحث ہوتے دیکھی، زلیخا بیگم نے اسے نئی چادریں نکالنے کو کہا تھا۔

صائمہ کی کال کے بعد حالات خاصے بدلے تھے، ولی اور فاطمہ کے درمیان جو سرد جنگ تھی بہت حد تک امن کے جھنڈے گاڑھے گئے تھے۔

''مجھے بہت زیادہ باتیں کرنی نہیں آتی، نہ مجھ سے معذرت پیش ہوتی ہیں، لیکن مجھے اپنے رویہ پر شرمندگی ہے۔'' نپے تلے انداز میں وہ بولا تھا، بہت دنوں سے وہ فاطمہ سے بات کرنا چاہ رہا

UUNOVELS.COM

تھا لیکن اس سے بات کرنے کا حوصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔

''میں نے غلط کیا، مجھے تمہارے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرنا چاہیے تھا، میں اس دن نشے میں تھا، ہوش میں ہوتا تو شاید کچھ صبر کر جاتا۔'' فاطمہ کی خاموشی نے جیسے اسے مزید بولنے کا حوصلہ دیا۔

''تم نے صائمہ کو یہ کیوں بتایا کہ وہ نکاح میں نے اس کے لئے بطور گفٹ لئے ہیں۔'' ان کے ذہن میں کوئی الجھن تھی جسے اس نے سوال کا روپ دیا۔

''جھوٹ تم مجھ سے بولا نہیں جائے گا اور سچ تم سن نہیں پاؤ گے۔'' اس مرتبہ فاطمہ نے دھیمے لہجے میں جواب دیا تھا۔

''مجھے سچ جاننا ہے۔'' ولی نے جیسے اصرار کیا۔

''جس لڑکی کے باپ کو ہفتہ بھی نہ گزرا ہو اس دنیا کو چھوڑے اس کی رخصتی پر اس کا، اکلوتے بھائی کا بھی کچھ اتا پتہ نہ ہو، کچھ تو امید دینی تھی اس..... اس لڑکی کو، مجھے اس وقت یہی سمجھ آیا۔'' ایک گہری سانس لئے فاطمہ بولی تھی۔

''اماں بی کو پتہ ہے؟'' ولی کی شرمندگی میں مزید اضافہ ہوا، فاطمہ سچ کہہ رہی تھی، بھائی ہونے کے ناطے اس کے کچھ فرض تھے جنہیں وہ وقتی طور پر بھلا بیٹھا تھا۔

''انہیں خیر ہے سوائے صائمہ اور اس کے سسرال کے۔''

''شکریہ فاطمہ۔''

''کہنا تو میری بھی نہیں ہے۔''

''میں یہ احسان کیسے اتار سکتا ہوں، اگر اجازت ہو تو میں پیسے آپ کو واپس کر لوں، آپ کہیں اپنے استعمال میں لے آئیے گا۔''

''میں پہلے بھی وہ پیسے اپنے استعمال میں ہی لائی ہوں، صائمہ دل سے بہن مانتا ہے، اگر ہو سکے تو صائمہ کو اس بات کی خبر نہ ہونے دینا۔'' جواب میں اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

''فاطمہ، آپ کو میری ذات سے آئندہ کوئی تکلیف نہیں اٹھانی پڑے گی، کوشش کروں گا دل سے وعدہ نہیں کرونگا، وعدہ ٹوٹ گیا تو پھر مجھ سے بار بار معذرتیں نہیں ہونگیں۔''

''شراب پینا چھوڑ دو وعدے بھی نبھانے لگو گے، وعدہ نبھانے کو انسان کو ہوش میں رہنا ضروری ہوتا ہے، شراب انسان کے ہوش چھین لیتی ہے۔'' وہ جواب میں خاموش ہو گیا تھا۔

''ولی سب خیریت ہے۔'' فاطمہ نے اسے اپنے قریب آ کر کھڑے ہوتے دیکھا۔

''ہاں نہیں، ہاں ٹھیک ہے، آپ میری ذرا بات سنیں۔'' وہ گھٹیلیاں پر تیسرا کلمہ پڑھ رہی تھی جب وہ اس کے پاس آیا، وہ مہمانوں سے الگ سے بلانے آیا تھا۔

''ہاں بولو بولو، کیا بات ہے۔'' وہ اس کے پیچھے آئی تھی۔

''اماں کو کسی طرح سمجھائیں پلیز، وہ کیوں ضد پر اڑی ہیں۔''

''بات تو بتاؤ، کیا ہوا ہے۔'' اس نے سوالیہ انداز میں ولی کو دیکھا۔

''کھانا کم پڑ گیا۔'' مختصر الفاظ میں ولی بولا، وہ خاصا پریشان دکھائی دے رہا تھا۔

''بس اتنی سی بات ہے۔''

''یہ اتنی سی بات نہیں ہے، مہمان توقع سے زیادہ ہیں مجھے لگ رہا ہے کھانا کم پڑ جائے گا۔''

''تم بے فکر ہو کر، بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھلواؤ۔'' اس کی بات سن کر فاطمہ کو جیسے سکون ہوا تھا، بات فاطمہ کے حساب سے بہت پریشان

UUNOVELS.COM

کن نہ تھی۔

''اماں ضد پر اڑی ہیں نہیں تو میں اپنے کک کو بلوا کر کھانا بنوا دوں۔''

''کھانا ضرورت سے کہیں زیادہ ہے، تم فکر نہ کرو۔'' فاطمہ نے ایک مرتبہ پھر سے اسے اطمینان دلانا چاہا۔

''سوچ لیں۔''

''کہا نا بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھلواؤ۔''

وہ پریشان تھا، حد سے زیادہ پریشان تھا۔ لیکن اس وقت کھانا کھلوانے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا، فاطمہ کی بھرپور تسلی کے باوجود بھی اس کا دل مطمئن نہیں ہوا تھا، پھر بھی نہ چاہتے ہوئے اس نے پہلی قورمہ کی دیگ کا ڈھکن کھول کر بسم اللہ پڑھی تھی۔

''کھانا ضرورت سے کہیں زیادہ تھا۔'' مہمانوں کو کھانا کھاتے دیکھ کر وہ حیران ہوا تھا۔

یونہی دوٹوک لہجے میں
بہت آسان لفظوں میں
تم مجھ سے تعلق توڑنے کی بات کرتے ہو
بہت آساں نہیں سمجھو
ابھی بھی وقت ہے سمجھو
بہت مشکل ہے یہ جانو
بہت تکلیف دہ ہے یہ مانو
تعلق توڑنے کو کہنا اور اس کا توڑنا سہنا
اتنا پرکیف نہیں ہوتا
یونہی آساں نہیں ہوتا
کہ اس کے توڑنے اور جوڑنے کے بیچ میں
جو اک ان دکھائی دیتا سلسلہ سا حائل ہے
جو لمحوں کی مسافت میں یوں طے تو ہوتا ہے
مگر اس کے درد اس کے دکھ اور تکلیف کو
لمحوں کی نہیں صدیوں کی مسافت کو طے کرنا ہوتا ہے
اگر تم اب بھی یہ کہہ دو
اور مجھ سے تعلق توڑنا چاہو
تو جان اک بات سن لو نا
بہت نادان ہو تم نا!

☆☆☆

''اماں! میں آپ کے لئے ولی سے امان اللہ کیسے بنا؟'' امان اللہ کے لہجے میں تجسس تھا، کچھ جاننے کا تجسس۔

''ولی تم کبھی بھی نہ تھے، تمہارے ابا نے غلط کیا تمہارا نام ولی رکھ کر، میں نے تب بھی منع کیا تھا جب وہ تمہارا نام ولی رکھنے چلے تھے۔'' مدہم مسکراہٹ ہونٹوں پر لئے اماں بی بولیں۔

''لیکن انہوں نے بھی ضد پکڑ لی۔'' چند لمحے توقف کے بعد وہ دوبارہ بولنا شروع ہوئیں، اس لمحے امان اللہ کو لگا جیسے وہ کسی ماضی کی یاد میں مگن تھیں۔

''تمہارے دادا کے پاس گئی تھی، تمہارے ابا کی شکایت لے کر، خدا نہیں جنت نصیب کرے، میری بات سنی، سمجھی، تمہارے ابا کی ضد بھی مانی اور میری بات کا بھرم بھی رکھا، تب سے تم ولی امان اللہ بن گئے۔'' ماضی کے دریچوں سے جھانک کر زندگی کے چند لمحے اماں بی نے حال میں لا کھڑے کیے۔

''ولی امان اللہ، تمہارے باپ اور دادا کا ملا کر دیا ہوا نام، ان کا کہنا تھا کہ تم ولی کہلا کر بھی اللہ کی امان میں رہو گے۔'' ان کی مسکراہٹ میں سکون تھا اطمینان تھا۔

''ایک مرتبہ کلثوم نے بھی یہی کہا تھا، مجھے اللہ کی امان ہے۔'' امان اللہ نے ہولے سے بولا۔

''میری بات مانو گے، میری آخری خواہش سمجھ کر۔'' کچھ جانچتی آنکھوں اور لہجے میں اماں

UUNOVELS.COM

شعاع ڈائجسٹ

www.pklibrary.com

مارچ 2020

www.pklibrary.com

Click here

Download

www.pklibrary.com

بی نے اس کے چہرے پر نگاہ ڈالی۔

"اماں آپ حکم کریں۔" ولی امان اللہ ان کے چہرے سے ان کے سوال سے ان کی جھجک جان گیا۔

جواب میں وہ ہنسی تھیں، ولی امان اللہ انہیں ہنستے دیکھ کر ٹھٹک سا گیا، ایک ماں کے چہرے پر چھائی مسکراہٹ وہ دیکھ رہا تھا، اتنی خوبصورت، پاکیزہ مسکراہٹ، اتنی شفاف، وہ اپنی ماں کو مسکراتے دیکھ رہا تھا۔

"کلثوم سے کوئی بات جاننے کا کہوں تو وہ کہتی ہے حکم کریں، بیٹے سے کہتی ہوں تو بھی حکم دینے کی بات کہتا ہے۔" خود کلامی کے انداز میں زلیخا بیگم بولیں۔

"اماں!"

"ماں سے ہٹ کر کسی عورت کا احترام کرنے کو کہوں کرو گے؟" عجیب سے سوال، کھوجتی نگاہیں، کچھ تجسس بھرا انداز اماں بی بولیں۔

"بہن کی تو کرتا ہوں، آپ کا اشارہ جس طرف ہے، میں اس کا احترام کیوں نہ کروں گا جس کا احترام مجھ پر رب نے فرض کیا ہے۔" امان اللہ کو بہت مشقت لگی تھی اماں بی کے ذہن و دل تک رسائی پانے میں۔

"اسے اپنا لو۔" ایک خواہش کا اظہار تھا جو انہوں نے امان اللہ سے کیا۔

"وہ تو کب سے اپنا لیا، تب ہی اپنا لیا تھا جب صائمہ کی رخصتی پر اس نے میری غیر موجودگی کو صائمہ کے سسرال میں محسوس نہیں ہونے دیا تھا۔" اتنا کہہ کر وہ خاموش ہوا پھر ہنسا، جیسے خود پر ہنس رہا ہو۔

"اماں آپ بھی کیا بات کرتی ہیں، میں تو خود تو اس قابل نہیں سمجھتا کہ اسی سے نظر بھی ملا

پاؤں۔" وہ شرمندہ تھا۔

ماضی کی بہت سی باتوں کو لے کر، اس کے دل میں کچھ خلش تھی، اس نے اعتراف کرنے میں دیر نہیں کی تھی، وہ زندگی میں پہلے ہی بہت دیر کر چکا تھا۔

"اس بچی نے برے وقت میں اس گھر کے مکینوں کا اپنا بن کر ساتھ دیا ہے، تمہارے ابا کے اس کے ماں باپ کے ایکسیڈنٹ میں وفات کے بعد اسے گھر لے آئے، پناہ دی، پھر تمہاری پناہ میں دیا، تمہاری طرف سے تمہارے ابا کو ہی نہیں مجھے بھی بہت سے خدشے لاحق تھے، اس نیک روح نے آج تک مڑ کر بھی ایک لفظ شکوے کا نہ بولا، تمہارے ابا کے بعد جتنا ساتھ میں دے سکتی ہوں دے رہی ہوں، میرے بعد اسے بے آسرا نہ ہونے دینا۔"

"اماں! آپ کو خدا میری زندگی بھی لگا دے، آپ کا سایہ سر پر سلامت رکھے، میں پہلے ہی بہت طویل اذیت بھری مسافت سے واپس ہوا ہوں، مجھے آپ کی ضرورت ہمیشہ رہے گی تا عمر۔"

اس نے اماں بی کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام لیا، بے ساختہ ہی جھک کر ہاتھ چومتے اس نے جیسے ان سے وعدہ کیا تھا۔

وہ وعدہ دل سے تھا۔

وہ وعدہ نبھانے کے لئے تھا۔

وہ ہمیشہ کے لئے تھا۔

امان اللہ وہ وعدہ نبھانا چاہتا تھا، اپنے دل کی تمام گہرائیوں سمیت۔

☆☆☆

"خود کو خود ہی سنبھالنا ہوتا ہے امان اللہ۔"

فرزانہ جس خاموشی سے اس کی زندگی میں آئی تھی اسی خاموشی سے نکل گئی تھی، وہ شکستہ دل تھا، وہ بھی

تھا، اذیت میں تھا۔

"کوئی نہیں آتا باہر سے سنبھالنے، اگر آتا بھی ہے تو محض تماشا دیکھنے، یہ دیکھنے کے لئے کہ آپ زندگی میں دکھ کی کون سی حد پر کھڑے ہیں، وہ کتنی اونچائی ہے اور اس چوٹی کے قریب کی کھائی کتنی گہری ہے، آپ گریں گے تو کتنی اونچائی سے کتنی گہرائی میں، یہ تعین کرنے آتی ہے دنیا، آپ کو دکھ کی اونچائی سے لے جا کر غموں کی گہری کھائی میں دھکا دینے کی۔"

وہ اسی طرح گھٹنوں میں سر دیئے ہوئے تھا، اردگرد سے بے خبر، قسمت کی ایسی مار پڑی تھی کہ دنیا سے اس کی دلچسپی رہی ختم ہوگئی۔

"اپنے دماغ، اپنی عقل سے خود کام لینا پڑتا ہے، عقل کو دماغ کے خانے میں خود فٹ کرنا پڑتا ہے۔" اس مرتبہ اس نے کلثوم کی بات پر سر اٹھایا تھا، اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔

"آپ پر ابھی گزری نہیں، جس دن گزری اس دن احساس ہوگا میری تکلیف کا۔" امان اللہ نے پینٹ کی جیب سے سگریٹ کی ڈبیہ نکالی۔

"مجھ پر گزری نہیں، میں گزار رہی ہوں، وہ دن آئے گا نہیں، وہ دن گزر رہے ہیں میری روح پر، امان اللہ صرف راتیں ہی اماوس کی نہیں ہوتیں، کچھ دن بھی سورج گرہن جیسے ہوتے ہیں۔"

اگر دکھی امان اللہ تھا تو کلثوم کے دل نے بھی دکھوں کا بوجھ اٹھایا تھا، لیکن امان اللہ کو اپنے دکھ کے سامنے اس کا دکھ بہت ہی چھوٹا محسوس ہوا۔

"آپ کو والدین اچھے ملے اس لئے۔" ڈبیہ کھول کر سگریٹ نکالی تھی، اس نے کچھ جتانے والے انداز میں کہہ کر خود کو مزید خود ترسی کے کنویں کی جانب دھکیلا۔

"والدین تو تمہارے بھی کچھ کم نہیں تھے، بس تمہیں انہیں اس نظر سے دیکھنا نہیں آیا۔" کلثوم نے اس کے ہاتھ کی انگلیوں میں دبی سگریٹ پکڑ لی۔

"آپ کا بچپن، ان تکلیفوں میں نہیں گزرا۔" کلثوم نے ہر جواب میں وہ نیا جواز نئی دلیل نکال لاتا تھا۔

"والدین، کا ویل اف ہونا انہیں اچھی کلاس میں فٹ کرتا ہے، مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی، یہ عجیب سی ڈیفینیشن ہے، اچھے والدین کی۔" یہ کہتے ساتھ ہی کلثوم نے اس کے ہاتھ سے سگریٹ کی ڈبیہ بھی پکڑ لی۔

"ہر انسان کی زندگی میں ایک لمحہ آتا ہے زندگی میں جب اس کی عقل اپنی جگہ سے کھسکتی ہے، کسی کی جلدی اپنی جگہ آجاتی ہے کسی کی دیر سے اور کچھ لوگ ساری زندگی کھسکی ہوئی عقل کے ساتھ جیتے ہیں، یہ انسان نے خود فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ اس نے زندگی کو کس انداز سے گزارنا ہے۔"

ہر انسان زندگی گزارتا ہے، زندگی کے گزرے خوشی غمی کے لمحوں میں سے تجربات اکٹھے کرتا ہے، کلثوم کی گزری زندگی کا تجربہ اس کے الفاظ کی گہرائی سے ظاہر تھا۔

"آپ باتیں خوبصورت کرتی ہیں۔" اس مرتبہ امان اللہ کے پاس موجود دلیلوں میں کمی واقعہ ہوئی تھی، وہ کسی نئی دلیل کے ساتھ بحث کو بڑھانے میں ناکام رہا۔

"زندگی ان خوبصورت باتوں سے کہیں آگے کی سوچ ہے۔"

"یہ سوچ ہی ساری فساد کی جڑ ہے۔" کہہ کر وہ باہر کی طرف چل پڑی۔

"جاتے ہوئے اس کو تو واپس تو دیتی

UUNOVELS.COM

جائیں۔" کمرے سے نکلتے وقت اس کے ہاتھ میں سگریٹ کی ڈبیہ دیکھتے امان اللہ بولا۔

"واپس دینے کو نہیں پکڑا۔" ایک سخت تنبیہی نظر اس نے امان اللہ کے چہرے پر ڈالی۔

"اور خبردار جو دوبارہ سے اس کو ہاتھ لگایا۔" قریبی دیوار کے ساتھ لگے ڈریسنگ ٹیبل کے اوپر والے دراز کو کھول کر اس نے قینچی نکالی اور پھر ڈبیہ کھول کر سگریٹ نکال کر درمیان سے کاٹ کر ڈسٹ بن میں ڈالے۔

اس تمام کاروائی کو دیکھتے ہوئے امان اللہ نے کچھ کہنے کو لب کھولے لیکن وہ کچھ بھی نہ کہہ پایا تھا، کچھ ایسی بات تھی کلثوم کے لہجے میں کہ وہ چاہتے ہوئے بھی خاموش رہا تھا۔

کلثوم کے ساتھ ہونے والی ہر بحث سے پہلے وہ سوچتا تھا کہ اس مرتبہ وہ اپنی دلیلوں سے کلثوم کو جیتنے نہیں دے گا لیکن ہر مرتبہ وہ اپنی اس خواہش کے ادھورے رہ جانے پر الجھن کا شکار ہوتا تھا، ایسی الجھن جو اسے الجھا کر اس کے وجود کو غصے سے انگارہ بنا دیتی تھی، لیکن اس مرتبہ وہ نہ الجھا تھا اور نہ ہی اسے غصہ آیا تھا۔

اس نے سکون کی لہر کو اپنی روح میں سرائیت کرتے محسوس کیا تھا۔

☆☆☆

وہ سجدے میں تھی کہ دروازے پر ناک ہوا، سلام پھیر کر اس نے مصلے پر بیٹھے بیٹھے آواز دی۔

"کون ہے؟"

"میں آجاؤں؟" امان اللہ کی آواز اس کے کانوں کے پردوں سے ٹکرائی تھی۔

"دروازہ کھلا ہے۔"

اس کے اندر داخل ہونے تک وہ دوبارہ نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئی تھی، چند منٹ بعد اس نے سلام پھیر کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

امان اللہ نے اندر داخل ہو کر اس پر نگاہ کی تھی وہ ہلکے گلابی شلوار قمیض میں ململ کا سفید شیڈو ورک کا دوپٹہ اوڑھے جائے نماز پر سامنے سینے پر ہاتھ باندھے سر جھکائے ہوئے تھی، اس کا چہرہ اس کی نگاہوں سے چھپا ہوا تھا، وہ دھیرے قدموں چلتا کمرے کی ایک دیوار کے ساتھ بچھے بیڈ تک آیا، اگلے لمحے اس کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا، گھٹنے اٹھائے، کہنیاں گھٹنوں پر ٹکائے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسائے وہ آنکھیں موند کر ان کر سر ٹکا گیا، بہت سے لمحے خاموشی سے گزر گئے تھے، کچھ دیر بعد اس نے سر اٹھا کر آنکھیں کھولیں، لاشعوری طور پر اس کی نگاہ جائے نماز پر بیٹھی کلثوم پر پڑی اور پھر جیسے وہ اسی پر ٹکی رہ گئیں تھیں۔

جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو کلثوم کا چہرہ اس کی نگاہوں سے پوشیدہ تھا اور اب وہ جس جگہ پر بیٹھا تھا وہاں سے وہ اسے سائیڈ سے دیکھ سکتا تھا، کچھ ایسا تھا اس کے چہرے پر جیسے وہ کوئی بھی نام دینے سے قاصر تھا، لیکن اس چہرے نے امان اللہ کی نگاہیں خود پر سے ہٹنے نہیں دیں تھیں، کلثوم نے دعا کے انداز میں ہاتھ اٹھائے تھے، امان اللہ اسے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا وہ چہرے پر ہاتھ پھیرے نماز سے فارغ ہوتے اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"دعا میں میرا حصہ تھا؟" اس سے پہلے کہ کلثوم اس سے کوئی سوال کرتی وہ بولا۔

"کوئی شک ہے۔" وہ زیر لب مسکرائی۔

"آپ نے یقیناً بددعا مانگی ہوگی۔" امان اللہ بھی جواب میں قدرے مسکرایا لیکن اس کی مسکراہٹ میں بے یقینی تھی۔

"امان اللہ دعا کے لئے ہی وقت کم پڑ جاتا ہے تو بددعا تو کہیں بہت پیچھے رہ جاتی ہے۔"

UUNOVELS.COM

''میں اتنا ایسا تو نہیں کہ دعا کے قابل ہوں۔'' نجانے وہ پوچھ رہا تھا یا پھر بتا رہا تھا، کلثوم ہنوز انداز میں بولی۔

''اس لیے کون برا ہو تو رب کی ذات بہتر ... ایسا ہوتا تھا کلثوم کے لہجے میں اس کی باتوں ... کہ وہ نہ سوچتے ہوئے بھی اس کی جانب کھنچا چلا آتا تھا۔

''پوچھیں گی نہیں اتنی رات گئے آپ کے کمرے میں کیا کر رہا ہوں۔''

''ضرور کسی کام سے آئے ہو گے۔'' کلثوم کا جواب سرسری تھا۔

''نہیں آنا چاہیے تھا۔''

''میں روکنے والی کون ہوتی ہوں، لیکن اب اس وقت آ گئے ہو تو۔'' یہ کہتے ساتھ ہی اس نے جائے نماز اس کی جانب بڑھایا۔

''جانتی ہیں آپ میں اللہ سے ناراض ہوں۔'' امان اللہ تھوڑا پیچھے کو ہٹا، لہجے میں قدرے ناگواری تھی۔

''یہ جانتے ہوئے بھی کہ تم ہمیشہ سے اللہ کی امان میں ہو۔'' اگر وہ اپنی جگہ سے پیچھے ہٹا تھا تو کلثوم اپنی جگہ پر قائم تھی، اپنے موقف پر ڈٹی ہوئی۔

''آپ اسی لئے مجھے ہمیشہ سے امان اللہ بلاتی ہیں۔'' اس کی رات کے جواب میں گہری تائیدی نگاہیں اس نے کلثوم کے چہرے پر ڈالیں۔

''شاید۔''

''میں آپ سے باتیں کرنے آیا تھا، نیند نہیں آ رہی تھی۔'' نہایت ہی سادگی سے اس نے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔

''پہلے اللہ سے تو بات کر لو۔'' جواب میں کلثوم خوش دلی سے مسکرائی۔

''میں ناراض ہوں۔'' وہ خفا لہجے میں بولا۔

''اللہ تو ناراض نہیں، تمہیں بات نہیں کرنی نہ کرو، وہ تمہاری مرضی، رب کو انکار نہیں، لیکن تم اس کے پاس بیٹھ تو سکتے ہو، اس بات سے انکار تو تمہارا ابھی نہیں بنتا۔''

''وضو نہیں کیا۔'' اسے بہانہ سوجھا تھا۔

''اللہ سے ناراض ہو اور اس کے پاس بیٹھنے کے لئے بھی وضو کی پرواہ ہے۔'' کلثوم نے بھی جیسے اس سے اپنی منوانے کی ضد باندھ لی تھی، وہ جواب میں ... لا جواب ہوا تھا۔

''میں پریشان ہوں، مجھ سے پریشانی کی وجہ نہیں پوچھیں گی۔'' وہ کلثوم کی بات نظر انداز کرتے بولا۔

''پریشانی کی وجہ جاننا انسان ضروری سمجھتا ہے، اللہ کو نہ بھی کہو تو بھی وہ جانتا ہے، بن کہے سمجھتا ہے۔''

''لیکن حل نہیں بتاتا۔'' ایک نیا شکوہ، وہ اللہ سے لئے بیٹھا تھا۔

''اس پریشانی میں، کس مشکل کی نجات ہے، مصلحت تو وہی ذات بہتر سمجھتی ہے۔''

''آپ کے پاس ہر بات کا جواب ہے۔'' وہ زچ ہوا تھا، بے ساختہ ہی کلثوم کی ہنسی چھوٹ گئی۔

''کہاں جا رہی ہیں؟'' وہ کمرے سے باہر کی جانب بڑھی۔

''تمہارے لئے کچھ کھانے کو لے آؤں۔''

''میں کھا کر آیا ہوں۔''

''نظر آ رہا ہے صورت سے، کتنا پیٹ بھرا ہے، جو تھوڑا بہت کھایا ہو گا دردسری میں وہ بھی ہضم ہو گیا ہو گا اب تک۔'' کلثوم کا انداز ہنوز خوش دلی لئے ہوئے تھا۔

''آپ کو کیسے پتہ چلا مجھے سردرد ہے۔''

UUNOVELS.COM

''چہرہ پر پھیلا درد بتا رہا ہے۔''

''چہرے پڑھنے آتے ہیں آپ کو۔'' امان اللہ بات سے بات نکال کر جیسے اسے کمرے سے جانے سے روکنا چاہ رہا تھا۔

''تم بیٹھو آلو گوبھی، اماں بی نے پکائی تھی دوپہر میں، جلدی سے پھلکا ڈال کر لاتی ہوں۔''

''نہیں آپ بریڈ کے ساتھ لے آئیں، دو توسٹ۔''

کچھ دیر بعد وہ کمرے میں کھانے سے بھی ٹرے اٹھائے داخل ہوئی تو اس اپنی [illegible] بازو کا تکیہ بنائے لیٹے آنکھیں موندے ہوئے تھا۔

''امان اللہ کھانا لائی ہوں۔''

''ابھی نہیں۔'' وہ بنوز کروٹ لئے لیٹا رہا۔

''آپ میرے پاس بیٹھ سکتی ہیں۔''

اس کے عجیب مطالبے پر وہ چونک کر ایک گہری نگاہ جائے نماز پر آنکھیں موندے لیٹے امان اللہ پر ڈالیں اور پھر بیڈ پر سے سرہانہ اٹھائے وہ اس تک چلی آئی۔

امان اللہ نے قریب قالین پر دھرے تکیے کو ہاتھ سے قریب کئے سر کے نیچے سے دوسرا بازو نکال رکھا تھا۔

''اللہ کو مجھ پر رحم نہیں آتا، جب آپ کی اللہ سے بات ہو تو میری طرف سے پوچھیے گا۔'' اس کے بے ساختہ جملے نے کلثوم کو اپنی جگہ ساکت کر دیا تھا، پھر اگلے لمحے امان اللہ کے بالوں پر آ گیا تھا، وہ آنکھیں موندے سو چکا تھا۔

☆☆☆

دو دن سے اسے کتابوں میں سر کھپائے دیکھ رہی تھی، بہت سے سوال دل میں پوچھنے کو ابھرے لیکن اس کے برا منا جانے کے ڈر سے وہ خاموش رہی۔

''چلو پڑھنا شروع کیا ہے تو اچھا ہے۔'' اس وقت بھی وہ کمرے میں موجود نہیں تھا کہ وہ اس کی بکھری کتابیں سمیٹتے ہوئے سوچنے لگی۔

''سوچ رہا تھا کہ پڑھائی کا سلسلہ دوبارہ شروع کروں۔''

''ہوں، اچھی بات ہے۔'' کلثوم نے اس کی ہاں میں ہاں ملا کر جیسے حوصلہ بڑھایا۔

''ایگزام کی ڈیٹس کا معلوم کیا۔''

''ابھی کہاں، ابھی تو سوچ رہا ہوں، کتابیں کھول کر دیکھ رہا ہوں۔''

''کتابیں دیکھنے کے لئے دو دن نہیں چاہیے ہوتے، بہت جاننے میں اتنا وقت ضائع نہیں کرتے۔'' وہ بچپن سے ایسی ہی تھی، جو بات سوچ لیتی تھی اس کو پورا کرنے کے لئے دیر نہیں لگاتی تھی۔

''مجھے نہیں لگتا کہ میں دوبارہ پڑھائی میں دل لگا پاؤں گا۔'' دل میں بہت سے خدشے دھوسے، ڈر تھے، سادگی لئے امان اللہ نے وہ ظاہر کیے۔

''جب سوچ ہی لیا ہے تو پھر حوصلہ بھی رب دے گا۔'' وہ اس کا حوصلہ بڑھا رہی تھی، آج [illegible] کر رہی تھی۔

''آپ کہاں جا رہی ہیں۔'' کلثوم کمرے سے نکلنے لگی کہ اس نے روکا۔

''گروسری لینے، سرف چینی ختم ہے وہ لینے جا رہی ہوں، وہی بتانے آئی تھی کہ دروازہ وہ بند کر لیتا اور اماں کا خیال رکھنا، کہ کمرے میں رکھی کتابیں دیکھیں تو سمیٹ لے گی۔'' وہ الماری کا پٹ کھولے چادر نکالتے ہوئے بولی۔

''میں بھی چلوں ساتھ میں۔'' امان اللہ نے بھی ساتھ چلنے کی خواہش کی تھی، وہ کچھ دیر اس

کے ساتھ بتایا جا رہا تھا، کلثوم کی باتیں اس کا حوصلہ بڑھاتی تھیں۔

"چار ماہ رہ گئے ہیں ایگزام میں۔" جواب میں سیدھے سبھاؤ کلثوم نے چادر سے وجود کو ڈھانپتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کیسے پتہ، یونی کون گیا تھا؟" اس کی بات سن کر وہ حیران ہوا۔

"وہ بتانے رہ گئے ہیں ایگزامز کے لیے فیس Submit میں، فارم آن لائن ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کرنے ہیں، دو سال کی فیس کے ساتھ ایگزامز میں اینٹری کی اجازت ہے۔" الماری کا دروازہ بند کر کے وہ مڑی۔

"آپ نے تو ساری انفرمیشن آلریڈی کولیکٹ کی ہوئی ہے، کیا بولوں آپ کو۔"

"وہی جو دل کر رہا ہے کہنے کو۔" کمرے سے نکلتے کلثوم کے قدم تھمے، وہ پلٹی اور بولی۔

"مول۔" سوالیہ انداز میں امان اللہ نے اسے دیکھا۔

"تھتی۔" دھیمی سی آواز میں کلثوم کے ہونٹوں سے نکلا۔

امان اللہ نے بے ساختہ ہی نگاہ اٹھائی تو کلثوم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھلتی نظر آئی، اس کی نگاہوں میں بھی شرارت تھی، کلثوم کو دیکھتا رہ گیا۔

بہت دیر تک وہ اس کے چہرے سے نگاہ نہیں ہٹا پایا تھا، اس وقت تک کہ جب تک وہ چہرہ موڑ کر کمرے سے نکل نہیں گئی۔

بے ساختگی میں کلثوم کے ہونٹوں سے بات تو نکل گئی لیکن اپنی عجلت اپنے پر وہ لمحہ بھر کو لب بھینچے رہ گئی۔

امان اللہ کی نگاہوں میں کچھ ایسا تھا کہ وہ اس سے نگاہ زیادہ دیر ملا نہیں پائی تھی، اس کی پلکوں کی جنبش نے اسے جیسے دو آپشن دیے تھے۔

یا تو وہ نظر جھکا لے، یا پھر نظر پھیر لے، چہرہ موڑ لے۔ لمحے بھر میں اس نے فیصلہ کیا تھا، اس نے نظر پھیری، چہرہ موڑا، اور نظر جھکا گئی۔

زندگی کی نرم مٹی میں سکون کے پانی نے محبت کے بوئے بیج کو پھوٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"فرار ہر مسئلے کا حل نہیں ہوتا، مسئلوں کا حل خود تلاش کرنا پڑتا ہے، راستے خود تلاش کرنے پڑتے ہیں، منزل کی جانب جانے والے راستوں پر خود نشان لگا کر منزل کی جانب بڑھنا پڑتا ہے۔" امان اللہ سوچ رہا ہے، زندگی سے بھرپور سوچ۔

***

ایم بی اے سمسٹر کو کلیئر کرتے ہی امان اللہ، کلثوم کو پی سی ڈنر کرانے لایا تھا، اس نے منع کرنا چاہا تھا لیکن اماں بی نے اسے کہا تھا۔

"کلثوم میں تمہیں مجبور نہیں کرتی لیکن، مجھے تم سے بہت امید ہے۔" اماں بی کی نگاہوں میں آس تھی، امید تھی۔

"اماں بی کہیے، آپ کا حکم سر آنکھوں پر، مجبوری کی ایسی کون سی بات ہے۔"

"مجھے امان اللہ نے بتایا ہے تم نے اس کے ساتھ جانے سے انکار کیا ہے۔"

"اماں بی، اچھا نہیں لگتا، وہ پی سی میں ڈنر کہہ رہا ہے، کھانا تو گھر پر بھی بنا ہے اور پھر کسی نے دیکھ لیا تو۔" وہ قدرے جھجک کر بولی۔

"تمہیں اس کے ساتھ ڈنر پر انکار ہے یا پھر کسی کے دیکھ لینے پر۔" کھوجتی نگاہیں اماں بی نے اس کے چہرے پر ڈالیں تو صحیح معنوں میں وہ گڑبڑا گئی۔

"کیا مطلب اماں بی؟" اس نے انجان بننے کی کوشش کی لیکن بری طرح ناکام ہوئی۔

UUNOVELS.COM

"تمہارا بھی تو حق ہے نا کلثوم، صرف اسی کا تو نہیں تھا۔"

"اماں بی۔" اس مرتبہ وہ بے ساختہ ہی سر اور نگاہیں جھکا گئی۔

"آخر تم نے بھی تو جان ماری ہے، سمسٹر کلیئر کرنے میں تمہاری بھی تو محنت ہے نا، تو پھر تمہیں جانا چاہیے۔" اماں بی نے نہایت ہی صفائی سے جیسے بات پلٹ دی، سمجھدار خاتون تھیں اس لئے اس وقت بات پلٹنے میں مصلحت جانی۔

"چلو اٹھو تیار ہو جاؤ، امان اللہ ابھی کسی دوست سے ملنے باہر گیا ہے، کہہ رہا تھا آدھے گھنٹے تک آئے گا، تیار ہو جلدی سے، اس کے آنے میں بس تھوڑا وقت رہ گیا ہے، ہر وقت گھر میں گھسی رہتی ہو، کبھی گھر کے کاموں میں کبھی مجھ بڑھیا کے ساتھ۔ کتنی مرتبہ کہا ہے سہیلیاں بناؤ، میں تو کہہ کہہ کر تھک گئی ہوں جاؤ، اب کچھ باہر سے گھوم آؤ۔"

"آپ بھی چلیں ساتھ میں۔" وہ جیسے ان کی بات پر آمادہ ہوتے ہوئے بولی۔

"نہ تم دونوں جاؤ، میں گھر میں آرام کروں گی۔" انہوں نے صاف انکار کیا، درحقیقت وہ دونوں کو ساتھ وقت گزارنے کا موقع دینا چاہتی تھیں۔

اس وقت بھی پی سی کرسٹل ہال میں ڈنر کر کے وہ مین کاریڈور سے نکل رہے تھے کہ ایک ہال میں بھرے ہجوم سے ایک لڑکا اچانک سے نکل کر ان کے سامنے آن کھڑا ہوا۔

"امان اللہ سر what a surprise۔"

بلیک تو پیس پینٹ کوٹ میں نیوی بلیو ٹائی لگائے وہ لڑکا اس سے مصافحہ کو ہاتھ بڑھاتے ہوئے مسکرا کر بولا۔

"کیسے ہو سہیل؟" امان اللہ نے ایک پھیکی مسکراہٹ چہرے پر سجائے کہا۔

"آپ سنائیں، کدھر غائب ہو گئے ہیں، اب تو نظر ہی نہیں آتے، ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی میں امداد انکل سے آپ کے بارے میں پوچھ رہا تھا، آپ مجھے نظر نہیں آ رہے تھے فنکشن میں۔" لہجے میں بشاشت لئے وہ بولا تھا، شاید وہ پچھلے چند ماہ میں گزرنے والے حالات و واقعات سے بے خبر تھا۔

"نہیں، میں اپنے کام سے آیا تھا۔"

"اچھا تو آپ کو امداد انکل نے انوائیٹ نہیں کیا۔" اچنبھے سے وہ بولا۔

"عابد صاحب۔" نا سمجھی کی کیفیت میں امان اللہ بولا۔

"انہوں نے مین ڈیل سائن کی ہے، Infact ان کے بیٹے فرحان نے امداد انکل کا آفس جوائن کیا ہے ریسنٹلی، ارے میں کیا آپ کو بتا رہا ہوں آپ کو تو پہلے سے ہی معلوم ہوگا آخر آپ ان کے سن ان لا ہیں۔" جواب میں وہ لڑکا تفصیل سے بولا، بات سمجھ آنے پر امان اللہ بولا۔

"ہاں بس، اچھا سہیل ابھی تھوڑا بزی ہوں پھر بات ہوتی ہے۔" جملہ مکمل کرتے ساتھ ہی ان سے کچھ ایسا انداز اپنایا کہ گفتگو طول نہ پکڑے۔

"جی او کے، اچھا لگا آپ سے مل کر۔" وہ مصافحہ کرتے ایک مرتبہ پھر سے ہجوم میں غائب ہو گیا۔

ایک نظر اس نے وہیں سے کھڑے ہال کے مین دروازے سے نظر آتے ہجوم پر ڈالی تھی، کوئی بزنس پارٹی چل رہی تھی، ہال کے باہر نوٹس بورڈ پر امداد صاحب اور عابد صاحب کے نام لکھے

UUNOVELS.COM

ہوئے تھے۔
ایک کرسی [illegible] کے [illegible] نے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] سے [illegible] میں تم
دیکھتے ہوئے کلثوم نے [illegible] سے
کہا۔
''کیا [illegible] سے [illegible] میں
[illegible]'' جواب میں ایک بات میں کلثوم نے سر
ہلایا، وہ وہاں [illegible] سے [illegible] اٹھ کے پارک میں
چلے آئے [illegible] بیٹھتے ہوئے امان اللہ نے
پارک پر ایک [illegible] نگاہ ڈالی۔
''کبھی میں بھی ان پارٹیز کے اہم ارکان
میں تھا۔'' کلثوم نے [illegible] سے
اندازہ لگانے کی کوشش کی تھی کہ وہ اس وقت کیا
سوچ رہا تھا۔
''مجھے لگتا تھا کہ میرے بغیر یہ پارٹیز ادھوری
ہیں، میں نہیں تو ان پارٹیز کی کچھ بھی نہیں۔''
امان اللہ جیسے خود کلامی کی کیفیت میں تھا۔
[illegible]
کی کمی [illegible] ہوتی ہے۔ [illegible] کلثوم بولی [illegible]
کی طرف وہ اسے دکھی دیکھ کر خاموش نہیں رہ پائی
تھی۔
''زندگی میں بہت دیر سے سمجھ آیا کہ کوئی
کسی کے لئے ضروری نہیں ہوتا۔'' بجھے لہجے میں
وہ پارک میں غیر مرئی نقطے پر نگاہیں جمائے
ہوئے کہا۔
''کوئی کسی کے لئے ضروری نہیں ہوتا لیکن
ہر انسان کی اپنی جگہ اپنا مقام ہوتا ہے۔'' کلثوم
بولی تھی۔

''جو جگہ [illegible] ہوتی ہے خالی نہیں رہتی، میں
بھی تو کسی کی خالی ہوئی جگہ پر آیا تھا اور آج میری
جگہ بھی کسی نے لے لی ہے۔''
''نہیں اچھا نہیں لگا فرحان کو اپنی جگہ پر
دیکھ کر [illegible] جیسے [illegible] کی شرٹ پہنے
[illegible] وہ بہت افسردہ لگا۔
''میں کہاں تھا؟ میں آج کہاں ہوں، کچھ
پتہ بھی نہیں۔'' کلثوم نے ایک نظر اسے دیکھا،
[illegible] تھا جیسے امان اللہ کے [illegible] اس کی شرٹ
[illegible] ہوا ہو۔
[illegible] چھوڑا ہوا ہے، کسی کو
تو [illegible] وہ اسے [illegible] رہی
تھی لیکن [illegible] نہیں
ہوتا۔
''ایک چیز ہٹا تو دوسرا آ گیا اس کی جگہ پر،
فرق تو کچھ بھی نہ ہوا۔'' وہ حقیقت کے سامنے کھڑا
تھا، نہ اسے کھلے دل سے خوش آمدید کہہ رہا تھا نہ
منہ موڑ رہا تھا۔
''امان اللہ جگہ کسی کی بھی خالی نہیں رہتی،
یہی نظام قدرت ہے لیکن انسان کی ڈیلنگ یاد
رہتی ہے اس انسان کی کمی ستاتی ہے جس نے دل
سے [illegible] کیا ہو۔'' حقیقت کو جھٹلانا انسان کے
بس کی بات نہیں ہے اور کلثوم بھی اس وقت
حقیقت بیان کر رہی تھی، نا امیدی میں امید کا سرا
پکڑا رہی تھی۔
''وقت پر سمجھتا تو زندگی کی اتنی بڑی ٹھوکر نہ
کھاتا۔'' ماضی کے پچھتاوے زبان پر آئے
تھے۔
''وقت تو ابھی بھی گزرا، ٹھوکر کھا کر ہی تو
سنبھلنے میں مزا ہے۔'' کلثوم نے امان اللہ کو زیادہ
دیر پچھتاووں میں گرا نہیں رہنے دیا۔
''نا سمجھی میں زندگی کے بہت سے مرحلے

بڑی آسانی سے طے ہو جاتے ہیں، زندگی میں رسک آسان نہیں، لیکن انسان کی کم علمی اور لاشعوری اس رسک کو آسان بنا دیتے ہیں، لیکن جب انسان کی سمجھ میں آنے لگے، تو پھر سب کچھ اتنا آسان نہیں رہتا۔"

"ٹھوکر میں انسان ٹھوکر کھاتا ہے، سمجھا ہوا انسان ٹھوکر کھا کر سنبھل جاتا ہے، اگلے کا وار چال سمجھ کر چلتا ہے۔" اس کی بات پر امان اللہ خاموش رہ گیا تھا، وہ غلط نہیں تھیں، بس ماضی کی غلطیوں نے امان اللہ کو پریشان کیا ہوا تھا۔

"فرزانہ کی وجہ سے پریشان ہو۔" کلثوم نے امان اللہ کی سوچ تک رسائی چاہی۔

"میں اکیلا پریشان ہو کر کیا کروں جب اسے ہی پرواہ نہیں تھی، ویسے بھی وہ قصہ تو اب ختم ہو گیا۔"

"گھر رشتے آسانی سے نہیں بنتے، فرزانہ نے جلدی کی۔"

"بہت آسانی سے ٹوٹ جاتے ہیں اگر بنیاد کمزور ہو، اس میں برداشت نہیں تھی۔" جواب میں کلثوم خاموش رہی تھی، وہ غلط نہیں کہہ رہا تھا، اس وقت اس کی ہاں میں ہاں ملا کر اسے دکھی نہیں کرنا چاہتی تھی سو اس نے خاموش رہنے میں عافیت جانی۔

☆☆☆

وہ شام کا وقت تھا، مغرب پڑھ کر اماں بی کے پاس آئی اور اس وقت وہ اماں بی کے سامنے صوفے پر سر جھکائے بیٹھی تھی، بے خیالی میں اپنے دائیں پاؤں کے انگوٹھے کو دیکھ رہی تھی، باہر بجلی زور سے چمکی تھی، بجلی کی چمک سے پل بھر کو روشنی ہوئی تھی۔

"غلطی مانا ہوا انسان واپس پلٹنا چاہے تو اس کے لئے در بند نہیں کرتے۔" انہوں نے اس کے سوچتے چہرے پر نگاہ ڈالتے ہوئے کہا، کلثوم جواب میں خاموش رہی تھی، ایک مرتبہ پھر بجلی چمکی، روشنی ہوئی اور اندھیرا چھا گیا۔

"وہ پلٹ رہا ہے کلثوم، اس کا راستہ نہ روکو۔" اماں بی نے سنجیدگی سے کہا، انہوں نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا، باہر بادل گرجے تھے۔

"آپ کو لگتا ہے میں اس کا راستہ روک رہی ہوں، ساری کشتیاں تو وہ جلا کر گیا تھا، واپسی کے سارے در تو اس نے خود سے بند کیے تھے۔" وہ خفا تھی یا شکوہ کناں، زلیخا بیگم اس کی بات سے سمجھ نہیں سکی تھیں، بارش شروع ہو چکی تھی۔

"جانتی ہوں۔" بہت دیر بعد وہ کچھ بولنے کے لائق ہوئی تھیں۔

"تو پھر آپ مجھ سے کیوں کہہ رہی ہیں، میں نے تو اسے کبھی کچھ نہیں کہا، کبھی کہنے کی بھی کوشش کی تو یا تو اس نے مجھے بولنے سے روک دیا یا پھر میری سوچ نے، کس حق سے کہتی۔" وہ کلثوم کو جس حد تک جانتی تھیں، صابر شاکر، احساس والی، رشتے نبھانے والی، لیکن بس جان پائیں تو یہیں تک۔

"تم بیوی ہو اس کی۔" نہیں اپنی خود کی آواز کہیں گہرائی میں سے آتی سنائی دی، کبھی انہیں خیال ہی نہ آیا کہ وہ بھی انسان تھی اس پر بھی صبر کی حد برداشت تھی۔

"نکاح کرنے سے بیوی کا حق تو نہیں مل جاتا۔" ان کی ہر بات کے جواب میں کلثوم کا شکوہ شکایت بھرا سوال انہیں شرمندہ کرنے کو کافی تھا۔

"احساس تو دلانا ہوتا ہے۔" زلیخا بیگم نے اس کی بات کا جواب دیا تھا، اس مرتبہ انہوں نے اسے اس کا حق یاد دلانے کی کوشش کی تھی۔

UUNOVELS.COM

''احساس دلانے سے نہیں آتا، یہ دل میں خود بخود ابھرتا ہے۔'' کلثوم کو یک دم ہی ان کی بات سن کر ہنسی آئی تھی، کس حق کی بات کر رہی تھیں وہ۔

''حق حلال کی کمائی پر پلا ہے، حرام کی دنیا سے واپس پلٹا ہے، تمہارے لئے ساری زندگی سکھ کی چادر کی صورت میں دیتی ہوں۔'' اس کی ہر بات کے جواب میں اس کا سوال کرنا رک گیا تھا، زلیخا بیگم کے لہجے میں ایسا کچھ تھا کہ وہ یک ٹک انہیں دیکھتی رہ گئی۔ بجلی کڑکی، بادل پھر سے گرجا۔

''میرے لئے میرا اللہ کافی ہے۔'' بہت لمحوں کے بعد وہ بے چینی سے ان کے چہرے سے نظر ہٹا کر رخ پھیر گئی تھی، وہ کسی طور پر اپنی بات سے ہٹنا نہیں چاہتی تھی۔

''اللہ نے ہی تم دونوں کو ایک دوسرے کے لئے بھیجا ہے۔'' بارش کے ٹپ ٹپ گرتے قطرے صحن میں شور پیدا کر رہے تھے۔

''صرف عورت کو ہی زندگی گزارنے کو مرد کے سہارے کی ضرورت نہیں ہوتی، مرد کو بھی ضرورت ہوئی نیک عورت کے ساتھ کی جو اسے دنیا میں بھٹکنے سے بچا سکے، اس کے سکون کا باعث ہو، سکون کے قرب کی تلاش مرد کو بھی بھری دنیا میں خوار کر دیتی ہے، صرف اکیلی عورت ہی دنیا میں عزت کی تلاش میں مرد کے سہارے کو نہیں ترستی۔''

''اب جینا سیکھ لیا میں نے اکیلے۔'' اس کی آواز میں آنسوؤں کی رمش تھی۔

''ابھی تو ساری زندگی پڑی ہے کلثوم۔''

''اب کیا فائدہ سارا وقت تو گزر گیا۔'' آنسوؤں نے گلے میں پھندا ڈال دیا تھا، کلثوم کا دم سا گھٹتا محسوس ہوا۔

''میں نے تمہیں آج تک کبھی اس کے خلاف بولتے نہیں دیکھا، میں نے بھی جب کبھی اسے برا بھلا بولا تم نے ہمیشہ اس کی طرف داری کی ہے، آج یہ شکوہ کیسا۔'' وہ اس مرتبہ کہے بنا رہ نہیں پائیں، گرم ابلتے آنسو اس کی تھوڑی سے جھلتے گردن تک لڑھکے۔

''آپ آج تک میری اماں بی رہیں اور آج میری ساس بننے کی کوشش کر رہی ہیں۔'' آج تو وہ ان کے سامنے شکایتوں کی پٹاری کھولے بیٹھی تھی، وہ صبر کی مورت انہیں اپنے بیٹے کے حوالے سے کس قدر پیاری تھیں جس کا اندازہ وہ خود سے بھی نہیں لگا سکتی تھیں۔

''خوش قسمت ہے میرا بیٹا کی جو تم جیسی نیک عورت کا ساتھ ملا۔'' زلیخا بیگم اس کا تلخی شکوہ سن کر بے ساختہ ہی ہنس دیں کہ کلثوم بھی روتی آنکھوں سمیت مسکرا دی، زلیخا بیگم نے آگے ہو کر اسے اپنے سینے میں سما لیا تھا، بارش تھم گئی تھی۔

''میرے بیٹے کے ساتھ رہنا بھی نہیں ہے اور مجھے ساس بھی کہنا ہے۔'' زلیخا بیگم نے اسے چھیڑا۔

''نہیں وہ، میں یہ نہیں۔'' وہ ہکلائی، انجانے میں کیا بول گئی کہ پکڑی گئی، بادلوں کا اندھیرا چھٹ گیا تھا۔

''میرا تو بیٹا بھی ایک ہی ہے، کوئی اور بیٹا بھی نہیں ہے۔''

''اماں بی، میں یہ نہیں کہہ رہی تھی۔'' صحن میں بادلوں کے چھٹ جانے پر کھل کے روشنی برسی تھی، چھن کر کمرے کی کھڑکی سے اندر آئی۔

''چلو بالفرض کوئی اور بیٹا بھی ہوتا تو تب بھی ولی امان اللہ کے نکاح میں تو رب نے تمہیں ہی لکھا تھا۔''

UUNOVELS.COM

بارش نے نہ صرف فضا کی گرد کو دھویا تھا بلکہ دل کا بوجھل پن بھی دھل گیا۔

"اماں بی، اب میں تنگ ہو رہی ہوں آپ کی باتوں سے۔" وہ واقعی ان سے بحث کر کے بری طرح سے پھنسی تھی، زلیخا بیگم خوش دلی سے ہنس دیں۔

☆☆☆

سرِ شام صحن میں کرسی پر بیٹھے سامنے بیرونی دیوار کے ساتھ بنی کیاری پر نگاہیں جمائے وہ سوچوں میں محو تھی کہ امان اللہ کمرے سے نکلا، اس کی انجانے میں نظر کلثوم پر پڑی تو بس رہ گئیں تھیں۔

غروبِ آفتاب کی بنفشی شعاعوں نے پورے صحن کو اپنے حصار میں لیا ہوا تھا، بنفشی شعاعوں کا کلثوم کے چہرے پر عکس اس کی دودھیا مائل رنگت کو عجب سے انداز میں دمکائے ہوئے تھا، نارنجی اور گلابی رنگ کے امتزاج نے اس کے حسن کو دوآتشہ کیا ہوا تھا۔

کلثوم نے ایک گہری سانس ہونٹوں سے خارج کی تو جیسے وہ بھی اپنے ہوش میں واپس آ گیا تھا۔

کسی وجود کی موجودگی کے احساس سے کلثوم نے اس کی جانب متوجہ کیا تھا۔

"کچھ چاہیے تھا؟"

"چائے کی طلب ہو رہی تھی، اس لئے اٹھ کر باہر چلا آیا، بزنس دوبارہ اسٹیبلش کرنے کی پلاننگ کر رہا ہوں۔"

"بیٹھو، میں چائے بنا دیتی ہوں۔"

"نہیں ابھی رہنے دیں تھوڑی دیر میں پیوں گا۔" وہ اس کے پیچھے آن کھڑا ہوا۔

"موسم خاصا خوشگوار ہو رہا ہے۔"

"میں کرسی لا دوں۔"

"نہیں میں لے آتا ہوں، آپ بیٹھیں۔"

وہ نرمی سے جواب دیتے وہاں سے ہٹا، اندر کمرے میں چلا گیا، کچھ دیر بعد باہر نکلا تو اس نے دونوں ہاتھوں سے کرسی پکڑی ہوئی تھی، وہ کلثوم سے کچھ فاصلے پر رکھ کر بیٹھ گیا۔

"کیا سوچ رہی ہیں؟"

"کوئی خاص نہیں۔" نفی میں سر ہلاتے ہوئے وہ بولی۔

"جانتا ہوں کہ آپ کی نظر میں اتنا قابل اعتبار نہیں ہوں کہ آپ کے دل کی بات جان سکوں۔"

"ایسی بات نہیں ہے امان اللہ۔" کلثوم نے کچھ کہنے کے لئے لب کھولے تھے لیکن امان اللہ نے جیسے اس کی نہ سنی ان کی کرنی۔

"آپ کو لگتا ہے میں عورت کی عزت کرنا نہیں جانتا، ایک حد تک ہوں تو ٹھیک ہے مانتا ہوں کہ ایسا ہوگا، لیکن اگر وہ عورت میری بیوی ہو تو اتنی عزت کرتا ہوں آپ کی کہ شوہر نہ سہی دوست ہونے کے ناطے آپ مجھے قابل بھروسہ سمجھ سکتی ہیں۔" کلثوم کے پاس کہنے کو کچھ نہیں بچا تھا، اس کے پاس سارے الفاظ ختم ہو گئے تھے۔

"آپ کو کچھ اچھا نہیں لگا میری بات سن کر۔"

"ایک غیریت مند شوہر برداشت کرے گا کہ اس کی بیوی اپنے دوست کے ساتھ اپنی باتیں شیئر کرے۔"

"شکریہ، اس عنایت کے لئے۔" اس کی بات پر تاسف کی کیفیت میں کلثوم نے اسے دیکھا تھا، وہ اس وقت کرسی سے ٹیک لگائے کہنیاں کرسی کی بیٹھی پر رکھے ہتھیلیاں ملا بیٹھی تھی۔

"آپ نے دوست نہ سہی شوہر تو مانا۔" اس کی ذومعنی بات کے جواب میں وہ گڑبڑائی تھی،

UUNOVELS.COM

کرسی پر قدرے آگے ہو کر بیٹھی، چند لمحے اسے اپنی کیفیت پر قابو پانے کو لگے تھے، بہت دیر کی خاموشی کے بعد وہ بولی تھی، اپنے دل کی بات اس نے امان اللہ سے دوست کی حیثیت سے شیئر کی تھی۔

"یہ انسان بھی اس دنیا کی عجیب سی مخلوق ہے، ساری زندگی ایک دوسرے کے سہارے کی تلاش میں، ایک گھر سے دوسرے گھر تک کا سفر طے کرتے رہتے ہیں۔"

دوستی کی بنیاد در حقیقت بہت دنوں سے پڑ چکی تھی، دوستی مزید گہری ہوئی تھی۔

"اس آنگن میں بھی انکل، اماں بھی رہا کرتے تھے، ابھی سوچو تو کل کی بات لگتی ہے، انگلیوں کی پوروں پر گننے بیٹھو تو ماضی ـــ"

"یہ پودے صائمہ نے لگائے تھے، اپنی شادی پر ان کی ذمہ داری میرے اوپر ڈال گئی اور آج خود دو بچوں کی ماں ہے۔" دوستی وقت گزرنے کے ساتھ میں اپنے رنگ مزید گہرے کر رہی تھی۔

"زندگی کا سفر بہت تیزی سے طے ہوتا ہے۔" ماضی کی سوچ نے امان اللہ کو اپنے حصار میں [illegible] ہوئی۔" امان اللہ کی سوچ دوستی سے کہیں آگے کے مرحلے پر ٹکنے کو تیار تھی۔

☆☆☆

امان اللہ اسے ڈھونڈتا باہر نکلا تو وہ اسے صحن سے اوپر کی جانب جاتی سیڑھیوں پر بیٹھی نظر آئی۔

"آپ یہاں کیسے بیٹھی ہیں؟" وہ اس کے قریب چلا آیا، سیڑھیوں کے کنارے پر لگے لوہے کے جنگلے پر بازو رکھ کر اس کی جانب دیکھتا ہوا بولا۔

"میں یہاں ویسے ہی جیسے پہلے رہتی تھی۔"

"پہلے کی بات اور تھی۔"

"ہاں، اماں بی تھیں تو ان کے ساتھ اچھا وقت گزر جاتا تھا، وہ بیمار ہوئیں فالج کے اٹیک کی وجہ سے زیادہ چل پھر نہیں سکتی تھیں، اس کے باوجود ان کی موجودگی کا احساس ہی بہت تھا۔" جس سیڑھی پر وہ بیٹھی تھی اس پر اس کی فراک پھیلی ہوئی تھی اور اس سے نچلی سیڑھی جس پر دو پیر رکھے بیٹھی تھی وہ بھی فراک سے ڈھکی ہوئی تھی، وہ فراک ہاتھ سے کھینچتی ہوئی بولی۔

"میں آپ کو تنہا اس گھر میں نہیں چھوڑ سکتا۔" نیلی جینز کے اوپر پہنی کیمل کلر کی دھاری دار شرٹ کے بازو کہنیوں سے ذرا آگے تک موڑے وہ ہمیشہ کی طرح اسے وجیہہ اور اسمارٹ لگ رہا تھا۔

"میں بچی نہیں ہوں جو اکیلی نہ رہ سکوں۔" وہ اس پر زیادہ دیر تک نگاہیں نہیں جما سکی تھی سو نگاہیں چراتے ہوئے وہ سر دوبارہ سے گھٹنوں پر جھکا گئی۔

"آپ بچی نہیں ہیں، یہی وجہ بہت ہے آپ کو اکیلا نہ چھوڑنے کی۔" امان اللہ کی بات میں [illegible] بہت دیر تک جواب میں [illegible]۔

"میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتی۔" اب اس نے گھٹنوں کے گرد بازوؤں کا حلقہ بنائے صحن میں کسی غیر مرئی نقطے پر نگاہیں جمائے ہوئے کہا۔

"میں نے ایسا بھی نہیں کہا، اس حقیقت کو جانتے ہوئے بھی کہ آپ کا میرے ساتھ امان ولا چلنا ہی بہتر ہے۔" وہ مسکرائی تھی، امان اللہ کی بات نے اس کا سانس جیسے لمحے بھر کو سینے میں اٹکا دیا۔

''من نہیں مانتا، ابھی میں اس کے لئے ذہنی طور پر تیار نہیں ہوں۔'' بہت دیر بعد وہ بولنے کے قابل ہوئی تھی، وہ گھڑی آ ہی گئی تھی جس سے وہ بہت دنوں سے نظریں چرا رہی تھی۔

''میں آپ کو اس بات کے لئے مجبور نہیں کروں گا۔''

جواب میں کچھ لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی، کلثوم کو لگا تھا وہ جیسے کسی بات کے آغاز کے لئے تمہید باندھ رہا ہو، اس کا چہرہ جھکا ہوا تھا لیکن اس کے وجود کا ایک ایک انگ اس کی آواز سننے کو بے تاب تھا، وہ جو کچھ کہنا چاہ رہا تھا وہ جلد از جلد ایک بھی لمحہ ضائع کئے بنا سننا چاہتی تھی۔

''میں خود بزی ہوں، فرزانہ سے divioree کے بعد مجھے بزنس میں کافی لاس کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اس کی میری شیئرز پر انوسٹمنٹ تھی، لاس ریکوری اتنی آسان نہیں ہے، مجھے کافی ممالک میں بزنس ڈیل کے سلسلے میں جانا پڑ رہا ہے، تقریباً دو ماہ کا وزٹ تو بن ہی جائے گا بزنس کو دوبارہ سے اسٹیبلش تو کرنا ہے۔''

مغرب کا وقت تھا، موسم خاصا خوشگوار ہو رہا تھا، امان اللہ نے گہری نگاہ سیڑھیوں پر سر جھکائے کلثوم پر ڈالی تھیں، امان بی کی وفات کا اس نے خاصا اثر لیا تھا، دنوں میں وہ کمزور ہو گئی تھی۔

''دو ماہ۔'' امان اللہ کے جواب نے اسے حیرت میں ڈالا تھا، وہ قدرے سر اٹھائے اسے دیکھنے لگی۔

''میرے ہسپتال ایڈمٹ ہونے پر امداد صاحب بھی فارن وزٹ پر گئے تھے، اسی دوران میں سمیر واپس آیا تھا اور ہماری کمپنی کے ایک پراجیکٹ میں اس نے انوسٹمنٹ کی تھی، فرزانہ نے مجھ سے پوچھے بنا ہی پچاس لاکھ کے دو چیکس سائن کر دیئے تھے۔''

''ہیوی اماؤنٹ۔''

''مصیبت آنی ہو تو پوچھ کے تھوڑا آتی ہے۔''

''کمپنی تو تمہارے نام رجسٹرڈ ہے تو چیکس پر بھی تو تمہارے signature ہی ہونگے۔''

''میں نے چار چیکس امداد صاحب کو دیئے تھے، جب میں ہسپتال میں ہی تھا کہ ضرورت پڑنے پر انہیں کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑتا اور بزنس اسی طرح چلتا رہتا، بس اسی نیت سے انہیں دیئے تھے وہ چیکس۔''

''چار signel چیکس؟'' ایک دوسرا جھٹکا حیرت کا لگا تھا کلثوم کو۔

''امداد صاحب پر میں ٹرسٹ کرتا تھا بلکہ سچ بات کہوں کہ ابھی بھی آنکھیں بند کر کے بزنس کے سلسلے میں ان پر ٹرسٹ کر سکتا ہوں، پروفیشنل بزنس مین ہیں، بزنس ڈیلنگ میں اعتبار کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے، شاید اسی لئے ان کی کمپنی کا ایک نام ہے۔'' امان اللہ بولنے پر آیا تو بولتا چلا گیا، اس نے جیسے کلثوم کی حیرت کا کوئی خاص نوٹس نہیں لیا تھا۔

''تو فرزانہ کے ہاتھ کیسے لگ وہ چیکس؟'' اس کی بات غور سے سنتے ہوئے کلثوم کے ذہن میں سوال ابھرا۔

''امداد صاحب کو اسی دوران اپنے بزنس کی ڈیل کے سلسلے میں ترکی جانا پڑا، وہ دو چیکس فرزانہ کے حوالے کر گئے تھے۔'' مختصر مگر جامع الفاظ میں امان اللہ نے اس کی بات کا جواب دیا۔

''اوہ اچھا میں سوچ رہی تھی کہ تم اور فرزانہ کے جوائنٹ اکاؤنٹ سے وہ ٹرانزیکشن ہوئی ہو

UUNOVELS.COM

گی۔"

"نہیں میں نے اسے زندگی میں شامل ضرور کیا تھا، اب بھی ان تمام حالات کو سوچتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ تمہیں بھی اس پر اختیار ہی نہیں [illegible] اپنی کم عقلی پر۔"

"ایسے [illegible] ہو۔" کلثوم کا لہجہ نرم تھا۔

"ان تمام حالات میں ایسے نہ سوچوں تو کیسے سوچوں؟"

"رب نے بھٹکا کر صحیح راستہ تو دکھا دیا، اس پر کم عقلی کا پچھتاوا کیوں؟"

"پہلے بچپن، امیروں کی بڑی بڑی گاڑیوں میں دیکھتے ان کی آسائشوں کو گنتے گزار دیا، اور اب باقی کی زندگی اپنے جوانی کے فیصلوں پر پچھتانے میں گزر جائے گی۔" انسان کو زندگی کی ٹھوکریں چند پلوں میں وہ سب کچھ سکھا جاتی ہیں جو اس نے ساری زندگی جینا سکھا دیتے ہیں۔

"مجھے بھری جوانی میں بوڑھا کہلوانے کا کوئی شوق نہیں ہے۔" یک دم ہی کلثوم کی مزاج کی رگ پھڑکی تھی۔

"ارے میں نے آپ کو تھوڑی بولا ہے، آپ تو کالج میں چھوٹی سی لگتی ہیں۔" بے دھیانی میں امان اللہ کے لبوں سے نکلا لیکن کلثوم کی بولتی بند ہوگئی تھی۔

"امان اللہ کو بھی جلد بازی میں کہے اپنے الفاظ کے ذو معنی گہرائی کا احساس ہوا۔" بہت دیر دونوں کے مابین خاموشی نے ڈیرا جمائے رکھا۔

"کلثوم میں سوچ رہا تھا کہ آپ اپنی اسٹڈیز دوبارہ کیوں نہیں اسٹارٹ کرتیں۔" امان اللہ کے ذہن میں کلثوم کو لے کر بہت دن سے تجویز چل رہی تھی۔

"دوبارہ پڑھائی کر کے کیا کروں گی؟"

کلثوم مینا کی انداز میں نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولی۔

"میں آپ کو فورس نہیں کرونگا لیکن اسٹڈیز کمپلیٹ کر کے اگر آپ میرے ساتھ بزنس میں ہیلپ کرنا چاہتی ہیں تو میں آپ کو روکوں گا بھی نہیں۔" وہ زندگی کے تجربات کی بھٹی میں سے نکلا تھا، کندن خالص سونے جیسا۔

"اماں بی نے پہلے بھی پڑھائی شروع کروائی تھی، ان کے فالج کی وجہ سے میرا لاسٹ ایئر رہ گیا تھا۔" کچھ سوچتے ہوئے اس نے بولا تھا۔

"جب تم ہسپتال میں ایڈمٹ تھے، انہی دنوں میرے سیکنڈ لاسٹ سمسٹر ختم ہوا تھا۔"

"دوبارہ سے سٹارٹ کریں یونی جوائن کر کے آپ ہوسٹل شفٹ ہو سکتی ہیں ان تمام حالات میں آپ میرے ساتھ امان ولا بھی نہیں جانا چاہتیں تو یہ بہتر آپشن ہے۔"

"یہاں گھر کون رہے گا؟"

"لاک کر دیتے ہیں، ہفتے دو ہفتے کے بعد کھلوا کر صفائی کروا دیا کریں گے یا آپ آ جایا کرنا، اگر میں آؤٹ آف کنٹری نہ ہوا تو میں آپ کے ساتھ آ جایا کروں گا۔"

"میں اس گھر کو کیسے لاک کر دوں؟"

"ایک نہ ایک دن تو ایسا کرنا ہی ہے۔"

"اماں بی کی یادیں اس گھر سے جڑی ہیں۔"

"کلثوم، گھر انسانوں سے بنتے ہیں، ان کی یادوں سے نہیں، آپ تو مجھے ہمیشہ سے حقیقت کی دنیا میں جینے کا حوصلہ دیتی ہیں۔"

"بس ایسے ہی دل بوجھل ہو گیا۔" گہری سانس لیتے وہ صاف گوئی سے بولی، امان اللہ کو اس لمحے وہ بہت افسردہ لگی۔

UUNOVELS.COM
UUNOVELS.COM

"کسی کو یاد کر کے رونا الگ بات ہے، لیکن اس کی یاد کو غم بنا کر جان سے لگا لینا تو دانش مندی نہیں ہے۔"

"بہت سمجھداری کی باتیں کرنے لگے ہو۔" وہ شرارتی انداز میں مسکرائی تھی، بہت دیر تک امان اللہ اس کے چہرے سے نگاہیں نہ ہٹا سکا۔

"زندگی کی ٹھوکریں، سمجھداری سکھا دیتی ہیں۔" کلثوم جواب میں خاموش رہی۔

"میں نے آپ کو دونوں آپشن دیئے ہیں، امان ولا یا ہوسٹل، ڈیسائڈ آپ نے کرنا ہے۔" بہت لمحے گزرنے کے بعد امان اللہ نے بات کا سلسلہ وہیں سے جوڑا جہاں ٹوٹا تھا۔

"میں اسی گھر میں رہنا چاہوں تو؟" سوالیہ انداز میں اس نے نگاہیں امان اللہ کے چہرے پر ٹکائیں۔

"میں اس کی اجازت نہیں دونگا، آپ کے میرے بیچ جو رشتہ ہے اس کے ناطے اتنا تو حق رکھتا ہوں کہ آپ کی حفاظت کا جو ذمہ لیا ہے اس کے لئے بہتر سوچ سکوں۔" امان اللہ کے لگی لپٹی سے پاک دوٹوک لہجے نے ایک مرتبہ پھر سے کلثوم کو خاصے نیرو مائنڈڈ ہیں ایڈوانس ٹیکنالوجی اور میڈیا نے لوگوں کی سوچ کو قدرے بدلا ہے لیکن ابھی بھی یہ جو آزادِ خیالی کی باتیں کرتے ہیں، صرف باتوں کی حد تک ہیں جہاں پر ڈیلنگ کی بات ہو تو عورت کے حوالے سے ابھی بھی خاصی نیرو مائنڈ ہیں، میں خود مرد ہوں ان کی ذہنیت جانتا ہوں، اکیلی عورت اس پاکستانی معاشرے میں رہ تو لیتی ہے لیکن خاصا تنگ کرتے ہیں۔"

"کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سمجھدار ہو گئے ہو۔" کلثوم کے لہجے میں بشاشت تھی۔

"ڈونٹ وری، میری اس سمجھداری سے آپ کی سمجھداری کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہے۔" امان اللہ خوشدلی سے ہنس دیا، جواب میں وہ بھی مسکرا دی تھی۔

میرے خواب بستی جمال میں
آج بھی اسی خواب میں
میرا وجود بے حصار میں
آج بھی اسی خواب میں
میری روح بھٹکتی پھرتی ہے
یوں تو میری خواب بستی
لوگ کہتے ہیں اجڑ گئی مگر
آج بھی اسی آس میں
دل میرا ہے الجھا ہوا
کوئی آئے شہرِ یاراں سے
میرے خواب بستی جمال میں
مجھ سے چھین لے میری ردا غم
مجھے لے چلے میرے شہرِ خواب
جس شہرِ خواب میں ہے میرا آشیاں
جس کے ہر در پہ ہے پہرا خوشی۔
جس کے در و دیوار میں ہے محبت رچی
جس کے ہر چراغ میں ہے امید کی لو
وہی خواب میری روح ہے، وہی وجود میرا حصار ہے

☆☆☆

تقریباً ایک ماہ کے بعد گھر کی صفائی کروانے کی خاطر گھر کا تالا کھولا تھا، کلثوم نے امان اللہ کو فون پر انفارم کر دیا تھا، فون کرنے کے تقریباً آدھ گھنٹے میں وہ گھر پر موجود تھا۔

"یہ کیا ہے؟" خالی لفافہ اس کی جانب بڑھایا، ابھی کچھ دیر پہلے ہی دونوں نے مل کر گھر کی صفائی کی تھی، کچھ دیر سستانے کو بیٹھے تھے۔

"یہ آپ کو دینے آیا ہوں، بہت دنوں سے میں آپ سے ملنا چاہ رہا تھا پھر سوچا کہ گھر کی

UUNOVELS.COM
UUNOVELS.COM

صفائی کے بہانے ملاقات ہوئی تو آپ سے بات کروں گی۔"

"کیا ہے یہ؟" سوالیہ انداز میں کلثوم نے لفافے کی جانب دیکھا پھر اس کے چہرے کی جانب نگاہ اٹھائی۔

"آپ خود دیکھ لیں، بلکہ سچ پوچھیں تو میں اس کے بدلے آپ سے کچھ لینے آیا ہوں۔"

"میں کیا دے سکتی ہوں؟" وہ حیران ہوئی تھی، اس کے پاس تھا ہی کیا اسے دینے کو جو یوں اس کے سامنے جھولی پھیلائے کھڑا تھا۔

"میرے حساب سے بہت کچھ، اگر مل جائے تو۔"

"یہ تو پیسے ہیں۔" اس نے لفافہ کھولا۔

"ایک لاکھ ہیں۔" امان اللہ نے جواباً کہا۔

"کیا چاہیے اس کے بدلے؟" وہ ابھی تک حیران تھی، سوالیہ انداز میں اس کے چہرے پر نگاہیں جمائے ہوئے بولی۔

"پیسے۔" ایک لفظ میں امان اللہ نے مدعا بیان کیا۔

"کبھی اماں نے آپ کے پاس کوئی پیسے رکھوائے ہوں۔" وہ دھیمی آواز میں بول رہا تھا۔ جو کچھ مانگنے آیا تھا اس سے وہ کیسے انکار کرتی۔

"پیسے میرے پاس۔" وہ زیر لب بولی۔

"میرے کہنے کا مطلب ہے کبھی آپ کو دیئے ہوں اور آپ نے خرچ نہ کیے ہوں۔" جواب میں وہ خاموش رہی تھی۔

"اماں نے آج تک میری کمائی نہیں کھائی، میں جو بھی ان کے لئے لاتا رہا وہ مجھے واپس کرتی رہیں، ہمیشہ میری کمائی کو حرام کہا۔" کلثوم نے نگاہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھا، وہ اسے اداس لگا تھا، زندگی سے ستایا ہوا دکھی۔

"ٹھہرو۔" بہت دیر بعد وہ بولی تھی اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر کمرے سے نکل گئی۔

"یہ انہوں نے رکھوائے تھے، اپنی بیماری کے دنوں میں، انہیں یقین تھا کہ ایک دن تم انہیں لینے آؤ گے، چھ ماہ سے حفاظت کر رہی ہوں اس امانت کی۔" کچھ دیر بعد وہ دوبارہ کمرے میں داخل ہوئی، اس کے ہاتھ میں ہزار ہزار کے چند نوٹ تھے۔

"آپ نے پہلے کبھی نہیں بتایا۔"

"انہوں نے کہا تھا تم خود لینے آؤ گے۔" اس کے ہاتھ میں وہ پیسے پکڑاتے ہوئے وہ بولی۔

"اتنا یقین، آپ نے پوچھا نہیں ان سے۔" اس نے نہایت احترام سے وہ پیسے پکڑے تھے۔

"پوچھا تھا، لیکن بس وہ مسکرائی تھیں اور پھر، یہ امانت آپ کو دینے کو کہا۔"

"شکریہ۔" اس نے اپنے ہاتھوں میں تھامے ان چند نوٹوں کو دیکھا، حق حلال کی کمائی کو دیکھا تھا۔

"یہ بھی لے جاؤ۔" کلثوم نے کچھ دیر پہلے کاریانما کی لفافہ اس کی جانب بڑھایا۔

"یہ آپ رکھیں۔" امان نے لینے سے انکار کیا۔

"یہ بہت زیادہ ہیں، اس کے مقابلے میں۔" کلثوم کو جو سچ میں لگا تھا اس نے بول دیا تھا۔

"آپ کے حساب سے، میرے حساب سے اس سے بہ کم ہو میں آپ سے لئے جا رہا ہوں۔" کوئی امان اللہ کے دل سے پوچھتا کہ یہ چند ہزار کے نوٹ اس کی ساری زندگی کی کمائی سے بھی سوگنا سے کہیں زیادہ ہیں۔

UUNOVELS.COM

"یہ میں کیا کروں گی۔" اسے واقعی میں سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ ان پیسوں کا کیا کرے گی۔

"میری خاطر رکھ لیں، نہیں تو مجھے تکلیف ہوگی، اماں نے آپ کو پیسے دیئے اور میں وہ بھی آپ سے لے لوں۔" امان اللہ نے وہ پیسے لینے سے انکار کیا تھا، اس کے لیے یہ گوارہ نہیں تھا کہ وہ اس سے صرف لے، جیب میں خالی ہاتھ گئے۔

"وہ امانت تھی، اماں نے مجھے دیے تھے، تمہارے لیے تھے وہ۔"

"میری خوشی کی خاطر رکھ لیں۔" امان اللہ نے اصرار کیا تھا۔

"تمہاری نہیں، اللہ کی خوشی کی خاطر رکھ سکتی ہوں۔" چند لمحے اس نوٹوں بھرے خاکی لفافے پر نگاہ جمائے رکھی پھر نظر اٹھا کر کسی نتیجے پر پہنچی۔

"جیسے سمجھ لیں۔" اس نے سادگی، لاپرواہی سے کندھے اچکائے تھے، اسے اس بات سے غرض نہیں تھی کہ کلثوم ان پیسوں کو کہاں خرچ کرتی ہے۔

"جیسے کہ بات نہیں ہے، بتا کرتے رہی ہوں اللہ کی خاطر، ایک مرتبہ لیے تو واپس نہیں کروں گی۔" کلثوم نے ایک مرتبہ پھر سے اپنی بات پر زور دیا تھا۔

"پھر واپس لینے کا ارادہ بھی نہیں ہے۔" امان اللہ کے لیے اتنا کافی تھا کہ کلثوم نے وہ نوٹوں بھرا لفافہ رکھ لیا تھا، اسے واپس نہیں کیا تھا۔

لیکن وہ لفافہ کلثوم کے ہاتھ تھماتے وقت اسے اندازہ نہیں تھا کہ چند دن بعد وہ ان کے متعلق بات کرنے کلثوم کے پاس آئے گا۔

☆☆☆

"کچھ پوچھنے آیا تھا۔" ابھی دو ہفتے گزرے تھے کہ امان اللہ نے اسے گھر کی صفائی کرنے کے بہانے ملنے کی خواہش کی تھی۔

"ضروری ہے۔" کلثوم کو شاید پہلے سے ہی اس کی چھٹی حس نے خبردار کر دیا تھا۔

"بس کچھ دنوں سے دل کو لگی ہوئی ہے۔" امان اللہ سادہ سے لہجے میں بولا، وہ اس سے کچھ جاننا چاہ رہا تھا۔

"جہاں لگ گئے، لگ گئے۔ امان اللہ خاموشی سے پرافٹ کماؤ۔" کلثوم نے گہری سانس لے کے جواب دیا تھا، وہ حیران رہ گیا تھا۔

"آپ کو کیسے علم ہوا میں آپ سے ان پیسوں کے بارے میں پوچھنا چاہ رہا ہوں۔"

"بس خاموشی سے پرافٹ کماؤ۔"

"پھر بھی؟" امان اللہ کے لہجے میں تجسس تھا۔

"واپس چاہئیں؟" کلثوم نے الٹا سوال کیا۔

"نہیں بالکل نہیں، جب دے دیئے تو دے دیئے، میں نے آپ سے تب بھی کہا تھا کہ واپس لینے کو نہیں دے رہا۔" جب سے وہ اماں جی کے پیسے اس سے لے کر گیا تھا اور بدلے میں لاکھ روپے دے کر گیا تھا، اسے بزنس میں یک دم پرافٹ ہونے لگا تھا۔

"اللہ کے نام پر لیے تھے، اللہ کی خاطر ہی [illegible] دیئے۔"

[illegible] مکمل ہو چکی تھی۔

"گڑ والی۔" اس نے فرمائش کی، جواباً کلثوم سر ہلاتے باورچی خانے میں آ گئی۔

"ایک اور بات پوچھوں۔" وہ بھی اس کے پیچھے چلا آیا، باورچی خانے کے دروازے پر ٹیک لگا کر سینے پر بازو باندھے کھڑا ہو گیا۔

"ہوں۔" وہ دودھ ساس پین میں ڈالتے ہوئے بولی۔

"آپ ہمیشہ مجھے چائے یا کافی کا پوچھتی

UUNOVELS.COM

ہیں، آج دودھ پتی کا پوچھا۔''

''تم نے ڈرنک کرنا جو چھوڑ دیا۔'' بہت مشکل سوال کا بجے اس نے آسانی سے جواب دیا۔

''آپ کو کیسے پتہ چلا۔'' وہ ایک مرتبہ پھر سے حیران تھا۔

''دیکھتا ہے امان اللہ، انسان کی کمائی سے خدا کے نام پر دیا نظر آتا ہے۔ آج تم سے الکوحل کی بو نہیں آ رہی۔'' برنر آن کر کے اس نے کیبنٹ میں سے دو مگ نکالے۔

''علم نجوم تو نہیں سیکھ لیا۔'' وہ جواباً مسکرا کر کہے بنا نہ رہ سکا، جواب میں وہ دودھ پتی سے بھرا مگ اس کے ہاتھ پکڑاتے بھی نگاہوں سے مسکرائی تھی۔

''گھر سے دو گلی کے فاصلے پر خالی پلاٹ میں بھکی داسوں نے اپنی جھگیاں بنائی ہوئی ہیں، ایک لڑکی رہتی ہے وہاں اپنے بیٹے کے ساتھ، کچھ عرصہ پہلے جھگیوں کو پکا کیا گیا، لیکن اس لڑکی کی جھگی ویسی ہی تھی، شوہر شادی کے دو ماہ بعد دل کا دورہ پڑنے سے فوت ہو گیا، باپ پہلے ہی بچپن میں چل بسا تھا، بہن بھائی کوئی ہے نہیں، ماں نے مرنے سے چند ماہ قبل اس کا نکاح کر دیا تھا لیکن اسے کیا خبر تھی کہ اس کے مرنے کے فقط دو ماہ بعد بیٹی بھی بیوہ ہو جائے گی، اماں جی حیات تھیں تو میرے ہاتھ اسے کچھ نہ کچھ بھجواتی رہتی تھیں، زمین اس کی اپنی تھی مرلہ، جھونپڑی پکی کروا دی ان پیسوں سے، میری تو اتنی اوقات نہیں تھی، خدا نے وسیلہ بنایا، یتیم بے آسرا پر خدا نے بھی رحم کیا ہے شاید خدا مجھ پر بھی رحم کرے۔'' وہ بولنا شروع ہوئی تو پھر بولتی چلی گئی۔

''اچھا کیا آپ نے۔'' امان اللہ نے جھکے سر سمیت اس کی بات سنی تھی، مکمل ہونے تک جب تک کہ وہ خاموش نہیں ہو گئی تھی۔

''میں بہت خود غرض ہوں، یتیم کی مدد کی تو بھی اپنے مفاد کے لالچ میں۔'' کلثوم کے دل میں شاید کچھ پچھتاوا تھا، اسے اپنا آپ مطلبی لگا۔

دل کرتا ہے
کہ نیلی سیاہی سے
سامنے پڑے کاغذ پر
خوشی کا لفظ رقم کر دوں
پھر اس پر ہاتھ رکھ کر
اپنی آنکھیں موند لوں
اور خدا سے ہمکلام
ہو کر پوچھوں
کیا تم بھی میری خوشی
میں خوش ہو ؟

امان اللہ خوش تھا، اس کے دل کو سکون تھا، لیکن وہ چاہتے ہوئے بھی یہ بات کلثوم سے کہہ نہیں پایا تھا، اسے ہمیشہ ہی اپنے باپ کو لے کر دل میں خلش رہی تھی، جب انہوں نے کلثوم فاطمہ سے اس کا نکاح کیا تھا تو اسے پہلے باپ سے نفرت محسوس ہوئی تھی، وہ نکاح کے پیپرز پر سائن کرتے ہوئے چونکا تھا، اسے پہلی مرتبہ اس کا مکمل نام معلوم ہوا تھا، وہ گھر میں فاطمہ بن کے آئی تھی، اس کے نکاح میں کلثوم فاطمہ کے نام سے تھی اور امان اللہ کی زندگی میں کلثوم کی حیثیت رکھتی تھی، اسے باپ سے یک دم بہت محبت محسوس ہوئی تھی۔

''کیا دیکھ رہے ہو۔''

''آپ وہ نہیں ہیں، جو نظر آتی ہیں۔''

''کیا ہوں میں جو نظر نہیں آتی اور تمہیں دکھائی دیتی ہوں۔''

''کچھ کھوج ہے۔''

''کیا جاننا چاہتے ہو؟'' سوال تھا یا پھر

UUNOVELS.COM
UUNOVELS.COM

تجسس۔

"سکون کا راز۔"

"کیا ملے گا اس کھوج سے۔"

"شاید میرے دل کو بھی سکون آ جائے۔"

ایک گہری سانس لیتے امان اللہ بولا۔

"سکون ایسے نہیں ملتے۔"

"پھر تو صبر آئے گا۔"

"سکون ملنے کو شکر چاہیے ہوتا ہے۔"

"نہیں ہوتا۔"

"خواہشات کو محدود کرنا ہوتا ہے۔"

"دل کو کون سمجھائے۔"

"دل کو خود ہی سمجھانا ہوتا ہے، دل سمجھے گا تو سنبھلے گا اور جب وہ سنبھل گیا تو قناعت بھی آ جاتی ہے، انسان شکر بھی سیکھ جاتا ہے۔"

"بندہ بشر ہوں، نفس کا غلام۔" وہ ہلکے سے بولا۔

"صبر کر سہہ لو، عاجزی دوست بن جائے گی۔"

"آسان نہیں ہے۔"

"مشکل تو ہے لیکن ناممکن نہیں۔"

"کیسے۔" لہجے میں حیرت لیے امان اللہ بولا۔

"کیا کرو گے سب جان کر۔"

"میری روح بے سکون ہے، سمجھ نہیں آتی کیسے سکون ملے۔"

"بے سکون میں بھی رہی، جتنے بے سکونی کافی ہے اپنی روح پر، پل پل تڑپی ہوں، میں نے ہر اس انسان پر بھروسہ کیا جسے اپنے لیے ضروری سمجھا، خدا نے کہا رحم کرو میں نے انسانوں پر نہیں اس کی ہر مخلوق پر رحم کیا، خدا نے کہا حق نہ مارو، مجھے نہیں یاد پڑتا کہ میں نے کبھی کسی انسان سے کوئی چیز لی ہو اور اسے واپس نہ کی ہو، میں فورتھ کلاس میں تھی میتھس کے پیپر میں میری پنسل کا سکہ ٹوٹ گیا نبیلی سے sharpher لیا واپس کیا۔"

"ایک دن فٹ پاتھ پر نشی کو سوتے دیکھا، بابا کی سالگرہ پر گفٹ شال یہ سوچ کر اسے اوڑھا آئی کہ اس کا جسم ڈھانپوں گی تو رب کسی کو میرے حق میں بھیجے گا میری چادر کی حفاظت کو، کیا برا کیا میں نے؟ ایسا کیا غلط سوچا تھا میں نے؟ دوبئی کے آزاد ماحول میں رہتے ہوئے بہت آسان تھا، کسی غلط رستے چل پڑنا، جب اکیلے گھر سے نکلتے ہو تو صرف ایک ہی راستہ سیدھا منزل کی جانب جاتا ہے، باقی اس سے نکلنے والے ہزار موڑ پر لاکھوں راستے غلط طرف سے جانے کو تیار ملتے ہیں۔"

"اور بدلے میں رب سے خواہش کی ایک نیک ساتھ کی جو خود ساری زندگی سیدھے راستے

UUNOVELS.COM
UUNOVELS.COM

چلا ہو۔"

"اور خدا نے آپ کا نصیب ایسے انسان سے جوڑ دیا جس نے زندگی میں سوائے سیدھے راستے کے ہر غلط راستے پر قدم اٹھائے۔"

"آسمان کی بلندیوں سے پستیوں میں خود ہی گرے، تم بھی، میں بھی، مجھے رزق حلال میں، غرور کا نشہ، تمہیں رزق حلال میں، ناشکری کی بے چینی، خدا نے ٹھوکر دے کر شعور دیا تو خدا نے سنبھلاتے سنبھلاتے تمہارے در پر بھیجا، سمجھ نہیں آتا تھا بہت دن یہ سوچنے میں لگ گئے کہ اس در کون سی آزمائش کو بھیجا، تمہیں دیکھتی تو تم برے لگتے، تم سے نکاح ہوا تو وہ رات ٹرپ کر روئی، خدا سے ناراضگی میں نماز سے منہ موڑ لیا، خدا تو رحیم ہے، میرے غرور کی اتنی بڑی سزا۔"

"شراب کو حرام سمجھا، رب سے زندگی کے ساتھی میں رزق حلال کے غرور کے زعم میں نیک شریف انسان کا ساتھ مانگ لیا، ایسا انسان جس کے منہ کو حرام نہ لگا ہو، بس اتنا ہی تو مانگا تھا رب سے۔"

"تم نے اس دن پوچھا تھا نا کہ مجھے ایسا غرور کیا ہے، غرور تو تب ہی ختم تھا جب خدا نے اس در بھیجا، جس انجانا سا خیال تھا، میرا رب مجھے سے ہر طرح کی آزمائش لے سکتا ہے، حرام کو مد مقابل لا کھڑا کر کے آزمائش لے سکتا ہے لیکن اس حرام کے ہاتھوں رسوائی نہیں دے سکتا، اتنا تو یقین تھا، لیکن سمجھ نہیں آتی تھی کہ رب نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا مجھے سیدھے رستے چلا کر بھٹکایا اور پھر سیدھے رستے سنبھال کر ایک بھٹکے انسان کو سنبھالتے تمہارے در بھیج دیا۔"

"ہم انسان رب سے مانگتے ہیں اپنے طریقے سے، اللہ دیتا ہے، اس نے ہم انسانوں کو کبھی دینے سے انکار نہیں کیا لیکن اس کا اپنا طریقہ ہے۔"

"تم نے حرام چکھا، تمہاری روح بے چین ہوئی۔"

"میں نے حرام صرف دیکھا، حلال کا غرور کیا، روح بے سکون ہوئی۔"

"جس نے ساری زندگی حرام کو منہ نہ لگایا ہو، صرف وہی تو نیک نہیں کہلاتا جس انسان کو حرام چکھنے کا موقع ملا ہو اور اس کا دل اس کی طرف مائل نہ ہو، وہ بھی تو نیک ہوتا۔"

"آپ کو لگتا ہے آپ یہ سب deserve کرتی تھیں، آپ کو تو اللہ پہ یقین ہے پھر آپ کے ساتھ، اللہ پہ یقین کیا لیکن بھروسہ نہیں کیا، اس کے سوا کر انسان پر بھروسہ کیا۔"

امان اللہ نے چند لمحے اس کا چہرہ دیکھنے کے بعد بے ساختہ ہی ہاتھ اس کے سر پر رکھا تھا۔

"آئندہ کبھی آپ کے منہ سے نہ سنوں، نہ آپ یتیم ہیں نہ بے آسرا۔" یہ کہتے ساتھ ہی وہ پلٹا تھا اور کمرے کے دروازے سے نکل گیا، کلثوم شاک کی کیفیت میں اپنی جگہ کھڑی رہ گئی۔

اس دن اماں بی نے کہا تھا وہ پلٹ رہا ہے، آج اماں بی اس دنیا میں نہیں تھیں۔

ایک ماں نے بیٹے کی پیش گوئی کی تھی پلٹنے کی، بیوی پلٹتے دیکھ چکی تھی، اماں بی زندہ ہوتی تو خود اپنی نظروں سے دیکھتی، ولی امان اللہ پلٹ آیا تھا۔

حلال کی کمائی پر پلنے والا ولی امان اللہ، حرام کی دنیا سے پلٹا تو کلثوم فاطمہ کے لئے ساری عمر کی سکھ کی چادر اپنے ساتھ لایا تھا۔

☆☆☆

UUNOVELS.COM

اسیرِ عشق

سدرۃ المنتہیٰ

نویں قسط کا خلاصہ

UUNOVELS.COM

شمع نے فیروز کو پربھات کے بارے میں بتایا ہے، اس کے دل میں حبیب شاہ کے خلاف بہت شکوہ شکایت تھیں، وہ چاہتی کہ ان کا آمنا سامنا ہو۔

سکھاں کے آگے ماضی کھل گیا ہے۔

حسین لاحوتی کے آنے کی خبر ہے، وہ بہت خستہ حالت میں لوٹا ہے۔

پربھات کو چیزل کے ساتھ بات کرنی ہے، لیکن اب تک اسے موقع نہیں مل رہا۔

چیزل کی ماں کا رویہ اس کی سمجھ سے باہر ہے، اس نے کتابوں سے رباعی کے خط اور ادھوری کہانیاں پڑھی ہیں، حبیب اب جلد از جلد وطن لوٹنا چاہتا ہے۔

اب آپ آگے پڑھیے

دسویں قسط

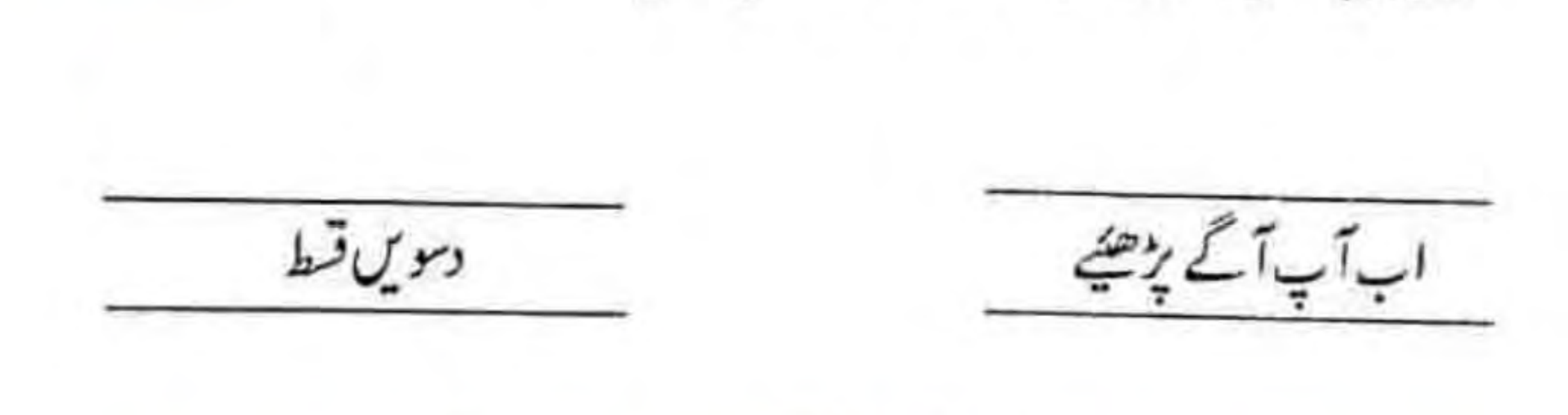

UUNOVELS.COM

جاسوسی ڈائجسٹ

www.pklibrary.com

مارچ 2020

www.pklibrary.com

Click here

Download

www.pklibrary.com

UUNOVELS.COM

دربار میں عشق کا سوال سرفہرست تھا۔
عاشق کا دل کڑھ رہا تھا، لیکن محبوبہ پر قیامت کا وقت تھا ایسی باتیں تو در پردہ ہی اچھی ہیں، تو کیسا رہے گا سکھاں کہ جب سرعام تجھ سے عشق کی گواہی لی جائے گی، وہ خود کو کتنا گرا چکی تھی۔
''دل کے ساتھ کیے گئے وعدوں کا بھرم رکھنے کے لئے کیا کچھ نہ کرنا پڑتا، تو بتا سکھاں، کیا یہ بات سچ ہے؟''
''کون سی بات مرشد سائیں۔'' سر تو جھکا تھا، لرزتے ہوئے لہجے میں مرشد سائیں کہتے ہوئے بھی جیسے مرشد کے منصب کو جھٹلا رہی تھی۔
ایک لمحے کے لئے حبیب کا دل جیسے مٹھی میں آ گیا تھا جب اس نے دریافت کیا کون سی بات۔
جیجی کا چہرہ زرد تھا اور آنکھیں جیسے چندھائی ہوئیں وہ اندر ہی اندر لرز رہیں تھیں، جو کچھ دیکھنے سے آنکھیں مانگتی ہیں وہ منظر ایک روز سامنے آ کر آنکھوں کا امتحان کیوں لیتا ہے۔
''پہلا سوال حبیب سے پوچھو عنایت شاہ۔'' انہوں نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔
''ٹھیک ہے، یونہی سہی، پہلے تم جواب دو حبیب بتاؤ بولو، کیا یہ خبر جو حویلی میں گردش کر رہی ہے یہ ٹھیک ہے؟ کہ تم اور سکھاں مائی۔''
''عشق گناہ نہیں ہے سرکار، البتہ گناہ کا شک بھی رکھنے والا خود بڑا گناہ گار ہوگا، رہی بات پسند کی تو، بات صرف پسند کی نہیں ہے، میں انہیں اپنی زندگی میں لانا چاہتا ہوں، جسے عشق خود میری زندگی میں لایا ہے۔'' شاہ بانو تو پردے کے پیچھے کھڑی لرز گئیں تھیں، بیٹے کی یہ دلیری دیکھ کر، جیجی کی آنکھیں نم تھیں۔
سکھاں کا باپ ایک مرید کی حیثیت سے سر جھکائے ہی کھڑا تھا، ایسے جیسے گردن زمین میں گڑ جانے کا گمان ہو، اس وقت اس کا دل چاہا چیخ چلا کر یہاں سے بھاگ جائے، لیکن ایسے لگا کسی نے سزائے مہر سنانے سے پہلے ہی پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں ہو، مرشد کا حکم تھا کہ کھڑے رہو، وہ کھڑا ہی رہا۔
عنایت کا چہرہ زردی سے سرخی میں بدل گیا تھا، بیٹے کی اس قدر باغیانہ ادا دیکھ کر جی چاہا کہ اسے دھکے دے کر یہاں سے نکال دیں، لیکن جبراً کھڑے رہے، اس سے پہلے تو دل چاہا اس مریدنی کے ٹوٹے کر دیں، جو اسی شان سے سر جھکائے کھڑی تھی لیکن سر ان کا جھکا دیا تھا۔
''بول مائی تو کیا کہتی ہے۔'' وہ دھاڑے۔
سکھاں کے کندھے پر باپ کا ہاتھ آ گیا اور اسے لمحے کے لئے جیسے کسی سکتے نے آ لیا۔
''ہم تمہیں تمہاری بے گناہی ثابت کرنے کا موقع دیتے ہیں، پیر کی نیت کے کھوٹ میں تیرا کوئی حصہ نہیں تو کہہ دے، کہہ سکتی ہے کہ یہ بات جھوٹ ہے تو کہہ دے۔'' عنایت نے بازی پلٹنے کے لئے ایک اور چال کھیل دی، باپ کے ہاتھ کا دباؤ مزید بڑھ گیا تھا۔
''کہہ دے سکھاں، مرشد جو کہہ رہا ہے سو کہہ دے، کہہ دے کہ حویلی میں جو باتیں گردش کر رہی ہیں وہ غلط ہیں۔''

"کیسے کہہ دوں ابا، مرشد کہتا ہے جھوٹ بولو، میں جھوٹ کیسے بولوں۔" اس کی آواز پردے کے پار تک گئی تھی، شاہ بانو سے کھڑا نہ رہا گیا، دیوار پکڑ کر بیٹھ گئیں۔

جیجی کے آگے یہ چہرہ کسی اور کا چہرہ لگا، وہی بغاوت وہی غصہ، وہی سچ کی دھونس وہی ضد، وہی بے پرواہی۔

"مرشد تجھے بچا رہا ہے سکھی۔" باپ کی آواز کانپی تھی۔

"عشق سے نہ بچ سکی، مرشد کیسے بچائے گا۔"

"سچ یہی ہے مرشد سائیں، جو آپ سننا چاہتے ہیں وہ جھوٹ ہے اور جو پیر حبیب نے کہا وہی سچ ہے۔"

آسمان سر پہ گرا تھا یا زمین ہلی تھی، کچھ تو ہوا تھا کہ جو جہاں کھڑا تھا وہی کھڑا رہا، پیر حبیب تشکر کے احساس سے زمین پر بیٹھ گیا تھا اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

سکھاں کے باپ نے سر ہاتھوں میں لے لیا تھا اور سکھاں جیسے کسی دیوی کی مانند کھڑی تھی، اس نے اپنے حصے کا کام کر دیا تھا۔

"نکل جاؤ یہاں سے اپنی بیٹی کو لے کر، نکل جاؤ یہاں سے اور کبھی صورت مت دکھانا مجھے، آج اور دوسرے جہاں میں، میں تمہیں اپنی مریدی کے تعلق سے خارج کرتا ہوں۔" عنایت مظلوم سکھاں کے باپ پر گرجا تھا۔

وہ تو پہلے ہی لرز رہا تھا، پھر پاؤں پر گر گیا۔

"نہ سائیں بابا نہ...... ایسا غضب نہ کریں...... میری قیامت نہ کالی کریں، یہ نہ حکم کر، سائیں بابا...... کوئی اور سزا دے، کوئی اور سزا۔"

"نکل جاؤ یہاں سے...... سب نکل جاؤ...... اور تم تو ابھی نکل جاؤ، میری آنکھوں کے سامنے سے ہٹ جاؤ۔" ایک ٹھوکر سے مرید کو ہٹایا اور ایک زوردار تھپڑ بیٹے کے منہ پر جڑنے کے بعد وہ کانپتے بکتے کمرے سے نکل گئے تھے۔

مرید خود کو پیٹنے لگا تھا، سکھاں نے زمین سے باپ کو اٹھایا۔

"گھر چل ابا...... گھر چل...... چل۔"

"یہ تو نے کیا کیا سکھاں...... یہ کیا کیا تو نے ابے کے ساتھ چل ابا...... گھر چل کر پیٹ لینا ابا، گھر چل کر مار لینا...... ابھی چل، اس کے سامنے نہ جھک جس نے تجھے ٹھوکر مار دی، اٹھ ابا...... اٹھ۔" وہ روتے بلکتے ہوئے باپ کو لے گئی۔

شاہ بانو نے حبیب شاہ کو بازو سے پکڑ کر کھینچا جو حواس باختہ سکھاں کے پیچھے جانا چاہ رہا تھا۔

"ادھر آ حبیب...... کیا ہو گیا ہے ادھر آ۔" شمع کے دل و دماغ میں آگ کے جھکڑ چل رہے تھے۔

اور جیجی نے اس بڑھاپے میں ایک بار پھر حویلی کے در و دیوار کو لرزتے ہوئے دیکھا اور اپنے زندہ رہ جانے پر شرمساری سی ہوئی تھی، وہ جنگ شروع ہو چکی تھی، ایک بار پھر حویلی پر لرزہ تھا۔

☆☆☆

UUNOVELS.COM

حسین الصوتی ہسپتال میں تھا، شدید ذہنی اسٹریس اور جسمانی کمزوری کا شکار، ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے بس موت کی ہی کمی رہ گئی ہو، مرنے کے قریب کر کے ظالموں نے بھیجا ہے۔ وہ سلیمت تھی جو مہر اب خاتون کے ساتھ کھڑی تھی، کچھ دیر پہلے ہی پہنچی تھی۔ وہ تین صحافیوں کو چینل نے کچھ جوابات دے کر بھگا دیا تھا، سارنگ بے ساکھی کے ساتھ باہر جا بیٹھا تھا، اندر کا شور کہاں بھی سے اسے شدید اسٹریس ہو رہا تھا، پربھات کو اسی کی فکر تھی، وہ اسے ڈھونڈتی ہوئی کاریڈور تک آئی۔

''تم یہاں بیٹھے ہو سارنگ...... حد کرتے ہو...... یہاں ٹھنڈ ہے۔''

''اتنی بھی نہیں ہے، میں ٹھیک ہوں، تھوڑی دیر میں ابا کو دیکھنے جاؤں گا۔'' اس کا لہجہ ٹوٹا ہوا تھا۔

''میں چاہتی ہوں تم گھر چلو میرے ساتھ، تم یہاں نہیں رہ پاؤ گے، دیکھو یہاں پر چینل ہے، سب ہیں، تم اماں اور سندس میرے ساتھ چلو، اصرار بھی آجائے گا تھوڑی دیر میں۔''

''تم کیسی بات کر رہی ہو پربھات ...... میں...... مانا کہ بیکار پڑا ہوا ہوں۔''

''دیکھو سارنگ اس وقت اچھا سوچنے کی ضرورت ہے تمہیں، نا امیدی کی باتوں سے کبھی کسی کو نہ کچھ ملا ہے نہ ہی ملے گا، ہمت رکھو اس وقت تمہارے باپ کو دعا اور کیئر کی ضرورت ہے، جو انہیں یہاں پوری مل رہی ہے، بس دعا تم کرو کہ وہ صحت مند ہو جائیں، زیادہ پریشانی سے تم کیسے صورتحال دیکھو گے، گھر چلو آرام کر لو اور پھر آجانا، دیکھو میرے گھر میں کوئی نہیں ہے، ابا جی اور آپا باہر ہیں اور بھابی بھیا بھی، میں ویسے ہی اکیلے ہوں، تو تم چلو تاکہ باقی لوگ بھی میری بات مانیں، کتنی بے بسی کی بات ہے کہ میں اس وقت معذوری میں پڑا ہوں اور میرے باپ کے لئے دوسرے لوگ دوڑ دھوپ کر رہے ہیں، ہلکان ہو رہے ہیں۔''

''تم ٹھیک کہتے ہو، لیکن اگر تم یہ پہلے سوچتے، آتی مین تم یہی سوچتے کہ تمہارے گھر والوں کو کسی بھی وقت تمہاری ضرورت پڑ سکتی ہے تو تم علاج ضرور کرواتے، ایک آپریشن سے آج تم اپنے پاؤں پر ٹھیک طرح سے کھڑے ہوتے۔''

''وہ آپریشن بہت کچھ چھین رہا تھا میرے گھر والوں سے نوالہ چھین رہا تھا، وہ مختصر سی رقم میں نہیں کروا لاتا کہاں جاتے تم جو تم کماتے ان کے لئے کم کر جاتے۔''

''ارے باہر نکلتے تو کچھ نہ کچھ ہو ہی جاتا۔''

''کیا پتہ آپریشن کے بعد بھی ہڈی ٹھیک نہیں ہوتی۔''

''پاگل ہو گیا سارنگ کیسے نہیں ہوتی ہڈی میں جان ہے، کل بلکہ اس ہسپتال میں ہڈیوں کا اچھا اسپیشلسٹ آتا ہے اسے دکھانا تم...... مسئلہ حل ہو جائے گا، وہ بتا دے گا، لیکن ابھی تو اٹھو پلیز، گاڑی باہر کھڑی ہے۔'' وہ بے بسی سے اس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

''دیکھو یہاں بھی تو بیٹھے ہی ہوئے ہو نہ، وہاں کچھ مزید آرام سے بیٹھ جانا۔''

وہ بے بسی سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگا تو اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر اسے سہارا دینے کی کوشش کی۔

اسی وقت سامنے سندس آتی دکھائی دی تھی، وہ کچھ دیر پہلے ہی پہنچی تھی، سکھاں کو لے کر خاصی

UUNOVELS.COM

پریشان تھی احرار بھی پہنچ گیا تھا اور سارنگ کو سہارا دینے کے لئے آگے بڑھا تھا۔

''احرار سارنگ کو تم گاڑی میں بٹھاؤ میں آنٹی لوگوں کو دیکھتی ہوں، سندس تم بھی جاؤ شاباش، میں آنٹی کو لے کر آتی ہوں۔'' وہ انہیں کہتی ہوئی ہسپتال کے لاؤنج کی طرف بڑھ گئی تھی جہاں وہ تھیں، اسے پتہ تھا وہ مشکل سے مانیں گی، خصوصاً سکھاں کا ماننا مشکل تھا۔

لیکن یہ تو انہیں بھی پتہ تھا کہ ان سب کا یہاں ہسپتال میں رہنا بھی مناسب نہ ہوگا، وہ روم لینا چاہ رہے تھے الگ سے، لیکن مہراب خاتون کچھ متفکر سی ہو گئی تھی بل کا سن کر فی الحال تو کچھ پیسے ان کے تھے، کچھ آگے چیزل نے دیے تھے۔

وہ بہت متشکر تھیں کہ کسی اور پر بوجھ پڑ رہا ہے، انہوں نے چیزل کو کہا بھی کہ یہ پیسے قرض سمجھ کر واپس ضرور لینا، وہ مشکور بھی تھیں کہ اسے لوگ مددگار اللہ نے بھیجے ہیں، اس پر پربھات کی اس آفر پر تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔

''بیٹی پہلے ہی تم لوگوں پر اتنا بوجھ ہے کہ..... مزید۔''

''دیکھیں آنٹی گھر خالی ہے اور مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی آپ سب کے وہاں چلنے سے اور کسی بھی قسم کا یقین کریں مجھ پر بوجھ نہیں پڑے گا، آپ چلیں، تھوڑا آرام کر لیں۔''

''ہم نے تو گاؤں سے اس حالت میں کچھ زیادہ لیا بھی نہیں۔''

''آپ منگوا لیجئے گا سب کچھ لیکن فی الحال یہاں سب کا رہنا نہ مناسب ہے اور ڈاکٹر بھی الاؤ نہیں کریں گے، بار بار ملنا بھی دشوار ہے، بس دیکھ تو لیا نہ، اب یہاں کا لاؤنج میں رہیں گے آپ لوگ، حد کرتے ہیں، ایک گھر ہی ہے چل کر تھوڑا آرام مل جائے گا۔'' احرار سارنگ کو گاڑی میں بٹھا کر آ گیا تھا۔

''آپ لوگ جائیں میں اور چیزل یہیں ہیں، آپ لوگ صبح آرام سے آ جایئے گا۔''

''ارے میں کب سے انہیں یہی سمجھا رہی ہوں احرار۔''

''اچھا چلو بیٹے، بلکہ مجھے تم سے کچھ مشورہ بھی کرنا تھا۔''

''چلو سلمیٰ بہن اور سکھاں تم بھی، ہسپتال میں واقعی رش لگنا اچھا نہیں ہے، آپ سب جائیں میں یہیں ہوں۔

''ارے آنٹی آپ رک کر کیا کریں گی، آپ چلیں ان کے ساتھ اندر ویسے بھی کوئی ایک ہی بندے کی اجازت ہے رکنے کے لئے، میں اور چیزل باری باری رہیں گے، بلکہ اس وقت تو میں چیزل کو بھی گھر بھیجتا ہوں کہ وہ تھوڑا آرام کر لے، میں بیٹھا ہوں پھر لیٹ نائٹ یا فجر تک اسے بلوا لوں گا، آپ ناحق بیٹھی رہیں گی، گھر چل کر آرام سے نماز وغیرہ پڑھیں کھانا کھائیں اور آرام کر لیں تھوڑی دیر، میں کھانا گھر سے لایا تھا وہ ٹفن بھی رکھوا دیا ہے گاڑی میں۔''

''بس پھر ٹھیک ہے، ہم نکلتے ہیں۔'' سکھاں نے کچھ بیچارگی سے دیکھا تھا اور پھر ناچار ان کے ساتھ گاڑی تک آ گئی تھی۔

''بس بیٹے دعا کرو حسین ٹھیک ہو جائے تا کہ ہم یہاں سے جائیں۔''

''سب ٹھیک ہو جائے گا آنٹی، آپ پریشان نہ ہوں اللہ مالک ہے، وہ آ تو گئے ہیں نہ، اب

بہتری بھی ہو جائے گی۔'' وہ انہیں تسلی دیتا اندر چلا گیا اور یہ لوگ باہر نکل آئے۔
سارنگ فرنٹ پر بیٹھا ہوا تھا، وہ تینوں سندس کے ساتھ پیچھے بیٹھ گئیں اور پربھات ڈرائیونگ سیٹ پر آ گئی۔
''کتنے عرصے بعد باہر نکلے ہو سارنگ؟'' وہ اس کے ساتھ ہلکی پھلکی بات چیت کر کے موڈ بدلنا چاہ رہی تھی۔
''بہت عرصے بعد معلوم نہ تھا کہ ایسے نکلنا ہوگا کبھی۔''
''خدا خیر کرے گا سارنگ بچڑا، توں دل نہ لاہ، (دل نہ اتار)۔'' سلمیت نے تسلی بھرے انداز میں کہا تھا۔
''آپ فکر نہ کریں چاچی، ادا ہم سے زیادہ دلیر ہیں، بس پوز مار رہے ہیں، سندس کا موڈ بھی کچھ بہتر تھا حالانکہ پریشان تو اندر ہی اندر سب ہی لوگ تھے۔''
کیونکہ ان کی حالت خاصی تشویش ناک تھی، لیکن ہمت بہرحال رکھنی تھی، اس کے سوا چارہ نہ تھا، آدھے گھنٹے بعد وہ لوگ پربھات کے گھر تک پہنچ گئے تھے، سکھاں کے تو ایک قدم لرز رہے تھے۔

☆☆☆

''عشق سچا ہے اماں، عشق سچا ہے، میں نہ کہتا تھا کہ عشق سچا ہوتا ہے۔'' اس کی آنکھیں گیلی تھیں اور وہ خوشی سے بے قابو ہوا جا رہا تھا۔
''تو نہیں سمجھتا حبیب، تو نہیں سمجھتا کہ یہ سزا ہے، یہ سزا ہے، وہ تجھے ایسا نہیں کرنے دے گا حبیب، تیرا باپ تجھے ایسا نہیں کرنے دے گا، تو سنبھل جا، باز آ جا، سمجھ جا۔''
''نہیں سمجھنا اماں، اب کچھ نہیں سمجھنا مجھے، بس جو ہونا تھا ہو گیا، ہو گیا ہے سب کچھ، اب کیا سمجھنا اماں، وہ میرے لئے آگ میں کود پڑی ہے، آگ میں گود پڑی ہے وہ میرے لئے، اب نہیں، اب بس میں سامان لاتا ہوں اس کے لئے، وہ...... جوڑا...... ہاں نکاح کا جوڑا، تو بس میرے ساتھ چل۔''
''نہیں حبیب نہیں، ایسا نہ کر، ماں کو آزمائش میں نہ ڈال، ماں نہیں چل سکے گی تیرے ساتھ، ساری زندگی شوہر کی فرماں برداری کی ہے شاہ بانو نے، آخری عمر میں کیسے بھلا، آخری عمر میں وہ ایسا کرے، نہ حبیب جگن نہ کر، باز آ جا میرا بچڑا، میرا چن (چاند) میرا شہزادہ۔''
''تو نہ چل اماں، تو نہ چل، میں خود ہی چلا جاؤں گا، میں اسے لے آؤں گا، ایک بار میں ایسے اپنی دلہن بنا کر عزت سے یہاں لاؤں گا، میں جا رہا ہوں اماں، میں شہر جا رہا ہو، بس جلدی آتا ہوں۔'' اس نے دروازے تک جاتے بازو کے کف سے آنکھیں پونچھیں۔
''اماں میرے لئے دعا کرنا، اب اگر آؤں تو اس کا دولہا بن کر آؤں، ورنہ پھر کبھی دولہا نہیں بنوں گا۔'' کہہ کر نکل گیا تھا۔
اور شاہ بانو دیوانہ وار جیجی کے کمرے تک گئیں، اسے حیرت ہوئی کہ جیجی منہ لپیٹے پڑیں تھیں۔
''جیجی...... جیجی ماں۔'' اس کا لہجہ دل ہلا دینے والا تھا۔

UUNOVELS.COM

''کیا ہو گیا شاہ بانو۔'' انہوں نے چہرے سے چادر ہٹائی تھی اور کروٹ کو سیدھا کیا۔
''جیجی وہ چلا گیا اس کے پیچھے، وہ چلا گیا ہے۔''
''وہ تو کب کا چلا گیا تھا شاہ بانو۔''
''جیجی وہ بچ میں چلا گیا ہے، کہہ رہا تھا کہ اگر اس کا دولہا نہ بن سکا تو کبھی دولہا نہیں بنوں گا، اس کے لئے نکاح کا جوڑا لینے گیا ہے۔'' وہ روتے ہوئے بتا رہی تھیں، جیجی بھیجے کو پکڑ کر اٹھ کر بیٹھ گئیں۔
''وہ خوش تھا شاہ بانو۔''
''وہ خوش..... وہ تو رو رہا تھا، خوش تو اب وہ اسے حاصل کر کے ہی ہو گا۔''
''اسے حاصل کر کے اگر وہ خوش ہوتا ہے تو اسے ہو لینے دے، اسے ہو لینے دے شاہ بانو۔''
''جیجی ماں، یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں، اسے خوش ہو لینے دوں؟''
''ہاں شاہ بانوں تو کیسی ماں ہے، بیٹا اگر خوش ہے تو اسے خوش ہو لینے دے۔''
''جیجی لیکن عنایت سائیں، وہ تو ایسا نہیں ہونے دیں گے، آسمان ہلا دیں گے وہ حویلی کا۔''
''دھرتی تو ہل گئی ہے شاہ بانو، آسمان بھی ہل جانے دے، کچھ نہیں ہوتا، جو ہو گا سو ہو گا، ویسے بھی ہمارے ہاتھ سے قصہ نکل گیا ہے، اب چپ کر کے بیٹھی رہ۔''
''جیجی بڑے سائیں بپھر گئے ہیں۔''
''وہ بپھرنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا، دیکھ اب تقدیر کیا کرتی ہے، بس تو بیٹے کی خیریت کی دعا مانگ شاہ بانو اور دعا کر بس زندگی میں وہ دولہا ضرور بنے۔''
''جیجی ماں۔'' وہ ان کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔
''جیجی ماں، آپ کا دل کتنا بڑا ہے، میں تو سہم جاتی ہوں، عنایت شاہ کے خوف سے۔''
''خوف تو بس رب سائیں کا ہے شاہ بانو، عنایت کی تو فکر رہتی ہے، تو یہ دیکھ کہ خدا نے مجھے عنایت کی ماں بنایا ہے تو دل بھی اتنا ہی بڑا دیا ہو گا نہ اسے جھیلنے کے لئے، اوچری تجھے ڈر ہے کہ وہ دولہا بن کر نہ آ جائے حویلی میں اور مجھے ڈر ہے کہ وہ دولہا بن کر ہی آئے نا حویلی میں۔''
''اس لڑکی کو دیکھ شاہ بانو، سب کچھ ہار گئی ہے، دعا کر وہ بھی کسی مسکین کی دعا ہو گی، وہ بھی تو بیٹی ہے۔''
''لیکن جیجی ماں، شمع بی بی کا کیا ہو گا؟''
''فکر ہے اس کی شاہ بانو مجھے بھی بہت ہے فکر اس کی، فکر ہے، لیکن بتا کیا کروں، کچھ نہیں کر سکتی، شمع کا مقدر جانے، تو بس اس کی خبر لے لے، خود چل کر تو آئے گی نہیں، قیامت تو اس پر بھی ہو گی، کیسے نہیں ہو گی، جا کر دیکھ لے، کھانا پانی تو اس نے بھی نہ لیا ہو گا، ہو سکتا ہے منہ لپیٹے پڑی رہی ہو، ہو سکتا ہے کہ روتی ہو، ہو سکتا ہے کہ ہمیں کوستی ہو، دعا کر شاہ بانو تیرے بیٹے کو کسی کی بھی بددعا نہ لگے، تیرا بیٹا میرے جگر کا ٹکڑا ہے، دعا کر وہ خیریت سے لوٹے۔''
''آپ کو تو اس کی فکر ہے، مجھے بھی ہے، لیکن مجھے جیجی ماں عنایت سائیں کی فکر ہے، غصے اور جلال میں ان کا کیا حال ہو گا، نہ کھانا نہ دوائی لی، مسلسل کیا سوچتے ہوں گے، باہر ہی ہیں جب سے

گئے ہیں باہر۔''

''تجھے میرے بیٹے کی فکر ہے شاہ بانو اور مجھے تیرے بیٹے کا غم کھائے جا رہا ہے، چل تو بھی ٹھیک ہے اپنی جگہ پر اور میں بھی ٹھیک ہوں۔''

''بات ایک ہی ہے، لیکن بس خیریت کی دعا کرتے ہوئے شمع کی خبر لے لے، خیری کو ادھر بھیجا تو ہے لیکن تو بھی جا حبیب کی ماں بن کر نہ جا، اس کی چاچی بن کر چلی جا۔''

''میں دیکھتی ہوں، میں جاتی ہوں بھابھی ماں، آپ فکر نہ کریں، بس دعا کریں اب خیر ہو، جو مصیبت آئی ہے وہ ٹل جائے ہم پر۔'' وہ کہتی ہوئیں اٹھیں اور شمع کے کمرے کی طرف جانے لگیں تھیں۔

''تو بھی عجیب ہے شاہ بانو، بس یہی کہتی تو اچھا تھا کہ بیٹا روتا ہوا گیا ہے تو ہنستا ہوا لوٹے۔''

☆☆☆

''شفیعت مجھے تم سے بات کرنی ہے کچھ۔'' وہ پیکنگ کر رہی تھی، بقیہ کچھ چیزوں کی جب وہ اندر آیا تھا۔

''ہاں...... بولو۔'' وہ اس کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہی تھی۔

''تم میری طرف دیکھ کر بات کیوں نہیں کر رہیں تم۔''

''پیکنگ کر رہی ہوں نعمان اور ساتھ ساتھ مجھے نظر انداز بھی کر رہی ہو۔''

''تم پاگل تو نہیں ہو گئے ہو۔''

''ہاں...... تم نے نظر انداز کر کر کے یہاں تک پہنچایا ہے۔''

''تمہارا دماغ ٹھیک ہے، تمہیں ایک بات سمجھ کیوں نہیں آ رہی۔''

''ہم یہاں پر اپنے جھگڑے نبٹانے نہیں آئے ہیں نعمان، ایک بات آخر تمہاری سمجھ میں کیوں نہیں آ رہی۔'' اس کا لہجہ کچھ تیز ہو گیا تھا۔

''تم کس طرح بات کر رہی ہو یار، میں کتنی نرمی سے پوچھ رہا ہوں تم سے اور تم۔''

''تو مجھ سے کچھ بھی مت پوچھو، اور یہاں تو کچھ بھی نہیں۔''

''میں نے کوئی گناہ کیا ہے، جرم کیا ہے، جو بھی لگتا ہے تمہیں، گھر جا کر مجھ سے ساری باتیں کہہ دینا، لیکن یہاں میں یہ سب نہیں کرنی آئی مجھے۔''

''میں کچھ دباؤ نہیں ڈال رہا تم پر، میں تو صرف غلط فہمی دور کرنے آیا تھا۔'' اس کا لہجہ دب گیا تھا۔

''کوئی غلط فہمی نہیں ہے، اور اگر ہے تو تمہیں ہے، تمہاری طرف یہ سب چل رہا ہے، میں کچھ نہیں سوچ پا رہی آج کل اور چاہتی ہوں کہ تم بھی ذرا مجھے سپیس دے دو، پھر جو کہنا ہو کہہ دینا، لیکن اس وقت ان فضول باتوں کی کوئی گنجائش نہیں ہے نعمان، میرا باپ زندگی سے لڑ کر تھک گیا ہے، تمہیں بھی پتہ ہے، ڈاکٹرز نے کیا کہا ہے، میں اس وقت اسے صرف زندگی کی طرف لانے کی کوشش کر رہی ہوں، دے سکتے ہو میرا ساتھ تو ٹھیک ہے، نہیں بھی دے سکتے تو پلیز کوئی اور بے نام سی جنگ مت شروع کرو، میں ایسی تھی، ایسی ہوں، یہ نئی بات نہیں ہے، تم اگر تھک گئے، ہو مجھ

UUNOVELS.COM

سے تو ہم گھر پہنچ کر اس معاملے پر بات کر لیں گے، لیکن پلیز ابھی نہیں، ابھی نہیں۔"

"تم غلط سمجھ رہی ہو شفیعت مجھے، میں یہ نہیں کہہ رہا، میں تو۔" اسے سخت ناکام صورتحال کا احساس ہو رہا تھا، جس کی وجہ بھی وہ فی الحال خود کو ہی سمجھ رہا تھا اور وہ کپڑے وہیں رکھ کر باہر چلی گئی تھی۔

وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا، جیسے جیسے وہ اس کے قریب آنا چاہ رہا تھا۔

ویسے ویسے معاملہ بگڑتا ہوا جا رہا تھا۔

حالانکہ پہلے ہمیشہ وہی کمپرومائز کر لیا کرتا تھا۔

وہ تو واقعی ایسی ہی تھی شروع سے، لیکن پہلے کبھی اس نے کوئی شکوہ کیا نہیں تھا اور اب اچانک اتنے شکوے، اتنے گلے، اتنا دکھ اس کے دل کے اندر ایسے آ گیا تھا کہ جیسے وہ یہ بوجھ اٹھا نہ پا رہا ہو اور جیسے کچھ غلط نہ ہو جائے۔

اس ایک خدشے نے اس کی نیند اڑا دی تھی اور پھر بگڑتے تعلقات مزید فکر مند کر رہے تھے، اس وقت وہ اتنی ندامت محسوس کر رہا تھا، کہ شفیعت کے پیچھے جا کر بات تک کرنا اسے مشکل لگ رہا تھا، وہ اس کے پیچھے نہیں گیا تھا، وہیں بیٹھ گیا اور خود پر ہی افسوس ہونے لگا تھا اس صورتحال میں۔

☆☆☆

"وقت بس ایک بار خراب ہوتا ہے اور پھر یہ خراب دیر تک رہتا ہے، تم سے زیادہ بھلا اور کون جانے گا کہ ٹھکرائے جانے کا غم کیا ہوتا ہے حبیب شاہ، ایک بار میرے سامنے آ جا، تیرے منہ پہ تیرے سامنے زمین پر تھوکوں، ایک بار تو تیرا گریبان پکڑوں، ایک بار حبیب شاہ، صرف ایک بار تجھے بتاؤں کہ زندگی میں ٹھوکر کھانا کیسا ہوتا ہے، حالانکہ تجھے پتہ تو ہوگا نہ، پتہ تو ہوگا ہی، ضرور ہوگا، تو نے بھی تو کھائی ہیں ٹھوکریں، تو نے بھی کھائی ہیں۔"

لاٹھی پر زور سے ٹکا ہاتھ لرز آیا تھا، وہ ہلکی ہلکی بڑبڑاہٹ میں بول رہیں تھیں۔

بچی سہمے ہوئے انداز میں پلر کے سہارے بیٹھی انہیں دیکھ رہی تھی۔

"کیا..... کیا دیکھ رہی ہے؟ یہ بتا کیا زمین میں کوئی زلزلہ ہے۔" انہیں فی الفور ہی سب کچھ گھومتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"نہ نہ جی جی، زمین میں زلزلہ نہیں ہے۔" وہ ایکدم اٹھی تھی۔

"پھر..... پھر کیا ہے؟ اگر زمین میں زلزلہ نہیں ہے تو پھر کیا ہے، آپ لرز رہی ہیں بیجی۔" وہ خاصے خوف زدہ انداز میں ان کی طرف بڑھی تھی، تاکہ اگر وہ پسند کریں تو یہ ہاتھ آگے بڑھائے سہارے کے لئے۔

"اچھا..... ہاں ہاں..... میں تو لرز رہی ہوں، ہاں..... مجھے پتہ ہے، تو چھوڑ میں خود سنبھال لوں گی..... چھوڑ..... بس چھوڑ۔" وہ لرزتی ہوئیں چوکھٹ سے ٹیکیں۔

"بوڑھی ہو گئی ہوں، لوگ اس عمر میں نہیں بھی لرزتے، لیکن میں لرز رہی ہوں، دیکھ میں لرز رہی ہوں۔"

"آپ بوڑھی نہیں ہوئی جی جی، آپ کمزور ہو گائی ہیں، آپ ڈاکٹر کو دکھائیں نہ بیجی۔"

''چپ کر پھری تو اپنی وکالت نہ جھاڑ۔ بڑی آئی ڈاکٹروں کو کھانے والی۔''
''بی بی سائیں فیروز کو پولیس کر لے آئے ڈاکٹروں کو۔'' کبھی کبھار وہ زیادہ بولنے کی ہمت کر جاتی تھی۔
''اچھا چھوری، ٹھیک ہے جا پانی لا۔'' وہ پھرتی سے اٹھی اور جانے لگی۔
''بوڑھی ہو گئی ہے تو شمع بی بی۔'' وہ اپنے کمرے میں آ گئی تھیں اور آئینے کے سامنے کھڑی تھیں۔
''بوڑھی ہو گئی تو پر کچھ نہ ہاتھ لگا تیرے۔'' لرزتی ہوئیں پلنگ کے کنارے بیٹھ گئیں، لاٹھی ٹیکی اور اپنے ہاتھ دیکھنے لگیں۔
'' کچھ نہیں لگا ہاتھ، ان ہاتھوں کے، آج بھی یہ خالی ہیں، ویسے کہ ویسے ہی خالی، بوڑھی ہو گئی تو شمع بی بی کچھ نہ ہاتھ لگا تیرے، نہ زندگی کا سکھ، نہ ولایت، نہ فیض، نہ عیش عشرت، وہی حویلی، سنسان ہو گئی، وہی حویلی ویران ہو گئی، کچھ نہ لگا ہاتھ میرے، چل کوئی نہیں، غم نہ کر، پہلے ہی غم بڑے ہیں، ایک اور غم نہ کر۔''
''بچی او چھوری ..... کدھر رہ گئی؟'' اپنے آنسو خود پونچھے اور اٹھیں۔
''آئی جیجی۔'' بچی دوڑتی ہوئی آئی تھی۔
''فیروز آئے تو اسے کہنا ماں کی بات سن لے۔''
''جی بہتر جیجی، اگر سائیں آئے تو کہہ دوں گی۔''
''آئے گا، آئے گا، نشہ کم ہوا ہے اس کا، پیسے لینے آئے گا، تجوری کی چابیاں مانگے تجھ سے تو مت لا کر دینا، کہنا جیجی کے پاس ہیں۔ تجھے نہیں پتہ، پھر آئے گا، بات کروں گی اس سے آج، آج ہاں کروں گی بات اس سے شادی کی، شادی کر لے اب۔''
''آئی ہاں بچی جیجی۔'' اس نے خوشی سے فوراً گالوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔
''ابھی چپ کر، چپ کر، کچھ اور نہ کہیں، اسے نہ بتانا کہ جیجی نے کیا کہا، بس اب تو سیدھی بچل شاہ کے گھر جا کر بات کروں گی، بس تو اسے یہ کہنا کہ چابی جیجی نے رکھ دی ہے، آئے گا وہ۔''
''ٹھیک ہے جیجی ماں ..... میں کہہ دوں گی، ضرور کہوں گی۔''
''چل ٹھیک ہے، جا تو جا بھاگی آئی ہو گی، کام کاج کروا لے، میں لیٹتی ہوں۔''
''جی بہتر۔'' وہ پھرتی سے مڑی۔
''پر سن ..... دو منٹ رک جایا کر، پوری بات سن لیا کر۔''
''جی جیجی ..... میں سمجھی بات پوری ہو گئی۔''
''بات پوری کہاں ہوئی ہے چھوری، بات پوری نہیں ہوتی حیاتی پوری ہو جاتی ہے، لیکن بات پوری نہیں ہو پاتی۔''
''جی .....؟''
''ہاں ..... ٹھیک کہتی ہوں۔''
''جیجی اگر حیاتی پوری ہو جائے پھر تو بات بھی پوری ہو جائے گی نہ؟''

''نہ نہ..... چھوری بات پوری نہیں ہوگی، حیاتی بھلے پوری ہو جائے پر کبھی کبھار باتیں رہ جاتی ہیں، خیر تو نہیں سمجھے گی، تیری دادی بڑی عقلمند تھی، تیری ماں بھی..... پر تو جانے کس پر گئی ہے سمجھتی ہی نہیں ہے، نالائق، چل میں ہی شاید کچھ مشکل باتیں کرنے لگی ہوں۔''

''بس تو جا، لیکن میرے اوپر کمبل ڈال دے، رلی باریک ہے۔''

''جی، آپ لیٹیں۔'' وہ کمبل اٹھا کر آ گئی۔

''ٹھیک ہے، تو جیسی بھی ہے، پر اچھی ہے۔''

''جا بس بھاگی آئی ہوگی، اسے اوپر مت بھیجنا، سر کھاتی ہے، سوال بڑے کرتی ہے، میں بس لیٹوں گی۔''

''جی..... نہیں بھیجوں گی۔''

''اور اگر جمیلہ آئے تو اسے بھیج دینا، وہ بس سر نہیں کھاتی، جو کہو پوری بات سنتی ہے، پھر بولتی ہے، اچھی ہے، بہت اچھی ہے۔''

''جی..... اگر وہ نہ آئے تو اسے پیغام بھجوا کر بلوا لوں؟''

''نہ نہ فی الحال رہنے دے، ضرورت پڑے گی تو بلوا لوں گی ایک دو روز میں، تو جا، بس مجھے اکیلا چھوڑ دے۔'' کمبل اوپر تان کر وہ لیٹ گئیں۔

''بوڑھی ہو گئی ہوں، ٹھنڈ زیادہ لگتی ہے اب تجھے۔''

''بڈھی ہو گئی ہے، وہ خود پر ہنسنے لگیں۔'' پھر کھانسی کا دورہ پڑ گیا، تو بچی دوڑی دوڑی آئی۔

''پانی لے کر، آپ ٹھیک ہیں بیجی۔''

''ہاں ہاں ٹھیک ہوں۔'' پانی لے کر پیا۔

''تو بھی اچھی ہے، تیری بھی کراؤں گی شادی، بس دعا کر کہ فیروز دولہا بن جائے، پھر تجھے بھی دولہن بناؤں گی، ہاں تجھے بھی،..... ٹھیک ہے..... اب دانت نہ نکال۔''

''بیجی..... وہ فیروز سائیں آئے ہیں، لیکن انہوں نے چابی نہیں مانگی، بلکہ تجوری کھول کر پیسے نکال کر لے گئے ہیں۔''

''اس کے پاس چابی کدھر سے آئی چھوری، چابی تو میرے پاس ہے۔''

''ان کے پاس بھی ویسی ہی چابی تھی بیجی۔''

''اچھا بڑا سیانا ہو گیا ہے، چل میں نے بھی اسی مہینے کے پیسے رکھے تھے، زیادہ نہیں رکھے۔''

''چلا گیا ہے تو رات کو تو آئے گا نہ..... بس اسے میرے کمرے میں بھیج دینا، مجھ سے اٹھا نہیں جاتا اب۔''

''بیجی، بھیج دوں گی..... وہ بیجی ایک بات پوچھوں؟'' کھانسی رک گئی تھی، وہ ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں۔

''آپ نیند میں بھی بولتی ہیں۔''

''نیند میں..... بولتی ہوں میں؟ چھوری چڑی ہو گئی ہے کیا تو؟''

''ہاں بیجی، میں نے سنا ہے آپ بولتی ہیں۔''

''اچھا۔'' وہ سوچ میں پڑ گئیں۔
''کیا بولتی ہوں میں بھلا یہ تو بتاؤ؟''
''آپ بولتی ہیں کہ تو بھی بے وفا ہے، تو بھی ایسا کرتا ہے، تو تو ایسا نہ کرتا، پھر آپ کہتی ہیں کہ..... تو تو ایسا نہ تھا۔'' وہ لرز گئیں۔
''چھوری ۔ تو نے سنا؟''
''ہاں ہاں جیجی، میں نے خود سنا ہے اپنے گناہ گار کانوں سے۔'' وہ ذرا فاصلے پر ہو گئی تھی ڈر سے۔
''اوہ چھوری۔'' میں فکر میں پڑ گئیں۔
سوچا تو تھا، پر کہا کبھی نہیں جو بات جاگتے میں نہ کہہ سکی، وہ بات نیند میں کیسے کہہ دی، آن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔
''زندگی کٹھن ہے، کیا کیا کرواتی ہے۔''
''یاد پڑا جیجی کہتی تھیں، وہ جیسا رکھے شمع اس سے شکوہ نہ کرنا، کیونکہ شکوہ نہ کرنا دلیری ہے، تو اگر اس کی دلبری چاہے تو بس شکوہ نہ کرنا اور تو چاہے گی ایک روز ایسا ہوتا ہے شمع کہ انسان رو دھو کر تھک جاتا ہے تو اس کی دلبری چاہتا ہے اور پھر کبھی بھی اسے نہیں کہتا کہ یہ تو نے کیا کیا؟
''جو ہوا سو ہوا، سر آنکھوں پر۔''
''کوئی سوال جواب نہیں، کوئی تقاضا نہیں، کچھ بھی نہیں۔''
''یہ میں نے کب کہا چھوری؟''
''جیجی..... یہ آپ نے پرسوں رات کو اور کل رات کو دو تین راتیں شاید کہا ہے۔''
''اچھا۔''
''مجھے معاف کر دیں جیجی، میں نے آپ کو رنج تو نہیں پہنچایا؟''
''نہ نہ..... تو نے کوئی رنج نہیں پہنچایا۔''
''تو بس جا، میں کھانسوں تو آ جانا، ابھی جا۔'' آواز بھرا گئی تھی۔
اور وہ رو پڑی تھیں، یاد آیا ایسا پہلی بار تب کہا تھا جب حبیب شاہ اور سکھاں نے اقرار کیا تھا۔ جب اسے سوڈھی نے آ کر بتایا تھا کہ حبیب سائیں نکاح کا جوڑا لینے گئے ہیں۔
اسکے بعد جب خیری اس کی دلجوئی کو آئی تھی اس نے اسے کمرے سے باہر نکال دیا تھا، اکیلی رہ گئی تھی اور تب اکیلے رو پڑی تھی، کسی سے شکوہ نہیں کیا۔
زندگی میں پہلی بار کسی کو برا بھلا نہیں کہا تھا، کوئی غصہ، کوئی توڑ پھوڑ نہیں کی تھی، کوئی آواز نہیں دی کسی کو، بس اتنا کہا کہ تو بھی بے وفا ہے۔
''تو تو ایسا نہ کرتا، تو تو مالک تھا۔'' وہ دروازے کے ایک جانب روئی تھی اور تب دروازے کی بیرون جانب کھڑی جیجی ماں کے پاؤں میں لرزش ہوئی تھی اور آنکھوں میں آنسو بھی آ گئے تھے۔
''یہ کیا کہا شمع..... یہ کیا کہہ دیا۔''
''اسے بے وفا کہہ دیا..... وہ بے وفا نہیں ہے۔''

''وہ تو بس رب ہے۔''
''اور اس نے اسی شدت سے کہا تھا کہ مت روک تیجی ماں، مت روک مجھے، وجہ کہ ملا ہے مجھے، حبیب شاہ کو کیوں کہوں، وہ اسے موڑ سکتا تھا۔''
''وہ اسے روک سکتا تھا، دل پھیر سکتا تھا اس کا، وہ تو اللہ تھا نہ۔۔۔ وہ تو۔''
آنسو ہی آنسو تھے، آج اتنے عرصے بعد، وہی شکوہ۔
''میں نے بس کہہ دیا تیجی ماں، مجھے معاف کرنا میں نے بس تمہارے رب کو کہہ دیا، بس کہہ دیا، بس کہہ دیا۔'' ہچکی بندھ گئی تھی، بڑے دنوں بعد خود پر رونا آیا تھا۔
وہ عجیب کشمکش و پیچ میں پڑی ہوئی تھی، جب اچانک ربابی کی کال آئی تھی اور وہ چونک گئی، اس وقت۔
''ہیلو۔۔۔ ربابی۔''
''جی۔۔۔ ربابی اور آپ سو فیصد یقین ہے کہ پربھات ہیں۔''
''جی میں ہی ہوں، پربھات، آپ کیسی ہیں؟''
''میں ٹھیک ہوں، آپ کو اس وقت نیند سے تو نہیں جگایا کیونکہ آواز سے لگ رہا ہے کہ آپ سوئیں نہیں ہیں، لیکن جب بھی اتنی دیر تک کال کرنے کی معذرت چاہوں گی۔''
''ارے نہیں، کوئی بات نہیں، اچھا کیوں آپ نے کال کی۔''
''بہت اچھا ہا، میں نے روبی کو کال ملائی تھی وہ سو رہی تھی۔''
''تو اچھا ہے جب تک نیند نہیں آتی آپ سے بات ہو جائے گی، ویسے آپ نے خیریت سے کال کی نہ؟''
''جی بس دل چاہ رہا تھا کہ آپ کو فون کروں، دل کی ماننے والی تو نہیں ہوں لیکن سوچا کہ اب کی بار مان لوں۔''
''اچھا۔'' وہ اس کی بات پر بے ساختہ ہنس دی۔
''ویسے جب بندہ سو کر اٹھتا ہے تو آواز کا بھاری اور بوجھل پن بتاتا ہے کہ آپ سوئے ہیں۔''
''لیکن سوئے نہیں ہیں، یہ کیسے پتہ لگے گا بھلا؟''
''یہ بھی آواز کے بوجھل پن سے ہی پتہ لگتا ہے، بس اس بوجھل پن اور اس بوجھل پن کی کیفیت ذرا الگ ہوتی ہے۔''
''اچھا، ٹھیک ہے، مان لیا، اب بتائیں ربابی، مجھے فون کرنے سے پہلے آپ کیا کر رہی تھیں؟ سیدھی طرح یہ کہہ دو نا کہ کس کیفیت میں، میں نے آپ کو فون کرنے کا سوچا، میں دراصل لکھ رہی تھی۔''
''کیا لکھ رہی تھیں آپ؟''
ایک نظم تھی۔
''اچھا سنائیں ویسے میں نے شاعری کم سنی ہے اس لئے مجھے نظموں غزلوں کی کوئی خاص تمیز

نہیں ہے، یہ نظم ہے بھی سندھی میں۔"
"ارے واہ پھر تو ضرور سناؤ۔" وہ اس سے بات کر کے بہل گئی تھی۔
"یہ نظم کہیں شائع ہوئی ہے؟"
"نہیں یہ صرف میری ڈائری میں چھپی ہوئی ہے فی الحال۔"
"ارے واہ، چلو یہ مجھے ٹیکسٹ کرنا، دوبارہ پڑھوں گی۔"
"ابا جی کو جان کر اچھا لگے گا کہ میری ایک نئی تفریح نکل آئی ہے۔"
"ابا جی ہاں، مجھے بتاؤ نہ پربھات تمہارا اس خاندان سے تعلق ہے؟"
"ہاں بدقسمتی سے ہے یار نہ..... خیر..... اب کیا کہوں کہ شمع بی بی میری رشتے کی پھپھی ہیں یا..... توبہ..... خیر وہ میرے باپ کی چچازاد ہیں، تم واقعی حبیب شاہ کی بیٹی ہو؟"
"ہاں یہ سچ ہے میں حبیب شاہ کی بیٹی ہوں۔"
"ارے واہ تم تو اپنی ہی ہو، اپنے خاندان کی، میرے والد رشتے کے چچازاد ہی لگتے ہیں پیر حبیب کی جوانی کے قصے سب کی زبان پر رہے، ایک عرصہ، آں ہاں، بس کیا کہیے، بات کریں گے اس پر بھی ربا جی۔"
"لیکن فی الحال تو میرا دماغ کام نہیں کر رہا ہے، وہ اسے کیا بتاتی کہ سارنگ کا اترا ہوا چہرہ اور سکھاں کے چہرے پر آئی دھند نے اسے بھی ڈبو دیا ہے۔"
"تم پریشانی کا سبب شیئر کر سکتی ہو پربھات؟"
"کروں گی، لیکن فی الحال الجھی ہوئی ہوں، سمجھ نہیں آتا کہ کیا کہوں کیا نہیں، سارنگ کو جانتی ہو؟"
"نہیں۔"
"سارنگ حسین، حسین لاھوتی کا بیٹا ہے۔"
"اوہ اچھا، حسین لاھوتی جو لاپتہ تھے؟"
"ہاں..... لیکن وہ آ گئے ہیں اور شدید بری حالت میں ہیں، ان کی فیملی ابھی ٹھہری ہوئی ہے گھر پر۔"
"اوہ پھر تو خاصی پریشانی ہو گی، تمہیں ناحق بے وقت فون آیا، بے وقت تو کیا لیکن ناحق نہیں کیا، اچھا کیا فون کر کے، بس میں الجھی ہوئی ہوں زرا، لیکن ہاں، ایک بات پوچھوں ربا جی؟"
"ہاں بالکل پوچھو، اس میں اجازت لینے کی کیا بات ہے یار، یہ فیروز تمہارا منگیتر ہے۔" وہ ہنس پڑی تھی بے ساختہ پربھات کے پوچھنے پر۔
"ہنس کیوں رہی ہو؟ غلط سنا ہے۔"
"یونہی..... ہاں سچ تو سنا ہے لیکن، غلط سنا ہے۔"
"اچھا تم مزے کی ہو ربا جی، تم سے دوستی اچھی رہے گی بالکل، میں بھی کہوں میں کیوں کھنچ رہی ہوں تمہاری طرف۔"
"اچھا شادی کب ہے فیروز کے ساتھ؟"

''شادی..... عنقریب شاید ..... یہ بتاتے ہوئے اس کا دل ڈوب سا گیا تھا۔''

''تم خوش نہیں ہو؟''

''تمہیں کیا لگتا ہے؟''

''پھر مت کرو اگر خوش نہیں ہو تو۔'' وہ پھر سے ہنسی۔

''مت کرو رباعی اگر دل خوش نہیں ہے تو، مت کرو۔'' وہ پھر سے ہنس پڑی تھی، کھل کھلا کر ہنسی۔

''عجیب بات ہے ہنس رہی ہو، میں ہوتی تو شور مچا کر الو کا پٹھا بنا دیتی سب کو۔''

''ہاں معلوم ہے، تم ادھر ہو، سرحد سے باہر اور میں اندر ہوں سرحد کے اندر، بہت بڑا فرق ہے پربھات، تم ایک باغی کی بیٹی ہو، آزاد ہو، خود مختار ہو، تمہارے حصے کی مشکلیں ڈھیل کر کے تمہارے باپ نے سہہ لیں، ورنہ تم کیا سمجھتی ہو کہ تم آزاد ہوتیں؟''

''ہاں ٹھیک کہتی ہو رباعی، لیکن میں کچھ کر سکتی ہوں تمہارے لئے؟''

''صرف دعا، روایت نبھانے کی دعا؟''

''بغاوت کی دعا نہ کروں؟''

''بغاوت لکھ دی کہ ضرورت نہیں ہوتی پربھات۔''

''بغاوت خود ہی سر چڑھ کر بولتی ہے۔''

''تو پھر کرو نہ..... سر چڑھ کر بولے گی۔''

''کہنے میں مزا ہے پرو..... لیکن کرنے میں مزا نہیں ہے، زندگی کا سودا ہے۔''

''تو پھر ہار جاؤ گی؟ ہار چکی ہوں، ملامت کرو مجھے، حد ہوگئی، غصہ آرہا ہے مجھے تم پر، ہر بے بس انسان پر غصہ آتا ہے۔''

''نہیں بے بس نہیں، ہر بے ہمت انسان پر غصہ آتا ہے۔''

''کر لو غصہ پرو رانی۔''

''پرو رانی، ابا بھی یہی کہتے ہیں مجھے، اچھا لگتا ہے۔''

''اوہ لگتا ہے سارنگ جاگ رہا ہے، کمرے کی بتی جل رہی ہے، میں اس سے پوچھ لوں، شاید اسے کسی شے کی ضرورت ہو۔''

''ہاں ضرور جاؤ، اپنا خیال رکھنا، بالکل ٹھیک ہے، تم بھی رکھنا خیال اور اچھا لگا رباعی، میرے اپنوں میں آج ایک اضافہ ہو گیا ہے۔''

''اور میرے اپنوں میں اسی وقت ہو گیا تھا، جب تم نے گاؤں آنے کا سوچا ہوگا، وہ قدم تھا، پہلا قدم۔''

رابطے اور تعلقات طے شدہ ہوتے ہیں، کہاں پر کون کس سے ملتا ہے اور آشنائی ہوتی ہے، یہ سب طے شدہ ہوتا ہے، ملاقاتیں پہلے سے طے شدہ ہوتی ہیں۔

''کتنی کمال کی بات کر دی رباعی، ملاقاتیں پہلے سے طے شدہ ہوتی ہیں۔''

''سب کچھ طے شدہ ہوتا ہے، ٹھیک کہتی ہو، ہم نہیں جانتے جس راستے کی طرف ہم جا رہے ہیں، وہ راستہ کس سے ملائے گا، اس راستے نے تو مجھے زندوں کے ساتھ قبرستان والوں سے ملا دیا

ہے، میں نے عام قبریں دیکھی ہیں ریا بی، لیکن نوٹ کرتا ہمارے قبرستان کچھ قبروں کے اندر سے سحر پھوٹتا ہے، مجھے احساس ہوا وہاں جا کر کہ میرا باپ اپنا ٹھکانہ وہاں کیوں ڈھونڈتا ہے، بہت سحر ہے، ایسے لگتا ہے جیسے قبریں بولتی ہیں۔"

"واہ پربھات تو تمہارے احساس کی نس بھی پھڑکتی ہے۔"

"ٹھیک کہتی ہو، قبرستان کے امن کی خاموشی ویسے بھی بولتی ہے، لیکن ٹھیک کہتی ہو، قبریں بولتی ہیں، قبرستان میں بہت سحر ہے، یہ کہہ کر تم نے مجھے مطمئن کر دیا ہے پربھات۔"

"کیا مطلب؟"

"پھر بھی بتاؤں گی، جاؤ مہمان سے حال پوچھو۔"

"رب کی امان میں۔" اس نے کہہ کر فون رکھ دیا تھا اور اس کی سوچ کو ایک اور احساس مل گیا تھا، سوچنے کے لئے۔

وہ اندر گئی تو سارنگ کو بے چین پایا، سامنے دیوار پر ان کی فیملی فوٹو میں شفیعت اور نعمان کی تصویر تھی، اس نے سوچا کہ تصویر ہٹا دے، لیکن اس کے سامنے کیسے ہٹاتی۔

"کچھ چاہیے سارنگ؟"

"نہیں کچھ نہیں چاہیے۔" اس نے اپنا کمرہ سارنگ کو دیا تھا اور ابا جی کا کمرہ کھلا تھا مجھے بہت جگہ تھی اس میں سب موجود تھیں، اس نے سوچا وہ خود شفیعت کے کمرے میں سو جائے گی، جس تکلیف سے سارنگ کو بچانا چاہا تھا، اسی تکلیف میں وہ جلتا تھا، کیونکہ اس کے کمرے میں بھی سامنے شفیعت کی تصویر تھی۔

"نہیں، کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔" اسے دیکھ کر وہ سیدھا ہو بیٹھا۔

"تم جاگ رہے ہو اب تک۔"

"ہاں بس یونہی نیند نہیں آ رہی تھی۔"

"کچھ سوچ رہے ہو؟ وہ ٹھیک ہو جائیں گے سارنگ۔"

"ہم — ہاں — شاید — میں کل صبح جانا چاہتا ہوں گاؤں — ٹھیک ہے تمہیں، خیر...... فرار اچھی چیز نہیں ہے فرار سے کوئی فائدہ نہیں ملتا سارنگ، صورتحال کو فیس کرنا بہادری ہے۔"

"فرار — مطلب — میں فرار تو نہیں چاہ رہا۔" وہ اٹک گیا تھا اسی کی بات پر۔

"میں ڈاکٹر کو دکھانا چاہتا ہوں۔"

"اچھی سوچ ہے، شکر ہے تمہیں خیال آیا۔"

"تم معصوم شاہ سے بات کرو گی؟ ہماری زمین کے لئے؟"

"ہاں کروں گی، کل ہی کروں گی، کل ایک کام بھی ہے میرا اخبار کے دفتر اور کل معصوم سے مل لوں گی، وہ بیچارہ اتنے دن خود پھنسا ہوا تھا، اس کے خاندان میں فوتگی ہو گئی تھی۔"

"او اچھا، خیر، جب تم بات کر دو بتانا۔"

"ہاں بلکہ تم بیٹھے ہو چند روز تو ملوا دوں گی تمہیں اس سے۔"

"نہیں پربھات مجھے کل جانا ہے، سوری میں یہاں نہیں رہ سکتا۔"

"سارنگ بے وقوفی نہ کرو، یہاں رہو کچھ روز علاج ٹھیک سے کراؤ، بار بار آنا جانا آسان نہیں ہے تمہارا، پر بھات مت کرو۔" وہ بے بسی سے بولا تھا۔

"سارنگ بچے مت بنو، حد ہو گی سارنگ کب بڑے ہو گے، سمجھ سے کام لو گے۔"

"بڑا ہی تو نہیں بن سکا میں پر بھات۔" لہجہ ٹوٹا ہوا تھا۔

"حوصلہ رکھو سارنگ، اس وقت گھر والوں کو تمہاری ضرورت ہے، تمہارے حوصلے کی، تمہارے ساتھ اور تسلی کی۔"

"سمجھتا ہوں، لیکن کیسے، ایک بات کہوں تم سے۔"

"ہاں کہو، بے جھجک کہو۔"

"پلیز اس کمرے سے تصویریں ہٹوا دو یار، وہ مجھے تصویریں الجھن کرتی ہیں، میں اپنے کمرے میں ابا جی کی تصویریں نہیں لگانے دیتا۔"

"میں ابھی ہٹا دیتی ہوں دوست، فکر مت کرو۔"

"لیکن ویسے تصویر تو ہمارا ماضی ہوتی ہے، ہماری ہماری اثاثہ، تمہیں کیوں اچھی نہیں لگتیں، یہ تصویریں تو خیر تمہارا ماضی نہیں ہیں، لیکن۔" وہ بے ساختگی میں کہہ گئی تھی، پھر اٹھ کر تصویریں اتارنے لگی۔

"مجھے ماضی میں رہنے سے چڑ ہے۔"

"تبھی ہر وقت ماضی میں رہتے ہو؟"

"تمہیں لگتا ہے کہ میں ماضی میں رہتا ہوں۔"

"لگتا کیا ہے حقیقت ہے، رہتے ہو بھئی، مطلب ہر وقت کھوئے کھوئے سے رہتے ہو۔" اس سے پہلے کہ سارنگ کے چہرے پر خوف کا شائبہ بڑھتا، اس نے بات کو ہلکا کر دیا، سارنگ نے ایک لمبا سانس چھوڑا تھا اور اسے ہنسی آ گئی۔

"تم ہنس رہی ہو؟"

"ہاں کیوں نہ ہنسوں؟"

"ضرور ہنسو، تمہارا اپنا گھر ہے، ہنسو کھیلو۔"

"اچھا جی، میں مطلب صرف اپنے گھر میں ہی ہنس سکتی ہوں۔"

"نہیں، تم کہیں بھی کسی پر بھی، کسی وقت بھی نہیں سکتی ہو چاہے وہ بیچارہ جتنا بھی مظلوم اور بے بس ہو۔"

"ارے واہ....." وہ پھر سے ہنس پڑی۔

"ایکدم سے معصوم لگ رہے ہو، لیکن مظلوم تب بھی نہیں کہوں گی۔"

"مجھے ایک بات بتاؤ سارنگ۔"

"پوچھو۔" وہ مصنوعی خفگی سے بولا۔

"دوست سمجھتے ہو مجھے؟"

"نہیں اب تک تو نہیں۔"

''ارے وہ پھر کیسے ڈھیٹ انسان ہو۔''
''ہاں اب تم کہو کہ تمہارے گھر پہ بیٹھا ہوں، فائدہ لے رہا ہوں۔''
''نہ نہیں یہ بات نہیں، دیکھو گھر میں سو طرح کے مہمان آتے ہیں فائدہ لیتے ہیں، کھانا کھاتے ہیں، اس میں بھلا ایسا کیا ہے، دوست تو دوست ہوتا ہے نہ۔''
''ہاں یہ بھی ہے، لیکن میری دوستی سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔''
''مجھے فائدہ نہیں چاہیے سارنگ، تم بس مجھے دوست سمجھو سمجھتا تھا لاشعوری طور پر، تبھی تم سے مدد کو کہا تھا، لیکن اب شعوری طور پر سمجھوں گا بس، بس پھر ٹھیک ہے، آج کے دن میں مجھے دو اچھے دوست مل گئے۔''
''دو ؟''
''ہاں، ایک تم ایک رباعی۔''
''رباعی؟''
''اوہ سارنگ رباعی کی ابھی کچھ دیر پہلے کال آئی تھی۔'' اس نے بتاتے ہوئے تصویری فریم دراز میں ڈال دیا۔
''اچھا پھر۔''
''وہ کہانی کار ہے اور نظمیں بھی لکھتی ہے۔''
''اچھا واہ۔''
''بہت اچھا لکھتی ہے، مزے کی بات یہ ہے کہ ہمارے ہی خاندان سے اس کا تعلق ہے اور سب سے بڑے مزے کی بات کہ وہ شمع بی بی کے بیٹے فیروز کی منگ ہے۔''
''ارے کڑی سے کڑی مل رہی ہے، شمع بی بی، وہ پیر عنایت کا خاندان، پیر عنایت۔''
''ہاں وہی۔''
''تم اسی خاندان سے تعلق رکھتی ہو؟ یہ سچ ہے؟''
''ہا...... بالکل سچ ہے۔''
''اوہ پھر تو مر گئے، دیکھو اب تمہیں دوست بنالیا کبھی اٹھ کر یہ مت کہنا کہ تمہارے بڑے ہمارے غلام تھے۔''
''غلام؟''
''ارے یار وہی پیری مریدی والا سلسلہ، مرید تھے، معتقد وغیرہ، غلام ہی ہوا پھر تو۔''
''نہیں سارنگ اس کا مطلب یہ نہیں ہے، مرید یعنی کہ شاگرد اصلاح لینے والا۔''
''دیکھو اب ہمارے سسٹم میں پربھات بی بی الٹی گنگا بہتی ہے، وزیراعظم کا جو مطلب ہے وہ اپنے مطلب کی طرح سائیاں کہاں ہوتا ہے، حد ہوگئی، ہمارے پاس نام اور اسٹیٹس ہیں۔''
''یہ بھی خیر سچ ہے، لیکن برائے مہربانی آئندہ مجھے بی بی مت کہنا، حویلی کی بیبیوں کی بو آتی ہے۔'' وہ ہنس پڑا اس کی بات پر۔
''تو کیا ہوا، وہ بھی تمہاری ہی تھیں، ویسے بڑے بے انصاف لوگ ہوتے ہو تم۔''

''دیکھو میں، اس سسٹم میں سارنگ نہ پیدا ہوئی، نہ وہاں رہی، اس لئے کم از کم مجھے وہاں سے مت جوڑو یار۔''

''اچھا چلو فی الحال نہیں جوڑتا، کیا یاد کرو گی۔''

''پلیز ایک کپ چائے کا اگر پلا دو، دوست کو۔''

''ہاں ضرور، پلاتی ہوں۔''

وہ چائے بنانے کے لئے باہر نکلی تو سامنے فکر مندی سے بیٹھی سکھاں کو دیکھا۔

''ارے آپ یہاں..... خیریت..... سوئیں نہیں؟''

''نہ..... نہیں..... بس بیٹے نیند نہیں آ رہی تھی کمرے میں حبس سا محسوس ہوا تھا۔''

''اچھا، لیکن کمرے میں ایک کھڑکی تو آپ کے لئے میں نے کھول دی تھی، پھر ابھی تو ٹھنڈ بھی ہے۔''

''بس یونہی چین نہیں آ رہا تھا، حسین کی فکر ہو رہی تھی۔'' انہوں نے پریشانی کو اچھا نام دیا ہوا تھا۔

''تم بھی تو جاگ رہی ہو نہ؟''

''ہاں وہ سارنگ بھی جاگ رہا تھا، ہم باتیں کر رہے تھے۔''

''اچھا، سارنگ ٹھیک تو ہے نہ۔''

''ہاں ٹھیک ہے، بلکہ آپ چائے پئیں گی؟ میں سارنگ کے لئے چائے بنانے جا رہی تھی، اسے طلب تھی۔''

''یہ سارنگ کب سے اتنا نواب زادہ بن گیا کہ طلب ہوئی تو تمہیں کہہ دیا۔''

''تو کیا ہوا، کہہ سکتا ہے، دوست ہیں ہم۔''

''اچھا یہ تو ہے، لیکن تب بھی، میں بنا دوں چائے۔''

''نہیں بالکل بھی نہیں، میں بنا دیتی ہوں۔''

''غیروں والی بات نہ کریں۔''

''تم سے غیروں والی بات ہو بھی نہیں سکتی۔''

''ایک درخواست کروں بیٹی۔''

''جی حکم کریں، درخواست کیوں؟''

''کل صبح مجھے اسٹیشن پہ چھوڑ دینا، میں رہ نہیں سکتی یہاں پر، گاؤں جانا ہے، گھر اکیلا ہے اور پلیز روکنا مت مجھے، اچھی بیٹی ہو نہ میری۔'' وہ دیکھے گئی، یکدم احساس ہوا تھا، جیسے وہ انہیں یہاں لا کر کسی آزمائش میں ڈال چکی ہو۔

''ٹھیک ہے لیکن، دن میں کوشش کروں گی، بس اٹھتی ذرا دیر سے ہوں تو صبح کا نہیں کہہ سکتی۔''

''بس یہ دھیان رکھنا پر بیٹی کہ صبح سے دوپہر ہو تو ہو جائے، لیکن بس شام نہ ہونے پائے۔''

''دوپہر اور شام میں بھلا کیا فرق ہے، دن تو کل کا ہی ہوگا۔''

"بہت فرق ہے بچے، شام کے بعد دن ڈھل جاتا ہے، دوسرا دن شروع ہو جاتا ہے، دھیان رکھنا دوسرا دن نہ شروع ہو، پھر دوپہر تک نکلوں گی تو شام میں اپنے گھر پہ ہونگی۔"

"اچھا، کوشش کریں گے کہ ایسا ہی ہو، آپ ایسا کریں میرے کمرے میں چل کر سارنگ کے پاس بیٹھیں، میں چائے بنا کر آتی ہوں۔"

"نہیں میں کچھ سونا چاہتی ہوں، کوئی اور جگہ ہو تو بتا دو۔"

"آپ شفیعت آپا کے کمرے میں چلی جائیں، یہ سامنے دروازہ ہے، آج میں نے بھی وہیں اپنا بستر لگایا ہے۔"

"لیکن مجھے آتے ہوئے دیر ہو گی، آپ تب تک آرام سے سو جایئے گا، میں بالکل ڈسٹرب نہیں کروں گی۔"

"ٹھیک ہے بیٹی اور مجھے چائے پلانا، تمہارے ہاتھ کی چائے پیوں گی، تب تک میں نفل پڑھوں گی۔"

"تہجد کیوں نہیں؟"

"تہجد کے لئے سونا شرط ہوتا ہے، میں سوئی نہیں۔"

"اوہ ہاں، چلیں ٹھیک ہے، آپ جائیں یہ سامنے ہی۔" اس نے اشارے سے بتایا انہیں بالکنی کی طرف ہی کمرہ تھا۔

اسے خود پر ہی افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے کس مشکل میں ڈال دیا ہے دونوں کو، سارنگ تو ٹھیک ہے، لیکن ان کی حالت، انہیں دیکھ کر اسے ڈائری میں چھپا ان کا ماضی یاد تو آیا تھا لیکن خود کو بہت اچھے سے اس نے کمپوز کر رکھا تھا، کہ خود پر ان کے سامنے ظاہر نہ ہونے دیا تھا، لیکن ابھی ان کی یہ بیچارگی کہ شام تک نہ روکنا، ان کا یہاں رکنا بھی مشکل ہو رہا ہے، وہ سوچ رہی تھی۔

لیکن جب وہ چائے کا کپ لے کر گئی تو کھڑکی کے پاس ہی رک گئی، وہ جاء نماز پر بیٹھیں ہوئیں رو رہیں تھیں اور ان کا ایک جملہ اس نے سنا کہ سزا ختم نہیں ہوئی، سزا باقی تھی۔

"لیکن اس عمر میں، میں کیا سزا کاٹوں گی۔"

"سزا معاف کر دے، سزا معاف کر دے۔"

وہ وہیں کھڑکی سے لوٹ گئی، چائے کا کپ وہیں رکھا اور اپنے کمرے میں گئی تو سارنگ نے چائے پی لی تھی، اسے عجلت میں گڈ نائٹ کہہ کر اس نے ڈائری دراز سے نکالی اور باہر آ گئی، تیزی سے صفحات پلٹنے لگی لیکن آگے صفحات پر کچھ نہیں تھا، حالانکہ وہ چند صفحات چھوڑ کر لکھتے تھے، لیکن ساری ڈائری چھاننے کے بعد آخری چیپٹر ملا، عشق کے اقرار کا۔

(جاری ہے)

ماہنامہ

حنا

اپریل 2020

www.pklibrary.com

حنا ڈائجسٹ

www.pklibrary.com

اپریل 2020

www.pklibrary.com

Click here

Download

www.pklibrary.com